نیز شہداءِ اُحد کی فضیلت اوران کی قبروں کی زیارت سے متعلق احادیث کا تذکرہ نیز یہ کہ شہداء کی جنت والی زندگی ہے وہ دنیا والی زندگی مانگتے بھی ہیں تو نہیں ملتی۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حاجب بن احمد طوسی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن حماد ابن وَردی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابومعاویہ نے اعمش سے، اس نے عبداللہ بن مرّہ سے، اس نے مسروق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تھا :

وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ قُتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتًا بَلۡ اَحۡيَآءٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ يُرۡزَقُوۡنَ ۔

وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں قتل کردیئے گئے ان کو مُردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس۔ رزق دیئے جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حضرت مسروق اوران کے رفقاء کے سوال کا مطلب یہ تھا کہ ہمیں شہداء کی زندگی کے بارے میں وضاحت سے سمجھائیں، ان کے زندہ ہونے کی کیفیت ظاہراً نظر نہیں آتی، کیونکہ قُتِلُوۡا بتارہا ہے قتل کردیئے ہیں اور ماردیئے ہیں۔ نیز یہ کہ ان کو کفن دیئے گئے، جنازے پڑھے گئے، قبروں میں دفن ہم نے اپنے ہاتھوں سے خود کئے۔ ان کے پیچھے ان کے ورثے تقسیم ہوئے، ان کی بیواؤں سے دوسرے نکاح بھی ہوئے۔ مگر ہمیں مُردہ کہنے سے منع کیا گیا ہے۔ بتائیں کیا یہ دنیا میں زندہ ہیں تو پھر یہ سب کچھ زندوں کے ساتھ کیوں کر جائز ہوا؟ اگر مُردہ ہیں تو ہمیں کہنے سے کیوں منع کیا گیا ہے؟ (ہمیں سمجھائیں؟)

حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا خبردار ہوشیار آگاہ رہو، تحقیق ہم لوگوں نے (اصحاب رسول نے) اس آیت یا اس زندگی کے بارے میں پوچھا تھا رسول اللہ ﷺ سے تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ان شہداء کی روحیں سبز پرندوں کی مثل ہوتی ہیں، وہ چلتی پھرتی ہیں سیر کرتی رہتی ہیں جس جگہ میں چاہتی ہیں (جنت میں)۔

(مسلم شریف میں ہے اَرۡوَاحُهُمۡ فِىۡ جَوۡفِ طَيۡرٍ خُضۡرٍ کہ ان کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹ میں ہوتی ہیں)۔

اس کے بعد وہ عرش بریں کے ساتھ لٹکی ہوئی قندیلوں اور شمع دانوں کی طرح جگہ حاصل کرتی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ اپنی اسی حالت میں مگن ہوتی ہیں کہ یکایک ان پر تیرا ربّ جلوہ افروز ہو کر ارشاد فرماتا ہے، تم لوگ (اے شہداء کی ارواح) جو چاہو مجھ سے مانگو۔ روحیں کہتی ہیں، اے ہمارے مالک! ہم آپ سے کیا مانگیں؟ آپ نے ہمارے اُوپر اتنا بڑا انعام کردیا ہے کہ) ہم جنت میں جہاں چاہیں سیر کرتی پھرتی ہیں اور جنت کے تمام پھلوں اور نعمتوں سے لطف اندوز ہوتی ہیں۔

روحیں جب دیکھتی ہیں کہ ان سے اصرار کرکے پوچھا جارہا ہے تو وہ کہتی ہیں، ہم آپ سے صرف ایک سوال کرتی ہیں : کہ

اَنۡ تَرُدَّ اَرۡوَاحَنَا فِىۡ اَجۡسَادِنَا فِى الدُّنۡيَا نُقۡتَلَ فِىۡ سَبِيۡلِكَ ۔

کہ آپ ہم ارواح کو ہمارے ان جسموں کے اندر واپس لوٹا دیں جو دنیا میں موجود ہیں۔ ہم تیری راہ میں پھر مارے جائیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب دیکھا جاتا ہے کہ وہ اور کوئی سوال نہیں کرتے سوائے اسی خواہش کے تو پھر وہ اسی حالت پر چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم کتاب الامارۃ۔ باب ان ارواح الشھیداء فی الجنۃ وانھم حیاء عند ربھم یرزقون ص۱۵۰۲)

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے یحیٰی بن یحیٰی سے، اس نے معاویہ سے۔

شہداءِ اُحد کی ارواح کی خواہش پوری کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہ حقیقت آشکارہ فرمائی کہ وہ جنت میں زندہ ہیں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن عیسیٰ جیری سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مسد بن قطن نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو محمد بن یزید فارسی نے، ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو عبداللہ بن ادریس نے محمد بن اسحاق سے، اس نے اسماعیل سے، اس نے ابوزبیر سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے عباس سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے، آپ نے فرمایا جب تمہارے بھائی اُحد میں شہید کردیئے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی رُوح کو سبز پرندوں کے پیٹ میں کردیا وہ جنت کی نہروں پر آتی ہیں اور جنت کے پھل کھاتی ہیں اور وہ سایہ عرش میں معلق سونے کی قندیلوں میں جگہ پکڑتی ہیں۔

جب شہدائے اُحد کی ارواح نے اپنے کھانے پینے اور آرام کرنے کے پاکیزہ ٹھکانے پالئے تو وہ کہنے لگیں دنیا میں پیچھے رہ جانے والے ہمارے بھائیوں کو یہ خبر پہنچایئے گا ہمارے بارے میں کہ ہم جنت میں زندہ ہیں اور ہمیں رزق دیا جاتا ہے، یہ اطلاع ان کو پہنچ جائے تاکہ وہ جنگ کے وقت بزدلی نہ کریں اور جہاد میں بے رغبتی نہ کریں، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تمہارے دنیا میں رہنے والے بھائیوں کو تمہاری طرف سے میں یہ اطلاع پہنچادوں گا کہ تم لوگ جنت والی زندگی کے ساتھ جنت میں زندہ ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ اطلاع نازل فرمائی تاکہ سارے مسلمان اس غیر مرئی حقیقت سے مطلع ہوجائیں:

وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ قُتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتًا ‌ؕ بَلۡ اَحۡيَآءٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ يُرۡزَقُوۡنَ ۔

تم لوگ (اے دنیا میں رہنے والے انسانو) ان لوگوں کو مُردہ نہ کہو جو اللہ کی راہ میں مارے گئے دنیا میں، بلکہ وہ اپنے رب کے ہاں جنت میں اعلیٰ ارفع حیات کے ساتھ زندہ ہیں انہیں جنت کے پھلوں کا رزق ملتا ہے۔ (ابوداؤد کتاب الجہاد۔ باب فضل الشہادۃ۔ حدیث ۲۵۲۰ ج ۳/۱۵)

ابوعبداللہ کی روایت میں (فی الکتاب) کے الفاظ نہیں ہیں صرف فانزل اللہ ہے۔

حضور ﷺ کا شہدائے اُحد کے ساتھ شہید ہونے کی دلی خواہش ظاہر کرنا

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عاصم بن عمر بن قتادہ نے، ان کو عبدالرحمٰن بن جابر بن عبداللہ نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا تھا رسول اللہ ﷺ سے، آپ فرمارہے تھے جس وقت آپ نے اہل اُحد کا ذکر فرمایا تھا، خبردار آگاہ رہو کہ میں دل سے یہ بات چاہتا ہوں کہ میں شہداءِ اُحد کے ساتھ اُحد کے دامن میں شہید کردیا جاتا۔ فرمارہے تھے میں قتل کردیا جاتا۔

اس حدیث کے راوی عاصم فرماتے تھے لیکن میں اللہ کی قسم مجھے یہ بات خوش نہیں کرتی کہ حضور ﷺ ان کے ساتھ وہاں شہید کردیئے جاتے۔ (مسند احمد ۳/۳۷۵۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۴)

حضور ﷺ نے شہداءِ اُحد کو اپنے اصحاب اور اپنے بھائی کا نام دیا

(۴) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن صالح شیرازی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حمیدی نے، ان کو محمد بن معن غفاری نے، ان کو داؤد بن خالد بن دینار نے،

وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں بنوتمیم کے ایک نوجوان کے ساتھ جس کا نام یوسف یا ابو یوسف تھا میں ربیعہ کے پاس گیا (یعنی ربیعہ بن ابوعبدالرحمن کے پاس)۔ یوسف نے ربیعہ سے کہا کہ ہم لوگ آپ سے ایک حدیث سُنتے ہیں جو آپ کے سوا ہم نے کسی اور سے نہیں سُنی۔ ربیعہ نے اس سے کہا آگاہ ہو کہ میرے پاس حدیثیں کثیر ہیں لیکن میں نے ابن ہدیر سے سُنا تھا وہ طلحہ بن عبیداللہ سے صحبت رکھتے تھے۔ کہنے لگے کہ میں نے سُنا کہ طلحہ بن عبیداللہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کوئی حدیث بیان کرتے ہوں سوائے ایک حدیث کے۔

کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ وہ کونسی حدیث ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے روانہ ہوئے تھے شہداء اُحد کی قبور پر جانے کا ارادہ رکھتے تھے حتیٰ کہ جب ہم لوگ حرہ کے یعنی پتھریلی زمین کے ٹیلے پر چڑھے مقام بیداء میں تو وادی کے موڑ میں چند قبریں تھیں، ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ ہم لوگوں کے بھائیوں کی قبریں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سُن کر فرمایا، یہ ہمارے اصحاب کی قبریں ہیں۔ جب ہم لوگ شہداء کی قبور کے پاس آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ ہمارے بھائیوں کی قبریں ہیں۔ (ابوداؤد۔ کتاب المناسک۔ حدیث ۲۰۴۳ ج ۲/۲۱۸)

ربیعہ سے مراد ابن عبدالرحمن ہے اور ابن ہدیہ سے مراد ربیعہ بن عبداللہ بن ہدیہ ہیں۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابوسہل بن زیاد قطان نے، ان کو عبدالکریم بن ہشم نے، ان کو محمد بن عیسیٰ بن صالح نے، ان کو ابن فران نے موسیٰ بن یعقوب سے، اس نے عباد بن ابوصالح سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابوہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شہداء کی قبر پر تشریف لاتے تھے۔ جب وادی کے کنارے پر آتے تو یوں دعائیہ سلام کہتے :

السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار ۔

تم لوگوں پر سلامتیاں ہوں بوجہ اس کے جو تم نے صبر کیا تھا۔ لہٰذا دار آخرت والا گھر سب سے بہتر ہے۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد ایسے ہی کرتے تھے اور ابوبکر صدیق کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایسے ہی کرتے تھے اور حضرت عمر کی وفات کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ایسے ہی کرتے تھے۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/۴۵)

حضور ﷺ نے شہداء کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھا کر واضح فرمادیا کہ دنیا میں ان پر جنت کے احکامات جاری ہو گئے کہ وہ جنت میں زندہ ہیں

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابونصر فقیہ نے، ان کو مسیّب بن زہیر بن نصر نے، ان کو عاصم بن علی بن عاصم نے، ان کو لیث بن سعد نے، ان کو یزید ابوحبیب نے، ان کو ابوالخیر نے عقبہ بن عامر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن گھر سے باہر نکلے، آپ نے اہل اُحد پر نماز پڑھائی لحد میں بالکل ایسے جیسے میت پر آپ نماز پڑھاتے تھے۔

اس کے بعد آپ منبر پر پھر آئے اور فرمایا کہ میں تمہارے لئے پیش رو ہوں اور میں تمہارے اُوپر گواہ ہوں، اور اللہ کی قسم بے شک میں اس وقت اللہ کی قسم اپنے حوض کی طرف دیکھ رہا ہوں اور بے شک میں زمین کے خزانوں کی چابیاں دیکھ رہا ہوں، یا آپ نے زمین کی چابیاں کہا تھا۔ اور بے شک میں اللہ کی قسم ہے تمہارے بارے میں یہ خوف وخطر تو محسوس نہیں کرتا کہ تم لوگ میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے لیکن یہ تمہارے بارے میں خطرہ ہے کہ تم لوگ مال و دنیا کی رغبت اور میلان میں مقابلہ کرنے لگو گے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن خالد سے، اس لیث سے۔ (کتاب الرقاق۔ حدیث ۶۵۹۰۔ فتح الباری ۱۱/۴۶۵)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر اسماعیل بن محمد بن اسماعیل فقیہ رائے نے، ان کو محمد بن مغیرہ سکری نے، ان کو عبدالرحمن بن علقمہ مروزی نے، ان کو عطاف بن خالد مخزومی نے، ان کو عبدالاعلیٰ نے بن عبداللہ بن ابوفروہ نے اپنے والد سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اُحد میں شہداء کی قبروں کی زیارت کی اور یوں دعا کی، اے اللہ! بے شک بندہ اور نبی شہادت دیتا ہے کہ یہ لوگ شہداء ہیں اور یہ بھی کہ جو شخص ان کی قبروں کی زیارت کرے گا یا ان پر سلام کہے گا قیامت تک وہ اس کو جواب دیں گے۔

عطاف نے کہا کہ میری خالہ نے مجھے حدیث بیان کی ہے کہ اس نے شہداء کی قبروں کی زیارت کی تھی۔ وہ کہتی ہیں کہ میرے ساتھ کوئی نہیں تھا دو غلاموں کے سوا جو سواری کے جانوروں کی حفاظت کر رہے تھے۔ میں نے شہدا پر سلام کیا، لہٰذا میں نے سلام کا جواب سُن لیا۔ اور ان لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ تم لوگوں کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے بعض تمہارا بعض کو پہچانتا ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ میرے رُونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں نے کہا، اے غلام! میری سواری میرے قریب لائیے، لہٰذا میں جلدی سے سوار ہو گئی۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسین بن صفوان بردعی نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن ابوالدنیا نے، ان کو ابراہیم بن سعید نے، ان کو حکم بن نافع نے، ان کو عطاف بن خالد نے، ان کو میری خالہ نے، وہ کہتی ہیں کہ ایک دن میں سواری پر بیٹھ کر شہداء کی قبور پر گئی (وہ قبور پر ہمیشہ جاتی رہتی تھی)۔

وہ کہتی ہیں کہ میں حضرت حمزہ کی قبر پر اُتری میں دعا کرتی رہی اللہ نے جس قدر چاہا کہ میں دعا کروں۔ وادی میں اس وقت نہ کوئی آواز دینے والا تھا نہ ہی کوئی جواب دینے والا تھا سوائے ایک غلام کے جو میری سواری کو پکڑ کر کھڑا ہوا تھا۔ میں جب اپنی دعا سے فارغ ہو گئی میں نے اس طرح اپنے ہاتھ سے اسلام علیکم کہا اور میں نے اسی وقت جواب کو سُن لیا جو زمین کے نیچے سے نکل رہا تھا۔ میں اس کو ایسے پہچانتی ہوں جیسے یہ جانتی ہوں کہ اللہ نے مجھے پیدا کیا ہے اور جیسے میں رات کو پہچانتی ہوں دن کے مقابلے میں۔ اس سے میرا ہر ہر رُونگٹا کھڑا ہو گیا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۵)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن احمد ابن بسطہ نے، ان کو حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو واقدی نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال شہداء کی قبروں کی زیارت کرتے تھے (مطلب ہے کہ ہر سال قبر پر تشریف لے جاتے تھے)۔ جب وادی میں داخل ہوتے تو آواز بلند کر کے یوں کہتے تھے دعا دیتے ہوئے:

السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار

تم پر سلامتی ہے بسبب اس کے جو تم نے صبر کیا تھا دار آخرت بہت بھلی ہے۔

اس کے بعد ابوبکر صدیق اپنے دور میں ایسے کرتے تھے۔ اس کے بعد عمر بن خطاب، اس کے بعد عثمان غنی ایسے کرتے تھے اور سیدہ فاطمہ بنت رسول بھی شہداء کی قبروں پر آتی تھی، کچھ دیر وہاں رہتی تھی اور دعا مانگتی تھیں ان کے لئے۔ اور سعد بن وقاص ان پر سلام کہتے تھے۔ اس کے بعد اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے یوں فرماتے تھے، کیا تم لوگ ایسے لوگوں پر سلام نہیں کہتے جو تمہارے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ (المغازی الواقدی ۱/۳۱۳)

اور حضرت ابوسعید خدری ان قبروں پر جاتے تھے۔ یہ روایت بھی اُم سلمہ سے ذکر کی گئی ہے اور عبداللہ بن عمر سے اور ابوہریرۃ سے۔

(المغازی الواقدی ۱/۳۱۳۔۳۱۴)

واقدی نے کہا ہے، فاطمہ خزاعیہ کہتی تھیں ایک مرتبہ اس وقت جب کہ سورج غروب ہو چکا تھا میں شہداء کی قبروں پر گئی اور میرے ساتھ میری بہن بھی تھی۔ میں نے اس سے کہا آیئے ہم سلام کریں حضرت حمزہ کی قبر پر۔ بہن نے کہا، جی ہاں۔ لہٰذا ہم لوگ ان کی قبر پر ٹھہر گئے اور ہم نے کہا تم پر سلام ہو اے چچائے رسول۔ ہم نے کوئی کلام سُنا جو اس نے جواب دیا تھا ہمیں۔ یعنی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ وہ کہتی ہے حالانکہ لوگوں میں سے کوئی بھی ہمارے قریب نہیں تھا۔ (المغازی للواقدی ۱/۳۱۴)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حضرت حمزہ کی قبر کی زیارت کرنا اور رونا

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید ابوعمرو نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے، ان کو ابوبکر بن ابوالدنیا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن شعیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن ابوفدک نے، ان کو خبر دی سلیمان بن داؤد نے اپنے والد سے، اس نے جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے یہ کہ سیدہ فاطمہ بنت رسول اپنے چچا کی قبر کی زیارت کرتی تھی یعنی حضرت حمزہ کی دنوں میں۔ آپ دعا کرتی تھیں اور اس کے پاس روتی تھیں۔

(تاریخ ابن کثیر ۴/ ۴۵۔ المغازی للواقدی ۱/۳۱۴)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابویعلیٰ سے حمزہ بن محمد علوی سے، وہ کہتے ہیں کہ اس نے سُنا ہاشم بن محمد عمری سے اولاد عمر بن علی سے، وہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے ساتھ لیا مدینے میں شہداء کی قبروں کی زیارت کرنے کے لئے جمعہ کے دن طلوع فجر اور طلوع سورج کے درمیان۔ میں ان کے پیچھے چل رہا تھا جب وہ قبرستان میں پہنچے تو اُونچی آواز سے کہا :

السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔

تم پر سلامتی ہو تمہارے صبر کرنے کی وجہ سے در آخرت عمدہ ہے۔

کہتے ہیں کہ جواب ملا وعلیکم السلام یا ابا عبداللہ۔ کہتے ہیں کہ میرے والد میری طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے تم نے جواب دیا ہے اے بیٹے؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے ہاتھ سے پکڑا اور مجھے اپنی دائیں جانب کرلیا۔ پھر اس نے دوبارہ سلام کیا، اس کے بعد وہ جب بھی سلام کرتے ان کو جواب ملتا تھا۔ انہوں نے تین بار ایسے کیا۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میرے والد اللہ کا سجدہ شکر گزار کرنے کے لئے گر پڑے، یعنی سجدہ شکر بجا لائے۔

☆☆☆

باب ۴۸

اللہ تعالیٰ کا فرمان :

اِنَّ الَّذِیۡنَ تَوَلَّوۡا مِنۡکُمۡ یَوۡمَ الۡتَقَی الۡجَمۡعٰنِ اِنَّمَا اسۡتَزَلَّہُمُ الشَّیۡطٰنُ بِبَعۡضِ مَا کَسَبُوۡا وَلَقَدۡ عَفَی اللّٰہُ عَنۡہُمۡ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ حَلِیۡمٌ ۔

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۵)

جس دن دو جماعتیں باہم قتال کے لئے ٹکرائیں جو لوگ اس دن پھر گئے تھے تم سے، یہ حقیقت کہ ان کو شیطان نے پھسلایا تھا ان کے بعض اعمال کی وجہ سے اور البتہ تحقیق اللہ نے ان کو معاف کر دیا ہے۔ بے شک اللہ بخشنے والا بُردبار ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو عبداللہ اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو واقدی نے اپنے شیوخ سے، وہ کہتے ہیں کہ ابلیس نے یہ چیخ مار کر کہا تھا کہ محمد ﷺ قتل ہو گئے ہیں۔ لوگ بکھر گئے تھے، کچھ لوگ مدینے میں واپس پہنچ گئے تھے، حتیٰ کہ وہ اپنی عورتوں کے پاس پہنچ گئے اور ان کی عورتوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ تم لوگ جنگ سے فرار ہو کر آ گئے ہو۔ فرمایا کہ جو لوگ پیٹھ پھیر کر واپس آ گئے تھے ان میں فلاں بن فلاں تھے (انساب الاشراف ۱/ ۳۲۶)۔ حارث بن حاطب، سواد بن غزیہ، سعد بن عثمان، عقبہ بن عثمان، خارجہ بن عامر تو مَلَل کے مقام تک پہنچ گئے تھے (یہ ایک مقام ہے مکے کے راستے پر دمین کے درمیان مدینے سے مکہ کی جانب اٹھائیس میل کے فاصلے پر)۔ اور ایک ان میں اوس بن قیظی تھے بنو حارثہ کی ایک جماعت میں یہ لوگ مقام شُقرہ تک پہنچ گئے (یہ مقام تھا مدینے سے دو دن کی مسافت پر مقام نخیل سے اٹھارہ میل پر)۔ ان کو راستے میں اُم ایمن ملی، اس نے ان کے منہ پر مٹی پھینکی اور ان میں بعض سے کہا، مجھے اپنی تلوار میں اس کے ساتھ قتال کروں گی اور مجھے دو اپنی کمان میں اس کے ساتھ تیر اندازی کروں گی۔ (المغازی للواقدی ۱/ ۲۷۷۔۲۷۸)

(۲) ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن محمد بن موسیٰ کعبی نے اور ابوالحسن طرائفی نے، ان کو اسماعیل بن قتیبہ نے، ان کو یزید بن صالح نے، ان کو بکیر بن معروف نے مقاتل بن حیان سے یوم اُحد میں اور پیٹھ پھیر کر چلا گیا جس کو جانا تھا۔ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ ان لوگوں کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو آپ کے اُوپر قربان کرے ہمارے پاس خبر آئی تھی کہ آپ قتل کر دیئے ہیں لہٰذا ہمارے دل ڈر گئے تھے۔ لہٰذا ہم لوگ پیٹھ پھیر کر چلے گئے تھے۔

فضیلت حضرت عثمان غنی ؓ .... (۳) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر ابن احمد اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو ابوعوانہ نے اور شیبان نے عثمان بن عبداللہ بن موہب نے ابن عمر سے کہ انہوں نے ایک آدمی سے کہا کہ بہرحال تیرا یہ سوال کرنا کہ کیا عثمان بدر میں حاضر ہوئے تھے؟ تو جواب یہ ہے کہ وہ رسول اللہ کی بیٹی کی تیمارداری میں مصروف ہو گئے تھے۔ حضور ﷺ نے اس لئے بدر کی غنیمتوں میں ان کا حصہ نکالا تھا۔ بہرحال بقیہ رضوان کی جہاں تک بات ہے تو بے شک رسول اللہ ﷺ نے ہی ان کو اہل مکہ کے پاس بھیجا تھا، اگر کوئی ایک شخص اس کام کے لئے عثمان سے زیادہ بااعتماد ہوتا تو حضور ﷺ ضرور اس کو بھیجتے اور جب بیعت ہوئی تھی اس وقت عثمان موجود نہیں تھے۔ لہٰذا رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ میرا یہ ہاتھ عثمان کی طرف سے ہے ایک ہاتھ کو دوسرے پر رکھتے ہوئے فرمایا تھا۔ بہرحال ان کا اس دن پیچھے ہٹنا جس دن دو جماعتیں باہم ٹکرائی تھیں تو میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل نے ان کو معاف کر دیا تھا۔ (لے جایئے ان جوابات کو اپنے ساتھ)۔

بخاری نے اس کو نکالا ہے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے، اس نے ابوعوانہ سے۔ (کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۳۶۹۸۔ فتح الباری ۷/ ۵۴۔ ۶/ ۲۳۵)

☆☆☆

باب ۴۹

حضور ﷺ کا حمراء الاسد[۱] کی طرف نکلنا

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان :

اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَھُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْھُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۷۲)

وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور رسول کی بات مانی اس کے باوجود کہ ان کو زخم پہنچ چکا تھا ان میں سے جن لوگوں نے نیکی کی اور تقویٰ اختیار کیا ان کے لئے اجر عظیم ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن عمرو بن بختری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار عطاروی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابومعاویہ نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، اے میرے بھانجے تیرے دونوں والد زبیر اور ابوبکر (والد اور نانا) ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اللہ اور رسول کی بات مانی تھی باوجودیکہ ان کو زخم پہنچ چکا تھا۔ فرمایا کہ جب مشرکین اُحد سے واپس لوٹے تھے اور اصحاب بھی تو احباب رسول وہ تھے جن کو تکلیف ومصیبت پہنچ چکی تھی۔ آپ نے خوف کیا کہ کہیں وہ واپس نہ چلے جائیں۔ آپ نے فرمایا کون ہے جوان لوگوں کو پیچھے سے بلائے اور جواب دے، حتیٰ کہ وہ جان لیں کہ ہمارے پاس وقت وطاقت ہے۔

کہتے ہیں کہ زبیر اور ابوبکر نے جواب دیا ستر آدمیوں میں۔ چنانچہ یہ لوگ قوم کے آثار اور قدموں کے نشانات پر نکلے انہوں نے ان کو سنوایا اور وہ لوٹ آئے اللہ کے فضل کے ساتھ۔ فرمایا کہ دشمن سے نہیں ٹکرائے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد سے، اس نے ابومعاویہ سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۷۷۔ فتح الباری ۷/۳۷۳)

اور مسلم نے اس کو نکالا مختصراً کئی طرق سے ہشام سے۔ (کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۵۲ ص ۱۸۸۰۔۱۸۸۱)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، ان کو عمرو بن خالد نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے، ان کو ابوالاسود نے عروہ سے اُحد کے قصے کے بارے میں۔ وہ کہتے ہیں کہ اہل مدینہ میں سے ایک آدمی آیا حضور ﷺ نے اس سے ابوسفیان کے بارے میں پوچھا۔ اس آدمی نے بتایا کہ میں ان لوگوں کے پاس جا کر بیٹھا تھا میں نے سُنا تھا وہ لوگ ایک دوسرے کو ملامت کر رہے تھے، وہ ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے تم لوگوں نے کچھ بھی نہیں کیا تم لوگوں نے مسلمانوں کی عزت وشوکت پر ہاتھ ڈالا پھر ان کو تم نے چھوڑ دیا اور تم ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے، انہیں ہلاک نہیں کرسکے، ان کے سارے سردار باقی سلامت ہیں جو تمہارے لئے اکٹھے ہوکر اپنی جمعیت اکٹھی کرلیں گے۔

---

[۱] دیکھئے طبقات ابن سعد ۲/۴۶۔ تاریخ طبری ۲/۵۳۴۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/۴۴۔ ابن حزم ۱۷۵۔ عیون الاثر ۲/۵۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۸۔ نویری ۱۷/۱۲۶۔ سیرۃ حلبیہ ۲/۲۶۳۔ سیرۃ الشامیہ ۴/۴۳۸)

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب ؓ کو حکم دیا، حالانکہ ان کو شدید زخم پہنچے تھے دشمن کا تعاقب کرنے کے لئے اور ان کے معاملے پر توجہ رکھنے کے لئے۔ اور حضور ﷺ نے خود بھی دشمن کا تعاقب کیا اور فرمایا کہ میرے ساتھ نہ چلے مگر صرف وہی جو شخص اُحد میں قتال میں موجود تھا اور اُحد میں جہاد کر چکا ہے۔ عبداللہ اُبی نے کہا میں بھی آپ کے ساتھ سوار ہوتا ہوں مگر اس حضور ﷺ نے منع کر دیا۔ لہٰذا اس طرح صحابہ کرام نے اللہ اور اس کے رسول کی رجایت کی اور بات مانی باوجودیکہ ان پر کٹھن آزمائش گزر رہی تھی وہ لوگ حضور ﷺ کے ساتھ چلے گئے دشمن کے تعاقب میں۔

اور جابر بن عبداللہ سُلمی آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ بے شک میرے والد نے مجھے واپس بھیج دیا تھا حالانکہ میں تو آپ کے ساتھ ہی نکلا تھا کہ میں قتال میں حاضر رہوں گا یعنی قتالِ اُحد میں۔ اور اس نے مجھے قسم دی تھی کہ میں اپنی تمام عورتوں کو اکیلے نہ چھوڑوں اور حقیقت یہ ہے کہ اس نے مجھے واپسی کی وصیت اسی لئے کی تھی کہ انہوں نے شہید ہونا تھا وہ قتال میں شریک رہے حتیٰ کہ اللہ نے ان کو شہادت عطا کر دی اور اللہ نے میرے بارے میں باقی رکھنے کا ارادہ کیا۔

میں چاہتا ہوں کہ آپ جہاں کہیں بھی جائیں میں آپ کے ساتھ چلوں اور میں یہ ناپسند کرتا ہوں کہ میں بھی آپ کے ساتھ تلاش کیا جاؤں مگر وہ شخص جو قتال میں حاضر تھا۔ بس مجھے اجازت دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے، چنانچہ آپ نے دشمنوں کا تعاقب کیا حتیٰ کہ مقام حمراء الاسد تک پہنچ گئے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۴۸)

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو اصاب محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبداللہ عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، اس نے اپنے شیوخ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب یوم اُحد کی صبح ہوئی یہ اتوار کا دن تھا شوال کی سترہ تاریخ، رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے لوگوں میں اعلان کیا دشمن کا تعاقب کرنے کا اور اعلان کرنے والے نے یہ بھی اعلان کیا کہ ہمارے ساتھ ہرگز نہ نکلے مگر صرف وہی جو کل ہمارے ساتھ حاضر تھا۔

حضور ﷺ نے بات کی تھی جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حزام سے۔ آپ نے اس کو اجازت دے دی، وہ حضور ﷺ کے ساتھ روانہ ہوا۔ حضور دشمن کو مرعوب کرنے کے لئے نکلے تھے تاکہ وہ یہ جان لیں کہ انہوں نے ان کا پیچھا کیا ہے تاکہ وہ یہ گمان کریں کہ مسلمان کے پاس قوت و طاقت ہے اور یہ کہ جو نقصان مسلمانوں کو دشمن کی طرف سے پہنچ تھا اس نے ان کو کمزور نہیں کیا دشمن کا مقابلہ کرنے سے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۴۴۔ تاریخ ابن کثیر ۴/ ۴۹)

(۴) ابن اسحاق نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن خارجہ بن زید بن ثابت نے ابن سائب مولیٰ عاشر بنت عثمان نے یہ کہ ایک آدمی جو اصحاب رسول میں سے تھا بنی الاشہل میں سے وہ کہتے ہیں کہ میں اُحد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ میں اور میرا بھائی ہم لوگ زخمی واپس لوٹے تھے جب رسول اللہ ﷺ کے اعلان کرنے والے نے اعلان کیا دشمن کی تلاش میں نکلنے کے لئے، تو میں نے اپنے بھائی سے کہا اس نے مجھ سے کہا کیا ہم سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر ایک غزوہ کرنا فوت ہو جائے گا۔ اللہ کی قسم ہمارے پاس سواری کے لئے کوئی جانور نہیں تھا جس پر ہم سواری کرتے تاہم میں سے مگر ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔

میرا زخم اس آدمی سے ہلکا پھلکا تھا جب وہ تھک جاتا تو میں اس کو ایک گھاٹی میں اُٹھا لیتا تھا اور وہ ایک گھاٹی میں خود پیدل چلتا تھا حتیٰ کہ ہم وہاں پہنچ گئے جہاں مسلمان جا پہنچے تھے۔ حضور ﷺ روانہ ہوئے حتیٰ کہ آپ مقام حمراء الاسد تک پہنچ گئے اور وہ مقام مدینے سے آٹھ میل پر ہے۔ حضور تین راتیں یہاں مقیم رہے۔ پیر منگل اور بدھ کو اس کے بعد مدینے کو واپس لوٹ آئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۴۴۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۴۹)

(۵) اسی اسناد کے ساتھ ابن اسحاق سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے یہ کہ معبد خزاعی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا، آپ حمراء الاسد میں تھے۔ قبیلہ خزاعہ ایسا تھا کہ اس میں مسلمان اور مشرک رسول اللہ کے لئے مخلص تھے۔ ان کا اجتماع آپ کے سات تھا۔ وہ کوئی بات آپ سے چھپاتے نہیں تھے۔ معبد اس وقت مشرک تھا۔ اس نے کہا اے محمد! خبردار

آپ کو آپ کے اصحاب میں جو پریشانی پہنچی ہے وہ ہم لوگوں پر بھی بھاری گزری ہے ہم پسند کرتے ہیں اللہ عزوجل آپ کو الاسد میں عافیت دے۔ اس کے بعد وہ روانہ ہوا۔

حضور ﷺ تا حال حمراء الاسد میں تھے حتیٰ کہ وہ ابوسفیان بن حرب سے ملا وہ مقام اوجاء میں تھا۔ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی طرف واپس جانے کا مشورہ طے کر چکے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ ہم لوگوں کو موقع ملا تھا ہم ان کے قائدہ میں اور اصحاب کی طرف اور شرکاء کو ہلاک کر سکتے تھے مگر غلطی ہوئی ہم ان کا استیصال نہ کر سکے، اب ہم پلٹ کر ان پر حملہ کریں گے اور ہم ان کے بقیہ لوگوں کو ختم کر کے آئیں گے۔

جب ابوسفیان نے معبد کو دیکھا تو کہنے لگا تیرے پیچھے کیا کیفیت ہے اے معبد (یعنی محمد اور مسلمانوں کا کیا حال ہے۔ اس نے کہا ابوسفیان کو بتایا کہ محمد ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ اتنی بڑی بھاری جمعیت کے ساتھ تمہارے تعاقب میں نکل چکے ہیں کہ میں نے اتنی بڑی جماعت کبھی نہیں دیکھی وہ تمہیں جلا کر راکھ کر ڈالیں گے۔ ان کے ساتھ وہ لوگ بھی ایک ساتھ آرہے ہیں جو اُحد والے دن تم سے پیچھے رہ گئے تھے اور وہ لوگ نادم ہوئے ہیں کہ ہم کیوں پیچھے رہ گئے تھے۔ ان کے ساتھ اتنا بڑا لشکر ہے کہ تمہارے خلاف حملہ کرنے کے لئے میں نے اس کی مثل ہرگز نہیں دیکھا۔

ابوسفیان نے کہا ہلاک ہو جائے تو کیا کہہ رہا ہے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم میں نہیں سمجھتا کہ آپ یہاں سے کوچ بھی کر پائیں گے حتیٰ کہ آپ گھوڑوں کی پیشانیاں دیکھ لیں گے۔ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم ہم تو ان پر دوبارہ پلٹ کر حملہ کرنے کا مشورہ طے کر چکے ہیں تا کہ ہم ان کے بقیہ لوگوں کو بھی جڑ سے کاٹ دیں۔ اس نے کہا کہ میں تمہیں اس خیال سے منع کرتا ہوں۔ اللہ کی قسم مجھے برانگیختہ کیا اس کیفیت نے جو میں نے دیکھی ہے کہ میں اس بارے میں کچھ اشعار کہوں وہ میں نے کہہ ڈالے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا تم نے کیا اشعار کہے ہیں؟ معبد نے کہا

کادت تهد من الاصورت راحلتی | اذا سالت الارض با الجرد الا باسبیل

قریب تھا کہ لشکر کی آوازوں سے میری سواری ڈر جاتی | جب زمین بہتی ہے مسلم گھوڑوں کی جماعات سے

اس کے بعد اس نے سارے اشعار ذکر کیئے مسلمانوں کے لشکر کے بارے میں۔ لہٰذا ان اشعار نے ابوسفیان کو ان کے ساتھی مشرکین کو واپسی کا سوچنے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ ایک قافلہ بنی عبد القیس کا گزرا تو ابوسفیان نے اس سے پوچھا کہ تم لوگ کہاں جانا چاہتے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ مدینے کا، اس نے پوچھا کہ کیوں؟ انہوں نے بتایا کہ ہم وہاں سے غلہ لانا چاہتے ہیں (بازار عکاظ سے)۔ ابوسفیان نے کہا کیا تم لوگ میری طرف سے محمد (ﷺ) کو پیغام پہنچاؤ گے؟ میں تمہارے ذریعے اس کے پاس بھیجوں گا اور تمہارے اس اُونٹ پر کشمش لاد دیتا ہوں بازار عکاظ میں صبح بیچنے کے لئے جب تم وہاں پہنچو گے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔

کہتے ہیں کہ ابوسفیان نے کہا کہ جب تم لوگ وہاں پہنچو تو محمد (ﷺ) کو خبر دینا کہ ہم نے واپس آکر تیرے اصحاب کو تباہ کر دینے کا مشورہ طے کر لیا ہے۔ چنانچہ قافلہ وہاں سے گزرا تو حضور ﷺ اس وقت حمراء الاسد میں تھے۔ انہوں نے ان کو خبر دی جو بات ابوسفیان نے کہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اور مسلمانوں نے آپ کے ساتھ یہ جملہ کہا تھا:

حسبنا اللہ و نعم الوکیل ۔ (ترجمہ) ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۴۵-۴۶۔ البدایۃ والنہایۃ ۳/۴۹-۵۰)

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کے اور اصحاب رسول کے بارے میں ان کے قول کے بارے میں اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

الذین استجابو للّٰہ و الرسول من بعد ما اصابھم القرح للذین احسنوا منھم و اتقوا اجر عظیم ۔ الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم فزادھم ایمانا و قالوا حسبنا اللہ و نعم الوکیل ۔

قد جمعوا لکم فاخشوھم سے مراد ہے یعنی وہ افراد جو عبدالقیس کے آئے تھے پیغام لے کر۔ یہاں فانقلبوا بنعمۃ من اللہ وفضل لم یمسسھم سوء۔ کہ اللہ کے فضل اور انعام سے وہ لوٹ آئے ان کو کوئی گزند نہ پہنچی۔ جب اللہ نے ان سے ان کے دشمن سے ٹکراؤ پھیر دیا تھا۔ ان لوگوں نے اتباع کی اللہ کی رضا اللہ کے رسول کی بات ماننے میں۔ انما ذلکم الشیطان یخوف اولیاءہ سے مراد ابوسفیان اوراس کے اصحاب مراد ہیں تا آخر آیت تک۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۷۲۔۱۷۵)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ شافعی نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، ان کو احمد بن عبداللہ بن یونس نے، ان کو ابوبکر بن عیاش نے ابوحصین سے، اس نے ابوالضحیٰ سے، اس نے عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ جب ابراہیم علیہ السلام آگ کے الاؤ میں ڈالے گئے تھے تو انہوں نے کہا تھا حسبنا اللہ ونعم الوکیل اور اسی جملہ کو محمد ﷺ نے کہا تھا جب مشرکین نے کہا تھا۔ جس کے بارے میں اللہ نے یہ اطلاع دی :

الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم فزادھم ایمانا وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

کہ اصحاب محمد وہ لوگ ہیں جن کو لوگوں نے آکر بتایا لوگ مشرکین مکہ تمہارے بارے میں جمع ہو چکے ہیں ان کا خوف کرو تو اس خبر سے ان کا ایمان مزید بڑھ گیا اور انہوں نے کہا ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

ابوبکر بن عیاش نے کہا کہ ابراہیم اور محمد علیہ السلام نے یوں کہا تھا اور بخاری اس کو روایت کیا ہے صحیح میں احمد بن عبداللہ بن یونس سے۔
(بخاری۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۴۵۶۳۔ فتح الباری ۲۲۹/۸)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن داؤد زاہد نے، ان کو محمد بن نعیم نے، ان کو بشر بن حکم نے، ان کو عباس سے اللہ کے اس قول کے بارے میں فانقلبوا بنعمۃ من اللہ وفضل فرمایا کہ نعمت یہ ہے کہ وہ سلامت رہے اور فضل یہ ہے کہ قافلہ گزرا اور یہ واقعہ ہوا تھا موسم خاص میں رسول اللہ ﷺ نے اس سے سامان خرید لیا، اس میں آپ کو مالی منافع ہوا اور حضور ﷺ نے اپنے اصحاب میں تقسیم کر دیا۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، اس نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن أبی کا ایک ٹھکانہ تھا جہاں وہ ہر جمعہ کو ٹھہرا کرتا تھا۔ اپنے نفس اور اپنی قوم میں اس کا شرف وعزت مانع نہیں تھا اور وہ اپنی قوم میں عزت دار تھا۔ اور وہ اس وقت جب رسول اللہ ﷺ جمعے کے دن خطبہ دیتے تھے وہ کھڑا ہوتا اور کہتا کہ اے لوگو! یہ اللہ کے رسول تمہارے درمیان موجود ہیں اللہ نے تم لوگوں کو اس کی صحبت کا شرف بخشا ہے اور تمہیں عزت دی ہے۔ تم لوگ ان کی مدد کرو اور ان کی تائید کرو اور ان کی بات سنو اور اطاعت کرو، پھر وہ بیٹھ جاتا۔

جب رسول اللہ ﷺ اُحد سے واپس آئے اور منافقوں نے جو کچھ کیا اُحد میں وہ بھی کھڑا ہوا اور اس نے وہی کیا جو کچھ وہ کہا کرتا تھا۔ لہٰذا مسلمانوں نے اس کے کپڑوں کو کناروں سے کپڑا اور انہوں نے کہا بیٹھ جا اے اللہ کے دشمن، تم اس مقام کے اہل نہیں ہو، تم نے جو کچھ کرنا تھا کر ڈالا۔ لہٰذا وہ اُٹھ کر لوگوں کی گردنوں کے اُوپر سے پھلانگتا ہوا باہر نکل گیا اور وہ کہتا جا رہا تھا اللہ کی قسم گویا کہ میں نے جیسے کوئی بڑی بات کہہ دی ہے۔ میں تو کھڑا ہوا تھا تا کہ میں ان کے معاملے کو میں اور مضبوط کروں۔

باہر نکلا تو وہ مسجد کے دروازے پر ایک انصاری آدمی سے ملا۔ اور اس نے پوچھا کہ تو ہلاک ہو جائے کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں تو اس لئے کھڑا ہوا تھا کہ اس کے معاملے کو مضبوط کروں، محمد ﷺ کے اصحاب کھڑے ہو گئے ہیں انہوں نے میرے کپڑے پکڑ کر کھینچے ہیں اور انہوں نے شدید سرزنش کی ہے جیسے کہ میں نے کوئی بڑی غلطی کر لی ہے۔ تو اس آدمی نے ابن اُبی سے کہا ہلاک ہو جائے تو واپس جا تیرے لئے رسول اللہ ﷺ استغفار کر لیں گے، مگر اس منافق نے کہا اللہ کی قسم مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے، میں نہیں چاہتا کہ وہ میرے لئے استغفار کریں۔

☆☆☆

باب ۵۰

سریہ ابوسلمہ بن عبدالاسد مقام ''قطن'' کی طرف

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فرج نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے، ان کو عمرو بن عثمان بن عبدالرحمن بن سعید یربوعی نے سلمہ بن عبداللہ بن عمر بن ابوسلمہ سے اولاد ابوسلمہ بن عبدالاسد وغیرہ سے بھی، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی اس سریہ کی حدیث میں سے، وہ لوگ کہتے ہیں کہ ابوسلمہ بن عبدالاسد اُحد میں شریک تھے اور وہ بنواُمیہ بن زید کے پاس عالیہ میں اُترے ہوئے تھے جب وہ قبال سے ہٹے تھے ان کے ساتھ ان کی زوجہ تھی اُم سلمہ بنت ابواُمیہ۔ اُحد میں ان کے بازوؤں پر زخم آ گیا تھا۔ لہٰذا وہ اپنی منزل پر واپس لوٹ آئے تھے، وہ مہینے بھر تک اس کا علاج کراتے رہے، حتیٰ کہ انہوں نے دیکھا کہ وہ زخم ٹھیک ہو گیا ہے۔

جب محرم کا چاند نظر آیا ہجرت سے ٹھیک پینتیس ماہ پورے ہونے پر۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو بلایا اور فرمایا کہ اس سریہ میں تم بھی نکلو، میں نے تمہیں اس کا ذمہ دار بنا دیا ہے اور آپ نے اس کے لئے جھنڈا باندھا اور فرمایا، کہ تم چلو حتیٰ کہ آپ ارض بنواسد میں پہنچ جاؤ آپ ان پر غارت کریں (حملہ کریں) اس سے قبل کہ تم ان کی جماعتوں سے ٹکراؤ اور اسے آپ نے اس کے ساتھیوں کا اللہ سے ڈرنے کی، تقویٰ کی وصیت فرمائی تھی۔ اور خیر سے اس سریہ میں اس کے ساتھ ایک سو پچاس افراد روانہ ہوئے تھے۔

وہ شخص جس نے اس کو جنگ پر اُبھارا تھا وہ ایک آدمی تھا بنوطی سے جو کہ مدینے میں آیا تھا۔ وہ ایک عورت کے حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا جو اس کی قرابت دار تھی بنوطی میں۔ وہ شادی شدہ تھی، اصحاب رسول میں سے ایک آدمی کے ساتھ۔ وہ اس صحابی کے سُسر کے پاس آ کر اُترا۔

(المغازی ۱/۳۴۲)

اس نے خبر دی کہ طلحہ اور سلمہ خالد کے دونوں بیٹے اپنی قوم پر چل رہے ہیں۔ ان میں جو ان کی بات مانیں گے ان کی دعوت پر رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنے کے لئے یعنی وہ خفیہ طریقے سے لوگوں کو حضور سے لڑنے کے لئے تیار کر رہے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ابوسلمہ کو بھیجا۔ وہ اپنے اصحاب میں روانہ ہوا۔ ان کے ساتھ وہ طائی رہبر راستہ بتانے والا ہو کر نکلا۔ وہ لوگ سبقت کر گئے اجنار سے اور مقام قطن کے قریب پہنچ گئے۔

یہ ایک پانی کا گھاٹ یا جگہ تھی بنواسد کے پانیوں میں سے، انہوں نے مویشیوں کا گلہ پایا اور اس پر انہوں نے غارت ڈالی اور اپنے قبضے میں لے لیا اور ان کے تین غلام بھی اپنے قبضے میں لے لئے۔ باقی تمام لوگ چھپ گئے اور اپنی جماعت کے پاس گئے اور انہوں نے جا کر خبر دی اور ان کو انہوں نے ابوسلمہ کی نفری اور جماعت سے ڈرایا۔ لہٰذا ان کی جماعت ہر طرف تتر بتر ہو گئی اور ابوسلمہ پانی کے مقام پر آیا، اس نے دیکھا کہ مجمع منتشر ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس نے اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے مویشیوں اور بکریوں کی طلب پھیلا دی۔ چنانچہ وہ لوگ بہت سارے مویشی اور بہت ساری بکریاں جمع کر لائے جبکہ کسی ایک سے ان کا ٹکراؤ اور مقابلہ نہیں ہوا۔ لہٰذا ابوسلمہ وہ سارے مال مویشی ساتھ لے کر مدینے کی طرف روانہ ہو گئے اور طائی آدمی بھی ان کے ساتھ واپس مدینے آ گیا۔

جب رات بھر چل چکے تو ابوسلمہ نے کہا کہ اپنی اپنی غنیمتیں تقسیم کر لو۔ چنانچہ ابوسلمہ نے طائی رہنما کو اس کی مرضی اور پسند کی بکریاں دے دیں۔ اس کے بعد اس نے رسول اللہ ﷺ کے لئے چن کر ایک غلام الگ کر لیا۔ اس کے بعد اس نے خمس نکالا۔ اس کے بعد اس نے باقی مال کو جو بچ گیا تھا اپنے اصحاب واحباب میں تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد وہ لوگ روانہ ہوئے اور مدینے میں پہنچ گئے۔

(۲) عمر بن عثمان نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبدالملک بن عمیر نے عبدالرحمن بن سعید بن یربوع سے، اس نے عمر بن ابوسلمہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جس نے میرے والد ابوسلمہ کو زخمی کیا تھا وہ ابواسامہ جشمی تھے (میرے والد) مہینہ بھر دوا علاج کراتے رہے بس ٹھیک ہو گئے ہماری نظر میں۔ اور سول اللہ ﷺ نے ان کو ماہ محرم میں پینتیس ماہ گزر جانے کے بعد قطن کی طرف بھیجا۔ وہ دس سے کچھ اُوپر دن غائب رہے پھر جب مدینے مدینے میں داخل ہوئے تو ان کا وہ زخم دوبارہ کھل گیا تھا۔ لہٰذا وہ جمادی الآخریٰ کی تین راتیں ابھی باقی تھیں کہ وہ فوت ہو گئے تھے۔

ماہ شوال میں نکاح

(۳) عمر بن ابوسلمہ کہتے ہیں کہ میری والدہ نے عدت گزاری حتیٰ کی چار ماہ دس دن پورے ہو گئے تو پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ شادی کر لی۔ اور ان کے ساتھ قربت کی شوال کی بعض راتوں میں۔ تو میری والدہ کہتی ہیں کہ شوال میں نکاح کرنے میں اور اس میں صحبت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تحقیق مجھ سے شادی کی تھی رسول اللہ ﷺ نے شوال میں اور مجھ سے خوشی اور صحبت بھی شوال میں کی۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر یہ اُم سلمہ ذیعقدہ ۵۹ھ میں فوت ہوئی تھیں۔

میں کہتا ہوں کہ تحقیق کہا گیا کہ وہ فوت ہوئی تھیں اس کے بعد ۶۱ھ میں۔ واللہ اعلم

(المغازی للواقدی ۱/۳۴۰-۳۴۴-تاریخ ابن کثیر ۴/۶۱-۶۲)

باب ۵۱

غزوۃ الرجیع [۱] اور عاصم بن ثابت بن ابوالاقلح
اور خبیب بن عدی کے قصہ میں آثار و مظاہر

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو واقدی نے، وہ کہتے ہیں کہ غزوۃ الرجیع ہوا تھا ماہ صفر ۱۱۱ھ میں چھتیس مہینے پورے ہونے پر۔

(۲) واقدی نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن یعقوب نے ابوالاسود سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اصحاب رجیع کو مکے کی طرف جاسوس بنا کر بھیجا تھا تاکہ آپ کو قریش کے پروگرام اور ان کے عزائم کے بارے میں آپ کو آگاہی بہم پہنچائیں۔ وہ لوگ نجدیہ کے رُخ پر چلے حتیٰ کہ وہ مقام رجیع تک جا پہنچے۔ چنانچہ وہاں پر بنولحیان ان کے آگے آ گئے تھے۔

مشرکین کا جماعتِ صحابہ سے عذر کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے، ان کو خبر دی ہشم دوری نے، اور ہمیں حدیث بیان کی منیعی نے، ان کو منصور بن ابومزاحم نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن سعد نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن فضل ابن محمد بیہقی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے، ان کو ابوثابت محمد بن عبیداللہ نے ابراہیم بن سعد نے ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی عمرو بن سید بن

[۱] دیکھئے سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۲۰- الواقدی ۱/۳۵۴- طبقات ابن سعد ۲/۵۵- صحیح بخاری ۴/۶۷- تاریخ طبری ۲/۵۳۸- ابن حزم ۱۷۶- عیون الاثر ۲/۵۶- البدایۃ والنہایۃ ۴/۶۲- نوری ۱۷/۱۳۳-

حارثہ ثقفی نے جو کہ حلیف تھے بنوزہرہ کے اور وہ اصحاب ابوہریرہ میں سے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے دس آدمیوں کی ایک جماعت جاسوسی کی مہم پر حالات کا جائزہ لینے کے لئے بھیجی تھی اور ان پر عاصم بن ثابت انصاری کو امیر مقرر کیا تھا وہ دادا تھا عاصم بن عمر بن خطاب۔

وہ چلتے رہے حتیٰ کہ جب وہ مقام ھدہ پر پہنچے جو عسفان اور مکہ کے درمیان تھا تو ھذیل کے ایک قبیلے سے ذکر کئے گئے انہیں بنولحیان کہا جاتا تھا۔ چنانچہ ان کے لئے سو آدمی تیرانداز روانہ ہوئے۔ وہ ان کے قدموں کے نشانات کا پیچھا کرتے کرتے ایسی جگہ پہنچے جس پر بیٹھ کر انہوں نے کھجوریں کھائی تھیں ایک منزل پر اُتر کر۔ انہوں نے دیکھا اور کہا کہ یہ کھجوریں جو کھائی گئی ہیں یہ مدینے کی تھیں۔ یہ گٹھلیاں مدینے کی کھجوروں کی ہیں، لہٰذا وہ ان کے اشارے کا پیچھا کرتے رہے، جب عاصم نے ان کا آنا محسوس کرلیا تو ایک جگہ کی طرف وہ مجبور ہوگئے اور قوم نے ان کو گھیرے میں لے لیا اور ان سے کہا نیچے اُتر آؤ اور اپنے ہاتھ ہمیں دے دو ہم تم سے عہد میثاق کرتے ہیں کہ تم میں سے کسی ایک کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

لہٰذا عاصم ثابت نے کہا (وہ قوم کے امیر تھے) بہر حال میں تو کسی مشرک کی پناہ میں نہیں اُتروں گا۔ اے اللہ! تو ہی ہماری طرف سے نبی کریم ﷺ کو خبر پہنچا دے۔ کافروں نے ان پر تیروں کی بارش کردی جس کے نتیجے میں حضرت عاصم اپنے سات ساتھیوں سمیت شہید ہوگئے اور تین آدمی کفار کے عہد و میثاق پر نیچے اُتر آئے، ان میں سے ایک حضرت خبیب تھے اور دوسرے زید بن دثنہ تھے ایک تیسرے آدمی تھے جب کفار نے ان پر قدرت پائی تو انہوں نے ان کی کمانوں کی ڈوریاں کھول کر ان کے ساتھ انہیں باندھ دیا، تیسرے آدمی نے کہا یہ پہلا غدر ہے دھوکہ ہے، اللہ کی قسم میں تمہارے ساتھ نہیں رہوں گا میرے لئے تو ان ساتھیوں کا کردار کا اسوہ اور نمونہ اچھا موجود ہے جو شہید ہوگئے۔ انہوں نے اسے گھسیٹا اور مارا مگر اس نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا لہٰذا کفار نے اس کو بھی شہید کر دیا۔

اور وہ حضرت خبیب کو اور زید بن دثنہ کو گرفتار کر کے مکے لے گئے۔ انہوں نے وہاں جا کر بیچ دیا واقعہ بدر کے بعد۔ خبیب کو خرید کرلیا تھا بنو الحارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف نے، اور خبیب وہ تھے جنہوں نے حارث بن عامر بن نوفل کو بدر میں قتل کیا ہوا تھا۔ چنانچہ خبیب ان کے پاس قیدی بن کر رہ گئے حتیٰ کہ انہوں نے ان کے قتل کرنے کا پروگرام پکا کرلیا۔ انہوں نے حارث کی بعض بیٹیوں سے اُسترہ اُدھار مانگ رکھا تھا کہ وہ اس کے ساتھ بال درست کیا کریں گے اور خیال یہ تھا کہ اس کو قتل کے لئے تیز کریں گے۔ لڑکی نے اسے اُدھار دے دیا تھا۔

خبیب نے اس عورت کے بچے کو اُٹھالیا جبکہ وہ غافل بیٹھی ہوئی تھی حتیٰ کہ وہ اس کے پاس آیا۔ اس عورت نے دیکھا کہ اس نے بچے کو اپنی ران پر بٹھایا ہوا ہے اور اُسترہ اس کے ہاتھ میں ہے عورت گھبرا گئی شدید طریقے سے، خبیب نے بھی پہچان لیا خبیب نے پوچھا کہ کیا آپ ڈر رہی ہیں کہ میں اس کو قتل کردوں گا؟ مگر سنو میں ایسا نہیں کروں گا۔ اس لڑکی نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نے خبیب سے بہتر کبھی کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم میں نے اسے دیکھا کہ وہ انگوروں کا گچھا کھا رہے ہوتے تھے حالانکہ لوہے کے ساتھ جکڑے ہوئے ہوتے تھے حالانکہ مکے میں انگور نہیں تھے۔

وہ کہتی تھی کہ یہ وہ رزق تھا جو اللہ نے خبیب کو کھلایا تھا۔ جب خبیب کو حرم میں قتل کرنے کے لئے لے کر گئے تو خبیب نے ان سے کہا مجھے چھوڑ دو میں دو رکعت نماز نفل ادا کرلوں۔ انہوں نے اسے چھوڑ دیا، انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد کہا، اللہ کی قسم اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم لوگ یہ سوچو گے کہ میں موت کے خوف سے نماز لمبی کر رہا ہوں تو میں اور زیادہ پڑھتا،

اللهم احصهم عددا ـ واقتلهم بددا و لا تبق منهم احدًا ـ

اے اللہ! تو ان ظالموں کی تعداد یاد رکھ لے، ان کو ظاہراً قتل کردے اس طرح کہ ان میں سے کسی ایک کو بھی باقی نہ چھوڑنا۔

پھر خبیب نے شعر پڑھے

فلست ابالی حین أقتل مسلمًا ۔۔۔ علی ای جنب کان واللہ مصرعی
وذلك فی ذات الالـه وان یشأ ۔۔۔ یبارك فی اوصال شلو ممزع

میں پروہ نہیں کرتا کہ میں کس کروٹ قتل ہو کر گروں گا، جب میں بحالت اسلام قتل کیا جا رہا ہوں یہ سب کچھ میرے معبود کی رضا کے لئے ہو رہا ہے اگر وہ چاہے تو کٹے ہوئے اور جدا کئے ہوئے جوڑوں میں برکت دے دے۔

اس کے بعد ان کی طرف ابو سروعہ عقبہ بن حارث اُٹھ گیا اس نے حضرت خبیب کو شہید کر دیا۔ اس طرح حضرت خبیب نے ان شہید ہونے والے مسلمانوں کے لئے دو رکعت نماز کی سنت اور طریقہ قائم کر چھوڑا جو جز ر باندھ کر شہید کئے جاتے رہیں گے۔

ادہر ان کے اول شہید ساتھی حضرت عاصم کی دعا اللہ نے قبول کر لی جس دن وہ شہید ہوئے تھے۔ اسی دن حضور ﷺ کو ان کی خبر مل گئی جس دن وہ شہید ہوئے تھے۔

ادہر قریش کو پتہ چلا تو انہوں نے قریش کے کچھ لوگ روانہ کئے کہ عاصم بن ثابت نے ہمارے سرداروں کو بدر میں قتل کیا تھا تم لوگ جا کر ان کی کوئی بات کوئی نشانی لے کر آؤ تا کہ ہم اپنے دشمن کی ہلاکت کا چرچا کر سکیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کا جھنڈ بھیج دیا، انہوں نے کفار کے نمائندوں کو قریب نہ آنے دیا اور ان کے جسم کا کوئی حصہ کاٹ کر نہ لے جا سکے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے اس نے ابراہیم بن سعد سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۳۹۸۹۔ فتح الباری ۳۰۸۔۳۱۰)

خبیب بن عدی کی شہادت کا قصہ .... (۴) ہمیں خبر دی ابو عبد حافظ نے، ان کو ابو جعفر بغدادی نے، ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو ان کے والد نے ابن لہیہ سے، ان کو ابوالاسود نے عروہ بن زبیر سے (ح)۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسین بن قطان نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن عثمان نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو ابن اویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عتبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے، دونوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے عاصم بن ثابت کو بھیجا تھا بن ابوالافلح جو کہ بھائی تھے بنو عمرو بن عوف اور مرثد بن ابومرثد کو اپنے اصحاب میں، ان میں سے ایک خبیب بن عدی تھے جو بھائی تھے بنو حجبیا کے اور زید بن دثنہ کے، جو بھائی تھے بیاضہ سے مکے کی طرف بھیجا تھا جاسوس اور خبر گیر بنا کر تا کہ قریش کی خبر لے آئیں۔ وہ وادی نجد یہ میں چلتے رہے حتیٰ کہ مقام رجیع میں پہنچ گئے۔

اس کے بعد راوی نے قصہ ذکر کیا ہے ان کا جوان میں سے قتل کر دیئے گئے اور جو قید ہو گئے۔ اس کے بعد اس نے اس طرح کہا ہے جیسے ہم نے روایت کر دی ہے ابو ہریرہ کی روایت میں کچھ کم زیادہ بھی کرتے ہیں۔ جب عروہ نے خبیب کا قول کے اضافہ کیا ہے، اے اللہ! بے شک میں نہ دیکھوں مگر دشمن کے چہرے کو یعنی مجھے دشمن نظر نہ آئے۔ اے اللہ! میں نہیں پاتا ہوں کوئی قاصد تیرے رسول کی طرف، لہٰذا تو ہی ان کو میری طرف سے سلام پہنچا دے، لہٰذا جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس آئے انہوں نے آپ کو اس بات کی خبر دی۔

(سیرۃ الشام ۳/۱۲۰۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۶۲۔۶۳)

اور موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں یوں ہے۔ انہوں نے گمان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، حالانکہ آپ بیٹھے ہوئے تھے اس دن جس دن وہ دونوں قتل ہوئے تھے۔ وَعَلَيْكُمَا۔ یا وعليك السلام خبیب کو قریش نے قتل کر دیا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ کیا آپ نے اس کے ساتھ زید بن دثنہ کا ذکر کیا تھا یا نہیں۔ فرمایا کہ انہوں نے گمان کیا ہے کہ ابن دثنہ کو تیر مارا تھا بھالے کے ساتھ۔ انہوں نے اس کو فتنے میں واقع کرنا چاہا تھا یعنی اسلام سے پھسلانا مگر اس سے ان کے ایمان میں اور یقین میں اور پختگی آ گئی تھی۔

اور عروہ نے اور موسیٰ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ انہوں نے جب خبیب کو لکڑی پر اُٹھایا تھا اور اس کو پکار کر کہا تھا کہ کیا تم یہ پسند کرو گے کہ تمہاری جگہ محمد (ﷺ) ہوتا؟ قسم دے کر پوچھا تھا، خبیب نے کہا نہیں واللہ العظیم میں یہ پسند نہیں کروں گا کہ ان کو کانٹا چبھ جائے ان کے قدموں میں اور میں اس کے بدلہ میں چھوٹ جاؤں۔ وہ لوگ اس کی بات سُن کر ہنس پڑے مگر اس کا ایمان اور زیادہ ہو گیا جس کی وجہ سے اس نے اشعار کہے تھے۔ انشاء اللہ ہم ان کو ابن اسحاق کی روایت میں ذکر کریں گے۔

موسیٰ بن عقبہ نے کہا، اور کہا جاتا ہے کہ اصحاب رجیع چھ افراد تھے۔

(۱)عاصم بن ثابت بن ابوالاقلح ، (۲)خبیب بن عدی ، (۳)زید بن دثنہ بیاضی ، (۴)عبداللہ بن طارق حلیف بنوظفر

(۵)خالد بن بکیر لیثی ، (۶)مرثد بن ابومرثد غنوی حلیف بنوحمزہ بن عبدالمطلب ۔

ان کا پس منظر کچھ یوں ہوا کہ ایک گروہ عضل اور قارہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے انہوں نے کہا کہ ہمارے اندر مسلمان بھی ہیں آپ ہمارے ساتھ اپنے صحابہ میں سے کچھ افراد بھیجیں جو ہمیں دین کی سمجھ دیں ۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ بھیج دیا حتیٰ کہ وہ مقام رجیع میں اُترے ۔ لہٰذا ان لوگوں نے ان کے خلاف قبیلہ ہذیل کے لوگوں کو فریاد کر کے بلالیا۔

وہ بلاتا خیر فوراً ان پر تلواریں سونت کر نکل آئے حالانکہ یہ لوگ اپنے سامان میں تھے ،ان لوگوں نے جب ان کو تلواریں ننگی کر کے آتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے بھی اپنی تلواریں سنبھال لیں ۔ مگر ہذیل کے لوگوں نے دھوکہ دیا اور کہا ہم لوگ تمہیں قتل نہیں کرنا چاہتے ۔ انہوں نے ان کے ساتھ عہد و میثاق کیا تا کہ وہ شک نہ کریں ۔ اس کے نتیجے میں سیب بن عدی نے اور زید بن دثنہ اور عبداللہ بن طارق نے ان کی بات مان لی مگر عاصم بن ثابت نے اور خالد بن بکر نے ان کی بات نہیں مانی اور نہ ہی مرثد بن ابومرثد نے ۔ بلکہ انہوں نے قتال کیا ان سے حتیٰ کہ شہید کردیئے گئے مگر ہذیل والے ان تینوں کو گرفتار کر کے لے گئے ۔ جنہوں نے ان کی بات مان لی تھی حتیٰ کہ جب یہ لوگ مقام مرظہران میں پہنچے تو عبداللہ بن طارق نے کسی طرح اپنا ہاتھ زنجیر سے چھڑالیا اور اس نے تلوار کھینچ لی مگر ان لوگوں نے اس کو بھاری پتھر مار کر شہید کردیا۔

باقی رہے خبیب بن عدی اور زید بن دثنہ ، ان دونوں کو وہ مکے لے گئے ۔ خبیب کو انہوں نے آل حجر بن وہاب کے پاس فروخت کردیا۔ ان لوگوں نے اس کو خرید کر حارث بن عامر کے بدلے میں قتل کردیا جس کو انہوں نے بدر میں قتل کیا تھا۔ اور زید بن دثنہ کو صفوان بن اُمیہ خرید کر کے اپنے باپ کے بدلے میں قتل کردیا۔ اس کو قتل کیا نسطاس نے جو کہ اس کا غلام تھا۔ کہتے ہیں مؤرخین نے گمان کیا ہے کہ عمرو بن اُمیہ نے خبیب کو زمین میں دفن کیا۔ (الدرر ابن عبدالبر ۱۵۹ـ۱۶۱)

حضرت خبیب بن عدی کے پھانسی کے وقت کے اشعار .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، ان کو احمد بن عبدالجبار نے ، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے ، ان کو عاصم بن عمر بن قتادہ نے یہ کہ قبیلہ عضل اور قارۃ کا ایک گروہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا مدینے میں جنگ اُحد کے بعد ۔ انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں میں اسلام ہے آپ ہمارے ساتھ اپنے اصحاب کی ایک جماعت بھیجیں وہ ہمیں دین سمجھائیں اور ہمیں قرآن پڑھائیں ۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ حضرت خبیب بن عدی کو بھیجا۔ راوی نے ان لوگوں کا ذکر کیا اور ان کا قصہ ذکر کیا اسی مفہوم کے ساتھ جیسے موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا آخر تک ، مگر ایک اضافہ بھی کیا ہے۔

فرمایا کہ بنو ہذیل نے جب عاصم بن ثابت کو قتل کردیا تو انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ وہ اس کا سر سلافہ بنت سعد بن شہید کے پاس فروخت کردیں ، اس عورت نے نذر مان رکھی تھی جب اس کے بیٹے اُحد میں مارے گئے تھے کہ اگر وہ کبھی عاصم کے سر پر قادر ہوگئی تو وہ اس کی کھوپڑی میں شراب پیئے گی ۔ مگر ایسا کرنے سے ان کو شہد کی مکھیوں نے روک دیا تھا جب ان کی لاش کے درمیان شہد کی مکھیاں حائل ہوگئیں تو انہوں نے کہا کہ چھوڑو اس کو شام ہو جائے گی تو یہ مکھیاں چلی جائیں گی پھر ہم اس کا سر لے جائیں گے۔

اللہ نے وادی کا حکم دیا وہ عاصم کو اُٹھا کر لے گئیں اس لئے کہ عاصم نے اللہ کے ساتھ عہد کیا تھا کہ وہ کبھی کسی مشرک کو نہیں چھوئے گا۔ لہٰذا اس کی زندگی میں کبھی اس کو کوئی مشرک بھی نہ چھوئے ۔ لہٰذا اللہ نے اس کی وفات کے بعد بھی مشرکوں کو حضرت عاصم کو ہاتھ نہ لگانے دیا جیسے اس کی زندگی میں حفاظت کی تھی ۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۲۵ـ۱۲۷)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب فرمایا کرتے تھے ، اللہ مؤمن کی حفاظت کرتا ہے اللہ نے بعد وفات بھی اس کی حفاظت کی ، جس چیز سے اس کی زندگی میں اس کی حفاظت کی تھی ۔ اور اسناد کے ساتھ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ حضرت خبیب بن عدی نے اس وقت کہا تھا جب مشرکین نے اس کو پھانسی دی تھی۔

لقد جمع الاحزاب حولی والبوا قبائلهم واستجمعوا كل مجمع
وكلهم مبدى العداوة جاهد علی لانی فی وثاق مضيع
وقد جمعوا أبناء هم ونساء هم وقربت من جذع طويل ممنع
الى الله اشكو غربتى ثم كربتى وما ارصد الاحزاب لی عند مصرعی
فذا العرش صبرنی علی ما یراد بی فقد بضعوا لحمی وقد ياس مطمعی
وذلك فی ذات الاله وان یشا یبارك علی اوصال شلو مفوع
وقد خیرونی الكفر والموت دونه وقد هملت عيناى من غير مجزع
وما بی حذار الموت انی لميت ولكن حذاری جحم نار ملفع
فوالله ما ارجو اذا مت مسلما علی أی جنب كان فی الله مصرعی
فلست بمبد للعدو تخشعا ولا جزعا انی الی الله مرجعی

البتہ تحقیق میرے گرد کئی گروہ جمع ہو چکے تھے اور انہوں نے اپنے اپنے قبائل کو بھی جمع کرلیا ہے اور ہر مقام پر جمع ہونے کے لئے مامور کردیئے گئے ہیں۔ ان میں سے ہر کوئی عداوت ظاہر کر رہا ہے مجھ پر اور پوری پوری کوشش کر رہا ہے مجھے ایذا دینے کے لئے، کیونکہ میں جکڑا ہوا قیدی ہوں۔ ان لوگوں نے اپنی اولادوں کو اور اپنی عورتوں کو جمع کرلیا ہے اور مجھے طویل کھجور کے تنے کے قریب کردیا گیا ہے پھانسی دینے کے لئے۔

میں اپنی مسافری، بے وطنی اور اپنی اذیت کی شکایت اللہ کی بارگاہ میں کرتا ہوں اور اس کی بھی جو کچھ انہوں نے سامان ہلاکت میرے قتل کی جگہ پر تیار کر رکھا ہے۔ اے عرش والے! تو مہربانی کر، مجھے صبر دے اس سب کچھ پر جو کچھ میرے بارے میں ارادہ کیا گیا ہے۔ انہوں نے میرا گوشت کا ٹکڑا کاٹ لیا ہے اب میری امید حیات یأس میں بدل چکی ہے مگر یہ سب کچھ میرے معبود برحق کی ذات والاصفات کے لئے سہہ رہا ہوں اگر وہ چاہے تو کٹے ہوئے جوڑوں اور اعضاء میں برکت دے دے۔ ان لوگوں نے مجھے کفر یا موت دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کے بارے میں اختیار دیا ہے کہ اگر چاہوں تو کفر کر کے موت سے بچ جاؤں، چاہوں تو کفر نہ کر کے موت کو گلے لگا لوں۔ حالانکہ میری آنکھیں چھم چھما برس رہی ہیں بغیر کسی ڈر خوف کے۔ میرے ساتھ موت کا ڈر نہیں ہے اس لئے کہ مجھے تو مرنا ہے۔ لیکن میرا ڈر خوف تو شعلے مارتی آگ کا ہے جو لپٹ جاتی ہے۔

اللہ کی قسم میں جب بحالت اسلام مر جاؤں تو مجھے پرواہ نہیں ہے کہ اللہ کے لئے مرنے والی موت میں کس کروٹ گرایا جاؤں گا۔ میں نہ ہی دشمن کے آگے عاجزی کر رہا ہوں نہ ہی گھبراہٹ کا، کیونکہ بے شک میں تو اللہ کی طرف واپس جا رہا ہوں۔

ابن اسحاق نے کہا کہ ان پر حملہ کرتے تھے اور شعر کہتے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۲۱/۳)

ما علتی وانا جلد نابل والقوس فیها وتر عنابل
تزل عن صفحتها المعابل الموت حق والحياة باطل
وكل ما حم الاله نازل بالمرء والمرء اليه ائل
ان لم اقاتلكم فامی هابل

میری کمزوری کوئی نہیں ہے میں ایک مضبوط ہوں، تیرانداز ہوں اور میری کمان میں بھی موٹی اور مضبوط ڈوری کسی ہوئی ہے۔ اس کے دامن سے لمبے چوڑے بھالے پھسلتے ہیں۔ موت برحق ہے اور زندگی باطل ہے اور ہر وہ چیز جو معبود نے مقدر کی ہے وہ ہوکر وجود میں آ کر رہنے والی ہے۔ آدمی پر اور آدمی بھی اس کی طرف رجوع کرنے والا ہے۔ اگر میں تم لوگوں سے نہ قتال کروں تو میری ماں مجھے گم پائے۔

اس کے بعد ابن اسحاق نے اور موسیٰ بن عقبہ نے وہ اشعار ذکر کئے ہیں جو حضرت حسان بن ثابت نے کہے تھے مذکورہ صحابہ کے بارے میں وہ بہت ہیں جن کو اس کتاب کے محشی نے بھی نقل کیا ہے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو احمد بن عیسیٰ نے، ان کو عبداللہ بن وہب نے، ان کو عمر بن حارث نے یہ کہ عبدالرحمن بن عبداللہ زہری نے ان کو خبر دی ہے بریدہ بن سفیان اسلمی سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے عاصم بن ثابت کو بنولحیان کی طرف رجیع میں بھیجا تھا۔ اس نے ان کا قصہ ذکر کیا ہے۔ اس نے اس میں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ان کفار نے ان کا سر کاٹ کر لے جانے کا ارادہ کیا اس عورت کے پاس۔ اللہ نے شہد کی مکھیاں کا ایک جھنڈ بھیج دیا تھا، اس نے ان کی حفاظت کی تھی، لہٰذا وہ لوگ ان کا سر نہ کاٹ سکے۔

اور بریدہ اسلمی نے خبیب بن عدی کی شان میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ اے اللہ! میں بے شک نہیں پاتا ہوں کوئی ایسا آدمی جو میری طرف سے تیرے رسول کو میرا اسلام پہنچا دے۔ لہٰذا تو ہی میری طرف سے ان کو سلام پہنچا دے۔ صحابہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی وقت فرمایا تھا و علیہ السلام۔ آپ کے اصحاب نے پوچھا یا رسول اللہ کس پر سلام ہو؟ فرمایا کہ تمہارے بھائی خبیب بن عدی قتل کر دیئے گئے ہیں جب وہ پھانسی دینے کے لئے لکڑی پر اُٹھائے گئے تو وہ دعا کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

ایک آدمی نے کہا میں نے جب خبیب کو دیکھا دعا کرتے ہوئے میں زمین سے لگ گیا۔ بس سال بھی نہیں گزرا تھا کہ سارے لوگ ہلاک ہو گئے بسوائے اس آدمی کے جو زمین کے ساتھ لگ گیا تھا۔

حضرت خبیب کے لئے غیب سے رزق کا انتظام .... (۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس ابن اسحاق نے، ان کو عبداللہ ابونجیح نے، اس نے ماویۃ سے جو کہ لونڈی تھیں مجیر بن ابوالوہاب کی۔ وہ کہتی ہیں کہ جب خبیب مکے میں میرے گھر میں قید کئے گئے تھے۔ ایک دن میں نے ان کو جھانک کر دیکھا، اس کے ہاتھ میں انگور کا خوشہ تھا جو اس کے سر سے بڑا تھا وہ اسے کھا رہے تھے جبکہ ان دنوں دھرتی پر انگور کا ایک دانہ بھی نہ تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۳۴/۳۔ البدایۃ والنہایۃ ۶۵/۴)

خبیب بن عدی کی لاش کو زمین کا پیٹ میں لینا .... (۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس نے، ان کو احمد نے، ان کو یونس نے ابراہیم بن اسماعیل سے، ان کو جعفر بن عمرو بن اُمیہ ضمری نے کہ ان کے والد نے حدیث بیان کی ان کے دادا سے کہ رسول اللہ نے اس کو اکیلے جاسوس بنا کر بھیجا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں خبیب کی پھانسی والی لکڑی تک پہنچا، میں نے اس پر چڑھ گیا جبکہ میں دیگر جاسوسوں سے ڈر رہا تھا۔ میں نے اس کو کھول دیا اور ان کی لاش زمین پر گر گئی۔ اس کے بعد میں وہاں سے کچھ دیر کے لئے ہٹ گیا تھا۔ اس کے بعد میں نے واپس مڑ کر دیکھا تو وہ موجود نہیں تھے زمین ان کو نگل گئی تھی۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو خبر دی جعفر بن عوف نے ابراہیم بن اسماعیل سے، انہوں نے اس کو مفہوم میں ذکر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں وہاں سے تھوڑا سا ہٹ گیا تھا۔ لہٰذا اس کے بعد میں نے خبیب کو نہ دیکھا کیونکہ اس کو زمین نے اپنے پیٹ میں لے لیا تھا۔ لہٰذا قیامت کے دن تک خبیب کی بوسیدہ ہڈیاں معلوم نہ ہو سکے گی۔ تا حال جیسے ان کی ہڈی کا بھی ذکر نہیں ہے۔

☆☆☆

باب ۵۲

سریہ عمرو بن اُمیہ ضمری کا ابوسفیان بن حرب کے پاس جانا جبکہ وہ پہچان لئے گئے کہ یہ دھوکہ سے اسے قتل کرنے آئے ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن بطہ اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو واقدی نے، ان کو ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوعبید نے بن جعفر عمرو بن اُمیہ ضمری سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن جعفر نے عبدالواحد بن ابوعون سے اور ان میں بعض نے بعض پر اضافہ کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب نے مکہ میں قریش کی ایک جماعت سے کہا تھا کہ ہم میں سے کوئی بھی نہیں ایسا جو محمد (ﷺ) کو دھوکے سے قتل کر دے۔ وہ بازاروں میں پیدل چلتے پھرتے رہتے ہیں۔ لہٰذا ہم اپنا بدلہ لے لیں۔ چنانچہ عربوں میں سے ایک آدمی اُن کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اگر آپ مجھے مضبوط کر دیں تو میں محمد (ﷺ) کے پاس جاتا ہوں، یہاں تک کہ میں دھوکہ سے ان کو قتل کر دوں گا۔ میں راستے کا خود رہنما ہوں اور حریت ہوں میرے پاس خنجر ہے باز یا گدھ کے پر کے مشابہ۔

ابوسفیان نے کہا کہ ٹھیک ہے تو واقعی ہمارا ساتھی ہے۔ ابوسفیان نے اس کو اُونٹ دیا اور خرچہ بھی دیا اور کہا کہ جاؤ تخیو اپنے کام کو، میں بے خوف نہیں ہوں کہ کوئی اس منصوبے کو سُن لے اور خفیہ طریقے پر محمد کے پاس چغل خوری نہ کرے۔ عربی نے کہا کہ اس بارے میں کوئی بھی نہیں جانے گا۔

چنانچہ وہ رات کو اپنی سواری پر روانہ ہوا اور پانچ دن چلتا رہا، چھٹے دن اس صبح کی حرہ میں۔ اس کے بعد آیا اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں پوچھنے لگا حتیٰ کہ وہ مسجد میں آیا نماز کی جگہ عید گاہ میں۔ اس کو کسی کہنے والے نے کہا کہ حضور ﷺ بنوالاشہل کی طرف نکلے ہیں لہٰذا وہ بھی اپنی سواری کو آگے کھنچتا ہوا چلا گیا حتیٰ کہ بنوعبدالاشہل تک پہنچ گیا۔ اس نے سواری اپنی کو باندھ دیا، پھر متوجہ ہوا دیکھا رسول اللہ ﷺ امامت فرما رہے تھے، اس نے حضور کو اپنے اصحاب کی جماعت میں پایا کہ عبدالاشہل مسجد میں ان سے باتیں کر رہے تھے وہ اندر چلا گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے جب اس کو دیکھا تو اپنے اصحاب سے فرمایا، یہ شخص دھوکہ کرنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے درمیان اور اس کے ارادے کے درمیان حائل ہے (یعنی اللہ اس کا ارادہ پورا نہیں ہونے دے گا)۔

وہ شخص کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ تم میں سے عبدالمطلب کا بیٹا (پوتا) کون ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ وہ حضور کے پاس جا کر رسول اللہ ﷺ کے اُوپر جھکنے لگا جیسے حضور سے کوئی ضروری بات کرنا چاہتا ہے۔ قریب ہی حضرت اسید بن حضیر کھڑے تھے انہوں نے اس کو دامن سے پکڑ کر پیچھے گھسیٹ لیا اور اس سے کہا ہٹئے رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اور اس کے تہہ بند کے اندر سے ہاتھ ڈال کر اسے گھسیٹا تو اندر تیز دھار خنجر تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ یہ دھوکہ کرنے والا تھا۔ چنانچہ عربی افسوس کرنے لگا اور شرمندہ ہو گیا اور کہنے لگا دمّی دمّی یا محمد یعنی میرا خون معاف کر دیجئے، مجھے بچا لیجئے اے محمد! لہٰذا اسید بن حضیر نے اسے پکڑ لیا اور اسے سینے پر مارنے لگا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ مجھے سچی سچی بات بتا دو تم کون ہو؟ اور کیوں آئے ہو؟ اگر تم نے سچی بات کی تو تمہیں سچ فائدہ دے گا۔ اور اگر تم مجھ سے جھوٹ بولو گے تو سُن لو کہ مجھے اطلاع کر دی گئی ہے اس پر جو تم ارادہ کر کے آئے ہو۔

اس عربی نے کہا کہ کیا میں امان میں ہوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تو امان میں ہے۔ چنانچہ اس نے ابوسفیان والی خبر سنائی اور جو کچھ اس کے لئے مقرر کیا تھا۔ چنانچہ اس کے لئے اور اسے اسید بن حضیر کے پاس حبس وقید میں رکھ دیا گیا۔ پھر حضور ﷺ نے اس کو صبح بلایا اور بلا کر فرمایا کہ میں نے تجھے امان دی ہے تم جہاں چاہو چلے جاؤ، یا اس سے بہتر اور بات بتاؤں تیرے لئے۔ اس نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ یہ کہ تم یہ شہادت دے دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود و مشکل کشا نہیں ہے اور میں محمد ﷺ اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

اللہ کی قسم اے محمد! میں مردوں سے جدا نہیں ہوتا تھا بس نہیں تھا وہ مگر یہ کہ میں نے آپ کو دیکھا اور میری عقل چلی گئی اور میرا نفس کمزور ہو گیا۔ اس کے علاوہ یہ بات کہ آپ کو اس کی اطلاع کر دی گئی جو میں نے عزم کیا ہوا تھا۔ جبکہ یہ ایسی بات تھی کہ کسی کو بھی اس کا علم نہیں تھا اور کوئی بھی اس راز کو نہیں جانتا تھا۔ لہٰذا میں نے سمجھ لیا ہے کہ آپ محفوظ ہیں (یعنی کسی بڑی طاقت کی حفاظت میں ہیں) اور یہ کہ آپ حق پر ہیں اور یہ بھی کہ ابوسفیان اور وہ گروہ شیطان کا گروہ ہے۔ حضور یہ سب کچھ سنتے اور مسکراتے رہے۔

چنانچہ وہ کئی دن وہاں قیام کرنے کے بعد نبی کریم ﷺ سے اجازت مانگ کر چلا گیا۔ حضور ﷺ کے ہاں سے چلے جانے کے بعد اس کا ذکر نہیں سنا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن اُمیہ ضمری سے فرمایا اور سلمہ بن اسلم بن حریش سے تم جاؤ ابوسفیان بن حرب کے پاس، اگر تم اس کو تنہا پاؤ تو اس کو قتل کر دینا۔

عمرو کہتے ہیں کہ میں اور ضمر ساتھ روانہ ہوئے حتیٰ کہ ہم وادی یاجج کے پیٹ میں پہنچ گئے۔ ہم نے اپنے اُونٹ باندھے۔ میرے ساتھی نے مجھ سے کہا اے عمر کیا آپ یہ پسند کریں گے کہ ہم مکے میں جائیں اور سات مرتبہ بیت اللہ کا طواف کر لیں اور دو رکعت نفل پڑھ لیں۔ میں نے کہا کہ مکے میں میں پہچانا جاتا ہوں سفید وسیاہ گھوڑے کی طرح۔ ان لوگوں نے اگر مجھے دیکھ لیا تو پہچان لیں گے اور میں اہل مکہ کو پہچانتا ہوں کہ بے شک وہ جب شام کرتے ہیں تو اپنے اپنے صحنوں میں جمع ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ مگر میرے ساتھی نے میری بات نہ مانی۔

لہٰذا ہم لوگ مکے میں آئے، بیت اللہ کا طواف شروع کیا، سات مرتبہ طواف کیا دو رکعت نفل پڑھے۔ میں جب حرم سے باہر نکلا تو مجھے ابو سفیان کے بیٹے معاویہ ملے اس نے مجھے پہچان لیا اور کہنے لگے کہ عمرو کسی خیر کے کام سے نہیں آیا کیونکہ عمرو جاہلیت میں دلیر آدمی سمجھے جاتے تھے (اچانک قتل کر دینے والا)۔

معاویہ نے کہا کہ بڑی دکھ کی بات ہے یہ کیوں آئے ہیں۔ اس نے اپنے والد ابوسفیان کو میری آمد کی خبر دی۔ چنانچہ اہل مکہ کو ہماری آمد کا اعلان کر دیا گیا۔ لہٰذا مکے والے ہوشیار ہو گئے اور جمع ہو گئے۔ جبکہ عمرو اور سلمہ دونوں وہاں سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ مکے والے ان کی تلاش میں نکل پڑے انہوں نے سارے مکہ کے پہاڑ چھان مارے۔

عمرو کہتے ہیں کہ میں تو ایک غار میں گھس کر ان سے چھپ گیا تھا، صبح تک وہیں چھپا رہا۔ وہ رات بھر پہاڑوں میں ہمیں ڈھونڈتے رہے مگر اللہ نے مدینے کے راستے پر جانے سے اندھا کر دیا تھا۔ وہ ہماری سواری کی طرف بھی راستہ نہ پا سکے۔ جب صبح کو دن چڑھ گیا تو عثمان بن مالک بن عبیداللہ تیمی آیا جو کہ اپنے گھوڑے کے لئے گھاس توڑنے آیا تھا۔ میں نے سلمہ بن اسلم ساتھی سے کہا اگر اس نے ہمیں دیکھ لیا تو یہ مکے والوں کو ہمارے بارے میں بتا دے گا جو کہ ہمیں تلاش کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ وہ بار بار غار کے دھانے کے قریب آ رہا تھا حتیٰ کہ بالآخر اس نے ہمیں دیکھ لیا میں جلدی سے نکلا اور اپنا خنجر اس کے سینے میں گھونپ دیا وہ گر گیا اور اس نے چیخ ماری مکے والوں نے سُن لی۔ چنانچہ وہ ایک دفعہ منتشر ہونے کے بعد دوبارہ آئے۔ میں پھر غار میں گھس گیا اور میں نے اپنے ساتھی سے کہا بالکل حرکت نہیں کرنا۔ لوگ آئے عثمان بن مالک کے پاس، انہوں نے پوچھا کہ تم پر کس نے قاتلانہ حملہ کیا ہے؟

عمرو بن اُمیہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان نے کہا ہم جانتے تھے عمرو بن اُمیہ خیر سے نہیں آیا مگر عثمان کی زندگی کے آخری سانس تھے وہ ان کو ہمارے چھپنے کی جگہ نہ بتا سکا اور اس سے پہلے ہی مر گیا۔ پھر وہ ہماری تلاش میں نکلنے سے اپنے مقتول کو اُٹھا کر لے جانے کی وجہ سے مصروف ہو گئے۔ ہم دو راتیں اسی غار میں پڑے رہے۔ اس کے بعد ہم نکلے تو میرے ساتھی نے کہا اے عمرو بن اُمیہ کیا تجھے ہمت ہے کہ ہم چل کر خبیب کو پھانسی سے اُتار دیں؟ میں نے کہا کہ وہ کہاں ہے؟ اس نے بتایا کہ وہ یہیں کہیں ہے پھانسی پر لٹکا ہوا ہے۔ اس کے اردگرد محافظ چوکیدار بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے اس سے کہا کہ تو مجھے مہلت دے اور مجھ سے علیٰحدہ ہو جا۔ اگر کسی طرح کا خطرہ محسوس کرے تو اپنے اُونٹ کی طرف بھاگ کر نجات پالینا۔ اس پر بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ جانا اور ان کو جا کر پوری خبر بتا دینا۔ مجھے چھوڑ جا، میں مدینے کا راستہ خوب جانتا ہوں۔

میں نے خبیب کو پھانسی سے اُتارنے کی سخت جدوجہد کی، یہاں تک کہ میں نے اسے اُتار لیا اور میں نے اس کی میّت کو اپنی پیٹھ پر اُٹھالیا۔ میں کوئی بیس قدم ہی چل سکا تھا کہ وہ لوگ جاگ گئے وہ میرے پیروں کے نشانات پر میری تلاش میں لگ پڑے، میں نے پھانسی والی لکڑی کو پھینک دیا میں اس لکڑی کا گرنا دبُ نہیں بھولتا یعنی اس کے گرنے کی آواز۔ میں نے اتنے میں اپنے پیروں پر مٹی انڈیل دی، پھر میں نے ان کے مقابلے پر طریق صفراء پکڑا۔ لہٰذا وہ تھک کر واپس ہو گئے، میں بھی باوجود سانس باقی ہونے کے کچھ نہیں جان پا رہا تھا۔ میرا ساتھی اُونٹ کے پاس چلا گیا تھا اس پر بیٹھ کر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا اور ان کو جا کر ساری خبر بتا دی۔

میں روانہ ہوا حتیٰ کہ میں ببول کے درختوں پر مطلع ہوا، مقام ضجنان کے ببول۔ لہٰذا میں وہاں پر ایک غار میں داخل ہو گیا۔ اس میں میرے پاس میری کمان تھی، تیر تھے، خنجر تھا۔ میں اس میں بیٹھا تھا اچانک بنوبکر کا لمبا تڑنگا کانا آدمی گھس آیا جو کہ بنوبکر بن وائل میں سے تھا۔ وہ بھیڑیں اور بکریاں ہانک رہا تھا اس نے مجھ سے کہا کہ کون جوان ہو تم؟ میں نے کہا کہ میں بنوبکر سے ہوں اس کے بعد وہ سہارا لگا کر بیٹھ گیا اور اس نے اپنی ایڑی اُوپر کو اُٹھائی یعنی دوسرے گھٹنے پر رکھ لی اور گانا شروع کر دیا۔

فلست بمسلم ما دمت حیا ولست ادین دین المسلمینا

میں جب تک زندہ رہوں گا مسلمان نہیں ہوں گا۔ اور میں مسلمانوں کے دین کو اپنا دین نہیں بناؤں گا۔

میں نے اپنے دل میں کہا، اللہ کی قسم میں تجھے نہیں چھوڑوں گا میں ہی تجھے قتل کروں گا۔ بہر حال جب وہ سو گیا تو میں نے اس کو قتل کر دیا اور بدترین طریقہ پر قتل کیا۔ میں نے اس طریقہ پر کسی کو قتل نہیں کیا تھا۔ پھر میں غار سے نکلا اور نیچے اُترا اور میں آسان اور نرم راستے آ گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ دو آدمی آ رہے ہیں جن کو جاسوسی کرنے کے لئے قریش نے بھیجا تھا۔ میں نے دونوں سے کہا کہ تم دونوں قیدی بن جاؤ۔ دونوں میں سے ایک نے انکار کر دیا، میں نے اسے تیر مار کر قتل کر دیا۔ دوسرے نے جب یہ منظر دیکھا تو وہ خود بخود قیدی بن گیا۔ میں نے اسے سخت کر کے جکڑا پھر میں اس کو نبی اکرم ﷺ کے پاس لے آیا۔ جب میں مدینے پہنچا تو مجھے بچوں نے دیکھا وہ کھیل رہے تھے انہوں نے اپنے بزرگوں سے سُنا تھا وہ کہتے تھے کہ یہ عمرو ہے۔ لہٰذا بچے بھاگے بھاگے گئے انہوں نے جا کر رسول اللہ ﷺ کو خبر دی۔

اتنے میں میں حضور کے پاس اس آدمی کو لے آیا میں نے اس کے دونوں انگوٹھے اپنی کمان کی وتر اور ڈوری سے باندھ رکھے تھے۔ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ دیکھ کر ہنس رہے ہیں۔ حضور نے میرے لئے خیر کی دعا فرمائی۔ سلمہ بن اسلمہ کی آمد عمرو کی آمد سے تین سال قبل ہوئی تھی۔

(حاشیہ) ڈاکٹر عبدالمطعی لکھتے ہیں کہ اس خبر کو طبری نے اپنی تاریخ میں جلد ۲ ص ۵۴۲ تا ۵۴۵ لکھا ہے اور حافظ ابن کثیر نے البدایۃ والنہایہ جلد ۴ ص ۶۹۔ ۷۱۔ اس کو نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ رواہ البیہقی علاوہ ازیں پہلے یہ بات گزر چکی ہے کہ حضرت عمرو بن اُمیہ نے جب حضرت خبیب کی لاش اُتاری تھی تو نیچے آنے کے بعد (وہ وہیں غائب ہو گئی تھی گویا زمین نے خود بخود ان کو اپنے پیٹ میں محفوظ کر لیا تھا)۔ نہ ان کا جسد عنصری اس کے بعد دیکھا گیا نہ ہی کوئی ہڈی۔ شاید کہ وہ اپنے گرنے کی جگہ پر ہی دفن ہو گئے تھے۔ واللہ اعلم

اس سریہ کے بارے میں ابن ہشام نے ابن اسحاق پر استدراک کیا ہے جیسے واقدی نے اس کو چلایا ہے لیکن اس میں عمرو بن اُمیہ کا ساتھی جبار بن صخر کو بتایا گیا ہے۔ واللہ اعلم

باب ۵۳

غزوۂ بیر معونہ[1]

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق نے، وہ ہیں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ٹھہرے رہے شوال کے بقیہ ایام اور ذیقعدہ اور ذالحجہ اور محرم۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اصحاب بیر معونہ کو بھیجا ماہ صفر میں اُحد سے چار ماہ پورے ہونے پر۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۳۶/۳)

ابن اسحاق نے کہا ہے ان کو حدیث بیان کی میرے والد اسحاق بن یسار نے مغیرہ بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام سے اور رعبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے اور ان دونوں کے ماسوا اہل علم سے، ان سب نے کہا کہ حضرت ابوالبراء نے عامر بن مالک بن جعفر ملاعب الاسنہ کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے مدینے میں بھیجا، آپ نے اس پر اسلام پیش کیا اور اس کو اس کی طرف دعوت دی مگر وہ مسلمان نہ ہوا اور اسلام سے بعید بھی نہ ہوا اور اس نے کہا، اے محمد! اگر آپ اپنے اصحاب میں سے کچھ آدمی اہل نجد کی طرف بھیج دیں جو جا کر ان لوگوں کو آپ کے کام کی طرف دعوت دیں تو مجھے امید ہے کہ وہ لوگ آپ کی بات قبول کر لیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ان کے بارے میں اہل نجد سے خطرہ محسوس کرتا ہوں۔ لہٰذا ابوالبراء نے کہا کہ میں ان کا پڑوسی ہوں آپ ان کو بھیجیں وہ ان کو جا کر دعوت دے آپ کے کام کی طرف۔

پس بھیجا رسول اللہ ﷺ نے :

(۱) منذر بن عمرو المعنق کو تا کہ وہ آپ کے اصحاب کے چالیس آدمیوں میں جا کر مر جائے جو کہ ان میں بہترین مسلمان تھے۔

(۲) حارث بن عاصم ان میں تھے۔ (۳) اور حرام بن ملحان بنوعدی بن نجار کے بھائی۔

(۴) عدوہ بن اسماء بن صلت سلمی۔ (۵) نافع بن ورقاء خزاعی۔

(۶) عامر بن فہر مولی ابوبکر۔ مسلمان رجال میں جو بہترین مسلمانوں میں سے تھے۔ یہ لوگ چلے حتیٰ بیر معونہ پر اُترے یہ سرزمین ہے بنو عامر کی اور حرہ بن سُلیم کی دونوں شہر ایک دوسرے کے قریب ہیں اور یہ حرہ کی طرف بنی سلم زیادہ قریب ہے جب وہ وہاں اُترے انہوں نے حرم بن ملحان کو رسول اللہ کا خط دے کر اللہ کے دشمن کی طرف بھیجا۔

عامر بن طفیل وہ جب ان کے پاس پہنچا اس نے حضور کے خط کو نہیں دیکھا بلکہ اس نے اس قاصد پر زیادتی کی اور اس کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد ان کے خلاف بنی عامر سے مدد مانگی، انہوں نے اجابت کرنے سے انکار کر دیا اس بات کی طرف جس کی طرف اس نے بلایا تھا کہ ابوالبراء کی عہد کی ہم عہد شکنی نہیں کریں گے۔

تحقیق اس نے ان کے لئے عقد باندھا اور جوار و پڑوسی ہونے کا (اس دشمن خدا نے) ان کے خلاف مقابلے کے لئے بنو سلیم میں سے کچھ قبائل کو بلایا، عطیہ اور رعل اور ذکوان اور قارہ کو۔ انہوں نے اس کی اجابت کی اس کام کے لئے۔ انہوں نے مسلمانوں پر شدید حملہ کر دیا

---

[1] دیکھئے طبقات ابن سعد ۵۱/۲۔۵۴۔ سیرۃ ابن ہشام ۱۳۷/۳۔۱۴۳۔ معازی للواقدی ۲۳۷/۱۔۲۳۸۔ تاریخ طبری ۵۴۵/۲۔۵۵۰۔ ابن حزم ۱۷۸۔ عیون الاثر ۶۱۲/۲۔ البدایہ والنہایۃ ۷۱/۴۔۷۴۔ نویری ۱۳۰/۱۷۔

اوران کوان کے سامان سمیت انہوں نے گھیرلیا۔ جب یہ حالت دیکھی تو انہوں نے بھی تلوار کھینچ لی اور وہ ان کفار سے لڑتے لڑتے سارے شہید ہوگئے سوائے کعب بن زید کے جو بنو دینار بن نجار کے بھائی تھے۔ان لوگوں نے اسے چھوڑ دیا اس حال میں کہ اس میں زندگی کی تھوڑی سی کرن باقی تھی لہٰذا وہ مقتولین میں سے اُٹھالئے گئے۔ پھر وہ زندہ رہے حتیٰ کہ خندق والے دن شہید ہوگئے۔

یہ لوگ صحابہ جو بھیجے گئے تھے ان کے پیچھے عمرو بن اُمیہ ضمری اور انصاری صحابی جو بنو عمرو بن عوف سے تعلق رکھتے تھے یہ دونوں بھی روانہ کئے گئے تھے آگے جانے والے صحابہ کے ساتھ جو پریشانی گزر گئی تھی کہ وہ شہید کر دیئے گئے تھے۔ان پیچھے جانے والوں کوان پرندوں نے خبر دی تھی جو اُوپر فضا میں جھوم رہے تھے قتل گاہ پر۔ دونوں نے یہ سوچا کہ خیر نہیں ہے۔اللہ کی قسم یہ پرندے جو گھوم رہے ہیں ضرور اس کا کچھ مطلب ہے۔لہٰذا یہ دونوں وہاں پہنچے تو کیا دیکھا کہ وہ صحابہ کرام خون میں لت پت پڑے ہیں اور وہ گھوڑے جن پر چڑھ کر یہ واردات ہوئی تھی وہ کھڑے ہیں۔ان دونوں نے جب یہ قتل کا منظر دیکھا تو انصاری نے عمرو سے کہا کیا کرنا چاہئے۔عمرو نے کہا ہمیں جا کر رسول اللہ ﷺ کو اطلاع کرنی چاہئے مگر انصاری نے کہا میں اس جگہ سے نہیں ہٹوں گا جس جگہ منذر بن عمرو جیسا بطل جلیل شہید ہوگیا ہے۔ میں وہ نہیں ہوں جو اس بارے میں جا کر مردوں کو بتا تا پھروں، بلکہ میں تو خود لڑ کر مر جاؤں گا۔ چنانچہ قتال کیا حتیٰ کہ شہید ہوگیا۔

باقی رہے عمرو بن اُمیہ ضمری تو وہ پکڑ کر قید کر لئے گئے۔ پھر انہوں نے جب ان لوگوں کو خبر دی کہ وہ قبیلہ مضر سے تعلق رکھتے ہیں تو ان لوگوں نے ان کو چھوڑ دیا۔ عامر طفیل نے اور نشانی کے طور پر ان کی پیشانی کے بال کاٹ دیئے اور اس نے اس کو آزاد کر دیا گردن سے جو شاید ان کی ماں پر تھی جیسے انہوں نے گمان کیا ہے۔

عمرو بن اُمیہ وہاں سے نکلے تو جب مقام قرقر میں پہنچے صدر قنات سے تو دیکھا قبیلہ بنو عامر کے دو آدمی آرہے ہیں حتیٰ کہ وہ آکر اسی درخت کے سائے تلے بیٹھ گئے جہاں عمرو بیٹھے تھے اور عامریوں کا رسول اللہ ﷺ کا عہد تھا اور جوار تھا، مگر اس بات کا عمرو بن اُمیہ کو علم نہ تھا۔ عمرو نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے بتایا کہ بنو عامر سے ہیں۔عمرو بن اُمیہ نے ان کو مہلت دی۔حتیٰ کہ جب وہ سو گئے تو عمرو نے دونوں کو قتل کر دیا کہ یہ بدلہ ہے بنو عامر سے اس قتل کا جو انہوں نے اصحاب رسول کے ساتھ کیا ہے (جو ابھی ابھی وہ دیکھ کر آرہے تھے)۔ جب عمرو بن اُمیہ ضمری رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے حضور کو یہ بات بتائی تو آپ نے فرمایا کہ تم نے یہ دو قتل ایسے کر دیئے ہیں جن کی مجھے دیت ضرور دینی پڑے گی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ عمل جو صحابہ کے قتل کا ہے یہ ابو براء کا ہے میں اسی چیز کو ناپسند کر رہا تھا اور ڈر بھی رہا تھا (اور وہی کچھ ہوگیا)۔

یہ بات ابو براء تک پہنچی تو اس پر عامر کا اس کے ساتھ عہد شکنی کرنا بھاری گزرا اور وہ سب کچھ بھی جو اس کے سبب سے اصحاب رسول کو نقصان پہنچا تھا اور اسی جوار سے جو لوگ شہید ہوگئے تھے ان میں عامر بن فہرہ بھی تھے اور حسان بن ثابت نے عامر کے ابو براء سے عہد شکنی کرنے کے بارے میں اشعار کہے تھے۔حملہ کیا تھا اُمیہ بن عامر بن مالک نے عامر بن طفیل پر اس نے اس کو نیزہ مارا تھا اس کی ران میں اس کو زخمی کر دیا تھا۔لہٰذا وہ گھوڑے سے گر گیا اس نے کہا یہ عمل ہے ابو براء کا۔اگر میں مر جاؤں تو میرا خون میرے چچا کے لئے ہے اس کا پیچھا نہ کیا جائے اور اگر زندہ رہا تو میں اپنی رائے خود دیکھ لوں گا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۳۹۔۱۴۰۔الدرر لابن عبدالبر ص ۱۶۲۔۱۶۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو ابن اویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عتبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا ایک سریہ ارض بنو سلیم کی طرف وہ اس وقت بیر معونہ تھا۔ کہا کہ اس وقت مجاہدین کا امیر منذر بن عمر بن عدہ کا بھائی تھا۔ اور یہ بھی کہا کہ ان کا امیر مرثد بن ابو مرثد غنوی تھا حتیٰ کہ جب وہ بعض راستوں سے پہنچے انہوں نے حرام بن ملحان کو ان کی طرف بھیجا رسول اللہ ﷺ کا خط دے کر، تا کہ وہ ان پر اس کو پڑھے۔لہٰذا اس کو عامر بن مالک ملے جو کہ بھائی تھے بنو عامر کے۔

انہوں نے اس کو پناہ دے دی حتیٰ کہ وہ ان لوگوں پر رسول اللہ ﷺ کا خط پڑھے۔ بس جب وہ آیا اس کے پاس عامر بن طفیل اس کے لئے ایک طرف ہو گیا اس نے ان کو قتل کر دیا، پھر کہا اللہ کی قسم اس کو اکیلا قتل نہیں کروں گا۔ پس انہوں نے ان کے پیچھے ان کے آثار پر گئے حتیٰ کہ انہوں نے ان کو پایا آنے والے ان کی طرف وہ اور منذر۔ انہوں نے کہا کہ اگر تم چاہو تو ہم تمہیں امان دے دیتے ہیں۔ اس نے کہا میں اپنا ہاتھ تمہیں نہیں دوں گا بلکہ تمہاری ماؤں کو بھی قتل کروں گا، ہاں مگر یہ ہے کہ تم مجھے امان دے دو اتنی دیر کہ میں حرام بن ملحان کے قتل ہونے کی جگہ پہنچ جاؤں پھر میں تمہاری پناہ سے باہر ہو جاؤں گا۔

عروہ بن زبیر نے کہا تھا کہ عامر بن فہیرہ کا جسم شہادت کے بعد موجود نہیں رہا تھا جس سے سمجھا گیا تھا کہ فرشتوں نے اس کو دفن کر دیا ہے۔

موسیٰ نے کہا اور عروہ بن صلت پر امان پیش کی گئی تھی۔ اس نے امان قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا انہوں نے اس کو قتل کر دیا تھا اور مقتولین میں سے کعب بن زید اُٹھا لئے گئے تھے (بچ گئے)۔ بعد میں یوم خندق قتل کر دیئے گئے تھے۔ اور عمرو بن اُمیہ بھی ان اصحابہ کے گروہ میں تھے۔ اس کو عامر بن طفیل نے پکڑ لیا تھا پھر اس کو چھوڑ دیا تھا اور اس سے کہا تھا کہ واپس چلے جاؤ جا کر اپنے نبی کو بتا دو کہ تیرے اصحاب کے ساتھ یہ کیا گیا ہے۔ وہ گئے انہوں نے جا کر خبر بتا دی۔

سریہ منذر میں تین افراد ایسے تھے جو پیچھے رہ گئے تھے کیونکہ ان کا اُونٹ گم ہو گیا تھا، وہ اس کی تلاش میں رہ گئے جب آگے آئے تو دیکھا کہ پرندے گوشت کے لوتھڑے پھینک رہے تھے۔ وہ کہنے لگے اللہ کی قسم لگتا ہے کہ ہمارے ساتھی مار دیئے گئے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ وہ لوگ عامر کو تو قتل نہیں کر سکتے تھے اور نہ ہی بنی سُلیم کو لیکن یہ ہمارے بھائی ہی ہیں جو مارے گئے ہیں۔

اب کیا کہتے ہو ان میں سے ایک نے کہا، میں تو اپنے نفس کو ان سے ترجیح نہیں دوں گا۔ میں تو ان کی طرف ہی جاؤں گا۔ لہٰذا وہ ان کی طرف چلا گیا اور قتل ہو گیا۔ باقی دو افراد رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹ آئے۔ جب ابھی راستے ہی میں تھے تو ان کو بنوکلاب کے دو آدمی ملے جو کہ کافر تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے اپنی امان کا عہد لے چکے تھے۔ یہ لوگ ایک ہی منزل پر اُترے تھے اتفاق سے۔ چنانچہ وہ دونوں بنوکلاب کے کافر جوان جب سو گئے تو ان دو اصحاب نے ان کافروں کو قتل کر دیا جبکہ ان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ ان دونوں کو تو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے امان ملی ہوئی ہے۔

موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ ابن شہاب اس حدیث کے بارے میں کہتا تھا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک سُلمی نے اور اہل علم کے کئی رجال نے کہ عامر بن مالک بن جعفر وہ جو ملاعب الاسنہ کے نام سے پکارا جاتا ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا حالانکہ وہ مشرک تھا۔ حضور ﷺ نے اس پر اسلام پیش کیا تھا مگر اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ہدیہ بھی دیا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں ہدیہ مشرک کا قبول نہیں کروں گا۔ اور عامر بن مالک نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ آپ بھیج دیں جس کو آپ چاہیں اپنے نمائندوں میں سے، میں ان کا پڑوسی اور پناہ دہندہ ہوں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ایک جماعت بھیج دی۔ ان کے اندر منذر بن عمرو تھے یعنی خبر رسان تھے رسول اللہ ﷺ کے لئے۔

عامر بن طفیل نے ان کے بارے میں سُنا تو اس نے ان اصحاب کے مقابلے کے لئے بنو عامر کو گھروں سے نکالا مگر انہوں نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور انہوں نے عامر بن مالک کی امان والے عہد کی عہد شکنی کرنے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا اس نے پھر ان مسلمانوں سے لڑنے کے لئے بنو سُلیم کو نکالا، وہ اس کے ساتھ نکل آئے۔ لہٰذا انہوں نے ان اصحاب کو بیر معونہ کے مقام پر قتل کر دیا سوائے عمرو بن اُمیہ ضمری کے۔ اس کو عامر بن طفیل نے پکڑا پھر چھوڑ دیا جب عمرو بن اُمیہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ آپ ان کے درمیان امان کے ساتھ رہ جاتے۔ جب حسان بن ثابت نے عامر بن طفیل کی طرف سے عہد شکنی کرنے کے بارے میں

شعر کہے تو لوگوں نے گمان کیا کہ ربیعہ بن عامر بن مالک نے عامر بن طفیل کو اس کے عامر بن مالک کے عہد کو توڑنے پر اس کی ران میں نیزہ مارا تھا۔ (الدرر لابن عبدالبر ص ۱۶۱)

ستر قراء صحابہ کی شہادت .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن محمد سختومیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن علی بن بطہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عفان بن مسلم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن سلمہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ثابت نے انس سے یہ کہ کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ کچھ آدمیوں کو بھیجیں وہ ہمیں قرآن اور سنت کی تعلیم دیں۔ آپ نے ان کی طرف ستر آدمی بھیجے تھے۔ انصار میں سے ان کو قراء کہا جاتا ہے ان میں میرے ماموں حرام بھی تھے وہ قرآن پڑھتے اور پڑھاتے تھے رات کے وقت۔ اور خود بھی سیکھتے تھے اور دن میں وہ جا کر پانی لاتے تھے اور مسجد میں رکھتے تھے اور لکڑیاں لاتے تھے اور ان کو بیچتے تھے اور اس کے ساتھ اہل صفہ کے لئے غلہ یا کھانے کا سامان خریدتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو ان کی طرف بھیجا مگر ان بدبختوں نے ان سے تعرض کر کے انہیں قتل کر دیا اپنی منزل پر پہنچنے سے پہلے۔ ان قاریوں نے دعا کی تھی، اے اللہ! ہماری طرف سے ہمارے نبی کو یہ خبر پہنچا دے کہ ہم مل گئے ہیں آپ سے، ہم آپ سے راضی ہیں اور آپ ہم سے راضی رہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ ایک آدمی آیا میرے ماموں حرام کے پاس۔ اس کے پیچھے اس نے ان کو زخمی کر دیا نیزہ مار کر، حتیٰ کہ پار نکال دیا۔ لہٰذا حرام نے کہا :

فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَة ۔ ربّ کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا تھا تم لوگوں کے بھائی قتل کر دیئے گئے ہیں اور انہوں نے یہ دعا کی ہے :

اللهم بلغ نبينا انا قد اقيناك فرضينا عنك ورملت عنا ۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن حاتم سے، اس نے عفان سے۔ (کتاب الامارۃ۔ حدیث ۱۴۷، ۱۵۱۱)

(۴) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی احمد بن محمد عنزی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید دارمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محبوب بن موسیٰ نے، ان کو ابواسحاق مزاری نے، ان کو عطاء بن سائب نے، انہوں نے سُنا ابوعبیدہ بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا بچاؤ تم اپنے آپ کو ان شہادات سے یہ کہ کوئی آدمی کہے قتل کر دیا گیا ہے فلاں شخص شہید ہو کر۔

بے شک کوئی آدمی قتال کرتا ہے حمیت وغیرت کی وجہ سے، کوئی لڑتا ہے طلب دنیا کے لئے، کوئی لڑتا ہے اس لئے کہ وہ جری سینے والا ہے، بہادر ہے لیکن میں تمہیں عنقریب حدیث بیان کروں گا کہ تم کس چیز پر شہادت پاؤ گے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ بھیجا تھا ایک دن نہیں ٹھیرے تھے مگر تھوڑی سی دیر حتیٰ کہ آپ خطاب کرنے کھڑے ہو گئے تھے۔ آپ نے اللہ کی حمد وثنا کی تھی پھر فرمایا تھا کہ تمہارے یہ مشرکین سے ٹکرانے میں مشرکین نے ان کو کاٹ ڈالا ہے (شہید ہو گئے ہیں)۔ ان میں سے کوئی ایک بھی باقی نہیں بچا ہے۔

اور انہوں نے یہ کہا ہے، اے ہمارے ربّ! ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دے کہ بے شک ہم راضی ہیں اور ہمارا ربّ ہم سے راضی ہے۔ میں ان کا نمائندہ ہوں تمہاری طرف بے شک وہ لوگ راضی ہو گئے ہیں اور ان سے بھی اللہ راضی ہو گیا ہے۔

☆☆☆

باب ۵۴

شہداء بیر معونہ پر رسول اللہ ﷺ کا غمگین ہونا اوران کے حق میں دعا کرنا

اللہ تعالیٰ کا ان کے بارے میں قرآن نازل کرنا

اور حضرت عامر بن فہیرہ کی شہادت کے بارے میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو ہشام بن علی نے، ان کو ابن رجاء نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے رجاء نے، ان کو ہمام نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس نے، ان کو عثمان بن سعید نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو ہمام نے، ان کو اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ نے، ان کو انس بن مالک نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ماموں کو بھیجا تھا اور ان کا نام تھا حرام جو کہ اُم سلیم کا بھائی تھا۔ وہ ستر آدمیوں میں گئے تھے۔ جو بیر معونہ والے دن قتل کیئے گئے تھے۔ ان دنوں مشرکین کا سردار عامر بن طفیل تھا۔ حالانکہ وہ خود رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا اور اس نے کہا تھا حضور ﷺ سے کہ میں آپ کو اختیار دیتا ہوں۔

۱۔ یہ کہ آپ کے لئے اہل سہل ہوں اور میرے لئے اہل مدر ہوں (یعنی آپ اہل دیہات کے سردار ہیں اور میں اہل بلاد اور شہروں کا سردار ہوں گا۔

۲۔ یا میں آپ کے بعد آپ کا خلیفہ بنوں گا۔

۳۔ یا میں آپ کے ساتھ جنگ کرتا ہوں عطفا کو ساتھ لے کر۔ ان میں سے ایک ہزار اشقر ہوں اور ایک ہزار شقراء۔

کہتے ہیں کہ وہ شخص بالآخر بیمار ہوا، اس کو طاعون کی وبائی بیماری لگ گئی تھی بنوفلاں کی فلاں عورت کے گھر میں۔ فرمایا کہ صحیح ہوئی تو وہ اس طرح ہوگیا جیسے بڑا ہوا درخت ہوتا ہے بنوفلاں کی عورت کے گھر میں۔ اس نے کہا کہ میرا گھوڑا لادو، وہ اس پر سوار ہوا تو وہ گھوڑے کے اُوپر ہی مرگیا۔

کہتے ہیں کہ حضرت حرام بنو سُلیم کے بھائی روانہ ہوئے اور دو آدمی ان کے ساتھ تھے۔ ایک آدمی اعرج تھے (یعنی کعب بن زید) اور دوسرا بنوفلاں سے تھا (یعنی منذر بن محمد)۔ اس نے کہا کہ تم دونوں میرے قریب ہو جاؤ حتیٰ کہ میں ان کے پاس آتا ہوں اگر وہ مجھے امان دیتے ہیں تم بھی ایسے ہوگے اور اگر انہوں نے مجھے قتل کر دیا تو تم اپنے صاحب کے یعنی نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ جانا۔ چنانچہ حرام ان لوگوں کے پاس گیا اور جا کر کہا کہ تم لوگ مجھے امان دو گے؟ اس لئے کہ میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کا پیغام اور دین سکھاؤں گا؟ انہوں نے کہا ٹھیک ہے تمہیں امان ہے۔ لہٰذا وہ ان کو جب دین کی بات کرنے لگے ان لوگوں نے ایک آدمی کو اشارہ کیا وہ پیچھے سے آیا اور آکر اس پر حملہ کر دیا۔

ہمام کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ راوی نے یوں کہا تھا اس نے نیزہ مار کر اس کے آر پار کر دیا۔ اس مجاہد نے اللّٰہ اکبر فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةُ یعنی ربّ کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا ہوں۔

کہتے ہیں کہ پیچھے سے باقی لوگ بھی پہنچتے رہے مگر سب کے سب قتل کر دیئے گئے سوائے عرج کے کیونکہ وہ پہاڑ کی چوٹی پر تھا۔

اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی انس سے بن مالک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں پر قرآن نازل کیا گیا پھر وہ منسوخ ہوگیا۔ (وہ یہ تھا)۔

انا قد لقینا ربنا فرضی عنا و ارضانا ۔

کہ ہم اپنے ربّ سے مل گئے، وہ ہم سے راضی ہوگیا اور ہمیں بھی راضی کر دیا ہے۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ستر صبح تک قبیلہ رعل اور ذکوان پر بددعا فرمائی اور بنولحیان پر اور عطیہ پر جنہوں نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی تھی۔

یہ الفاظ حدیث موسیٰ کے ہیں اور عبداللہ بن رجاء کی ایک روایت میں ہے تیس دن تک۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے تیس صبح تک، وہ صحیح ہے۔

(کتاب المغازی۔حدیث ۴۰۹۱۔فتح الباری ۷/ ۳۸۵۔۳۸۶۔بخاری کتاب الجہاد۔حدیث ۲۸۰۱۔فتح الباری ۶/ ۱۸۔۱۹)

(۲) تحقیق ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسفاطی نے یعنی عباس بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن مالک نے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، اور ابوبکر بن محمد بن ابراہیم مشاط نے، دونوں نے کہا کہ ان کو خبر دی ہے ابوعمرو بن مطر نے، ان کو ابراہیم بن علی نے، ان کو یحییٰ نے۔وہ کہتے ہیں کہ میں نے قراءت کی مالک بن انس کے سامنے اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ سے، اس نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے خلاف بددعا فرمائی تھی تیس دن تک جنہوں نے اصحاب بیر معونہ کو قتل کر دیا تھا۔ بددعا فرماتے رہے قبیلہ رعل پر اور ذکوان پر اور لحیان پر اور عطیہ پر۔ جنہوں نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی تھی۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے بارے میں جو بیر معونہ پر شہید کئے گئے تھے قرآن میں نازل فرمایا تھا، جسے ہم نے خود پڑھا تھا۔حتیٰ کہ وہ بعد میں منسوخ کر دیا تھا وہ یہ تھا کہ ہماری قوم کو یہ خبر پہنچا دو کہ ہم اپنے ربّ کو مل گئے ہیں۔۔وہ ہم سے راضی ہوگیا ہے اور ہم اس سے راضی ہوگئے ہیں۔

یہ الفاظ حدیث یحییٰ کے اور روایت اسماعیل میں ہے کہ تیس صبح تک بددعا فرماتے رہے قبیلہ رعل پر، ذکوان پر، بنولحیان پر اور عطیہ پر جس نے نافرمانی کی تھی اللہ اور رسول کی۔ان کے صحابہ کے بارے میں قرآن نازل ہوا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اسماعیل بن ابوس اویس سے۔(کتاب الجہاد۔فتح الباری ۶/ ۱۳۱)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا یحییٰ بن یحییٰ سے۔(کتاب المساجد۔حدیث ۲۹۷ ص ۴۶۸)

(۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی احمد بن حسین بن نصر حذاء عسکری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالاعلیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زریع نے، ان کو سعید قتادہ سے، اس نے انس بن مالک سے کہ رعل اور ذکوان اور عطیہ اور بنولحیان نے رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگی تھی اپنے دشمن کے خلاف۔حضور ﷺ نے ان کی مدد کی تھی ستر انصاریوں کے ساتھ۔ہم لوگ ان کو قراء کا نام دیتے تھے اپنے زمانے میں۔

وہ دن میں لکڑیاں جمع کرتے تھے اور بیچتے تھے اور رات کو نمازیں پڑھتے تھے حتیٰ کہ وہ جب بیر معونہ گئے تو ان لوگوں نے ان کے ساتھ دھوکہ کیا اور ان کو قتل کر دیا۔حضور ﷺ کو اس بات کی اطلاع پہنچی تو آپ نے ایک ماہ تک صبح کی نماز میں قنوت پڑھی صبح کی نماز میں آپ نے بددعا فرمائی تھی بعض قبائل کے خلاف۔قبائل عرب میں سے خصوصاً رعل و ذکوان اور عطیہ اور بنولحیان پر۔

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں ہم لوگوں نے ان کے بارے میں قرآن پڑھا تھا پھر وہ اُٹھا دیا گیا۔

بلغو اعنا قومنا انا لقینا ربنا فرضی عنا و ارضانا ۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبدالاعلیٰ بن حماد سے ۔ (کتاب المغازی ۔ حدیث ۴۰۹۔ فتح الباری ۷/ ۳۸۵)

حضرت حرام کا فزت ورب الکعبۃ **کا نعرہ لگانا** .... (۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، ان کو محمد بن اسحاق مغانی نے ، ان کو عفان نے ، ان کو سلیمان مغیرہ نے ثابت سے ، وہ کہتے ہیں کہ حضرت انس نے اپنے گھر میں ایک تحریر لکھی اور فرمایا گواہ رہو اے قراء کی جماعت ۔ کہتے ہیں کہ گویا کہ میں نے اس لقب کو ناپسند کیا اور اس نے کہا کہ اگر آپ ان کے نام ذکر کرتے اور ان کے والد کے نام تو یہ بہتر ہوتا ۔ مگر انہوں نے کہا کہ کوئی حرج نہیں ہے اس میں کہ میں تم لوگوں کو معاشر قراء کہوں ۔ کیا بھلا میں تمہیں حدیث نہ بیان کروں تمہارے ان بھائیوں کے بارے میں جن کو ہم لوگ عہد رسول میں قراء کہتے تھے ۔

کہتے ہیں کہ پھر اس نے انصار میں سے ستر آدمیوں کا ذکر کیا کہ وہ لوگ ایسے تھے کہ رات ان کو ڈھانک لیتی تھی تو وہ مدینے سے معلم اور استاذ کے پاس آتے اور رات کو جاگتے اور رات بھر قرآن پڑھاتے تھے ۔ جب صبح ہوتی جس کے پاس طاقت ہوتی وہ جا کر لکڑیاں جمع کرتے اور فروخت کرتے اور میٹھا پانی خرید کرتے ۔ اور جس کے پاس گنجائش ہوتی وہ بکریاں چراتے ، دودھ دوہتے ، ان کی دیکھ بھال کرتے ۔ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے کمروں سے وابستہ رہتے کوئی خدمت ہوتی کوئی کام ہوتا تو بجالاتے ۔

جب حضرت خبیب شہید کردیئے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو بھیجا تھا ان کے اندر میرے ماموں حرام بھی تھے ، وہ بنوسُلیم کے ایک قبیلے کے پاس آئے تھے ۔ وہ کہتے ہیں حرام نے اپنے امیر سے کہا تھا آپ مجھے چھوڑ دیجئے تاکہ میں ان لوگوں کو خبر دوں کہ ہم وہ نہیں ہیں یعنی ان جیسے نہیں ہیں وہ ہم لوگوں کے سامنے سے ہٹ جائیں ۔ کہتے ہیں وہ ان کے پاس گئے ، ان سے یہ بات کی لہٰذا ان میں سے ایک آدمی سامنے آیا اس نے نیزہ مار کر اس کے آرپار کردیا ۔ جب حرام کو نیزہ چبھا اس کے پیٹ کے اندر ، اس نے کہا :

فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ ۔ (ترجمہ) ربِ کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا۔

پھر وہ لوگ ان بقیہ پر پل پڑے ، حتیٰ کہ ان میں سے کوئی خبر پہنچانے والا بھی باقی نہ رہ سکا۔

کہتے ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اس قدر کسی چیز پر غصے ہوئے ہوں یا غمگین ہوئے ہوں جس قدر اس واقعے پر ہوئے تھے ۔ انس کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب بھی صبح کی نماز پڑھاتے تھے ہاتھ اُٹھا کر ان کے خلاف بددعا کرتے تھے ۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد ابوطلحہ کہتے تھے کیا تجھے حرام کے قاتل کے بارے میں کوئی بات معلوم ہے کہ اس کے ساتھ اللہ نے کیا کیا تھا ؟ میں نے پوچھا ، ابوطلحہ نے کہا کہ کچھ مت کہو وہ مسلمان ہوگیا ہے ۔

(۵) ہمیں خبر دی علی احمد بن عبدان نے ، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے ، ان کو عبید بن شریک نے ، ان کو ابن ابومزیم نے ، ان کو محمد بن جعفر نے ، ان کو حمید نے کہ اس نے سُنا انس بن مالک سے ، وہ کہتے ہیں کہ انصار میں سے کچھ نوجوان تھے وہ توجہ کے ساتھ قرآن مجید سُنتے تھے ۔ اس کے بعد وہ مدینے کے کونے کی طرف علیحدہ ہوجاتے تھے ۔ ان کے گھر والے سمجھتے تھے کہ مسجد میں ہیں اور اہل مسجد سمجھتے تھے کہ وہ اپنے گھر میں ہیں ۔ وہ رات کو نماز پڑھتے تھے حتیٰ کہ جب صبح قریب ہوتی ان میں سے بعض لکڑیاں جمع کرلیتے ، بعض میٹھا پانی حاصل کرلیتے ، پھر وہ سیدھے چلے آتے لکڑیاں لے کر ، بعض پانی کی مشکیں لے کر ۔ وہ لاکر رسول اللہ ﷺ کے کمروں کے پاس دروازوں پر رکھ دیتے تھے ۔ حضور ﷺ نے ان کو بیر معونہ کی طرف بھیجا تھا اور سارے کے سارے شہید کردیئے گئے تھے ۔ حضور ﷺ نے ان لوگوں کے خلاف پچیس دن تک بددعا فرمائی تھی جس نے انہیں قتل کیا تھا ۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو معاذ بن عنبری نے، ان کو سلیمان تیمی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی اسماعیل نے، ان کو محمد بن عبدالملک دقیقی نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو سلیمان نے ابومجلز سے، اس نے انس بن مالک سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے مہینے بھر تک فجر کی نماز میں قنوت پڑھی تھی قبیلہ رعل کے اور ذکوان کے خلاف بددعا فرمائی تھی اور فرمایا کہ عطیہ نے نافرمانی کی ہے اللہ کی اس کے رسول کی، اور معاذ کی ایک روایت میں ہے کہ قنوت پڑھی تھی رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینے تک صبح کی نماز میں رکوع کے بعد بددعا فرماتے تھے رعل و ذکوان پر یہ دونوں قبیلے تھے بنو سُلیم کے۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث بن تیمی سے۔

(بخاری۔ کتاب الوتر۔ حدیث ۱۰۰۳۔ فتح الباری ۲/۴۹۰۔ مسلم۔ کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ۔ حدیث ۲۹۹ ص ۴۶۸)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعمرو بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ صوفی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی خلف یعنی ابن سالم نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابواسامہ نے (ح) وہ کہتے ہیں کہ ابوبکر نے کہا ہمیں خبر دی ابن ناجیہ نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہیں حدیث بیان کی ابن یحیٰی نے بن سعید سے، ان کو ابواسامہ نے، ان کو ہشام نے عروہ سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سیدہ عائشہ سے، وہ فرماتی ہیں کہ ابوبکر صدیق نے نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کی مکے میں نکلنے کی، جب ان پر اذیت شدید ہوگئی تھی۔ حضور ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ ابھی ٹھہرے رہیں۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ! کیا آپ یہی چاہتے ہیں کہ یہ لوگ آپ کو نقصان پہنچادیں؟ یا تکلیف پہنچاتے رہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں اسی بات کی امید رکھتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ ابوبکر نے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کیا۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ اس کے پاس آئے ایک دن ظہر کے وقت اور ان کو بلایا۔ اور فرمایا کہ آپ باہر آیئے، کون ہے آپ کے پاس؟ ابوبکر نے کہا میری دونوں بیٹیاں ہیں کیا آپ کو معلوم ہے کہ تحقیق مجھے اجازت دے دی گئی ہے نکلنے کی؟ ابوبکر نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ پھر صحبت پکّی اکٹھے چلیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے ساتھ چلیں گے۔ انہوں نے کہا میرے پاس دو اُونٹنیاں ہیں ان کو میں نے روانگی کے لئے تیار کیا ہوا ہے۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک اُونٹنی حضور ﷺ کو دے دی تھی وہی اُونٹنی جَدْعَاء تھی (کان کٹی)۔ دونوں سوار ہوکر غار پہنچے وہ غارِ ثور ہی ہے۔ دونوں اسی کے اندر چھپ گئے تھے۔ عامر بن فہیرہ غلام تھا عبداللہ بن طفیل بن سخرہ کا اور عبداللہ بعدہ عاشر بھائی تھا ماں کی طرف سے۔ ابوبکر صدیق کی بکریاں تھیں دودھ والی، وہ غلام صبح وشام ان کو غار کے پاس لے جاتا تھا اور جب اندھیرا ہوجاتا تو وہ دودھ غار میں پہنچادیتا پھر اندھیرے میں بکریاں واپس لے آتا۔ یوں کسی نے محسوس بھی نہ کیا چرواہوں میں سے، جب وہ دونوں کے ساتھ نکلا تو انہوں نے اس کو اپنے پیچھے چلنے کو کہا حتیٰ کہ مدینے پہنچ گیا۔ (ابن ناجیہ کی حدیث ختم ہوئی)

دوسرے روای نے یہ اضافہ کیا ہے کہ عامر بن فہیرہ بیر معونہ والے دن شہید ہوگئے تھے اور عمرو بن اُمیہ ضمری قید ہوگئے تھے۔ مگر عامر بن طفیل نے ان سے کہا تھا، یہ کون ہے؟ اور اشارہ کیا تھا مقتول کی طرف۔ عمرو بن اُمیہ نے بتایا کہ یہ عامر بن فہیرہ ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ وہ قتل کے بعد آسمان کی طرف اُٹھالیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ میں دیکھتا رہ گیا کہ آسمان کی طرف عامر بن فہیرہ کے اور زمین کے درمیان۔

کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ان شہیدوں کی خبر آئی تو آپ ﷺ نے صحابہ کو ان کی موت کی خبر دی۔ اور آپ نے فرمایا کہ تمہارے ساتھی ہلاک کردیئے گئے ہیں اور انہوں نے اپنے ربّ سے التجا کی ہے کہ اے ہمارے رب! ہماری طرف سے ہمارے بھائیوں کو خبر دے دیجئے اس بات کی کہ ہم آپ سے راضی ہوگئے اور آپ ہم سے راضی ہیں۔ کہتے ہیں کہ پھر اللہ نے ان کو ان کے بارے میں خبر دے دی۔ کہتے ہیں کہ اس دن شہید کیے گئے تھے ان میں سے عروہ بن اسماء بن صلت نام رکھا گیا تھا ان کا عروہ، اور منذر بن عمرو ذکر کیا گیا ان کا منذر۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں عبید بن اسماعیل سے، اس نے ابواسامہ سے، اس قول تک کہ قتل کر دیئے گئے تھے اس دن عامر بن فہیرہ بیر معونہ والے دن۔

پھر کہا کہ ابوسامہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہشام بن عروہ نے کہا کہ مجھے خبر دی میرے والد نے، یہ کہتے ہیں کہ جب وہ لوگ قتل کر دیئے گئے جو بیر معونہ والے مقام پر تھے اور قید کئے گئے تھے عمرو بن اُمیہ ضمری تو عامر بن طفیل نے اس سے کہا تھا۔ پھر راوی نے اسی طرح ذکر کیا ہے جس طرح ہم نے ذکر کیا ہے اور انہوں نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے، پھر رکھا گیا۔ میں کہتا ہوں کہ اسی طرح روایت ہشام بن عروہ کی اپنے والد سے۔ عامر بن فہیرہ کی شان میں کہ وہ اُوپر کو اُٹھا لئے گئے تھے پھر رکھ دیئے گئے۔

(۸) تحقیق ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی واقدی نے، ان کو مصعب بن ثابت نے ابوالاسد سے، اس نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ منذر بن عمرو نکلے۔

راوی نے پورا قصہ ذکر کیا ہے اور اس میں کہا ہے کہ عامر بن طفیل نے کہا تھا عمرو بن اُمیہ سے، کیا آپ اپنے اصحاب کو پہچانتے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں۔ لہٰذا انہوں نے مقتولین میں چکر لگایا اور وہ ان سے ان کے نسب بھی پوچھنے لگے اور کہا کہ کیا ان سے کسی ایک کو ان میں سے غائب پاتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں ابوبکر کو غائب پاتا ہوں، اس کو عامر بن فہیرہ کہتے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ وہ تم لوگوں میں کیسے آدمی تھے؟ میں نے بتایا کہ وہ ہم لوگوں میں افضل تھے۔ اس نے کہا میں آپ کو ان کے بارے میں خبر نہ دے دوں؟ اور اس نے ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ اس شخص نے ان کو نیزہ مارا تھا۔ پھر اس نے اپنا تیر یا نیزہ کھینچ لیا تھا۔ لہٰذا وہ آدمی آسمان کی بلندی میں چلا گیا حتیٰ کہ اللہ کی قسم میں اس کو نہیں دیکھ رہا ہوں۔

عمرو کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ وہ عامر بن فہیرہ تھے اور وہ وہ تھے کہ جن کا قاتل بنوکلاب میں سے ہے اُسے جبار بن سلمی کہتے تھے۔ ذکر کیا گیا ہے کہ جب اس نے ان کو برچھا مارا تو میں نے سُنا کہ انہوں نے یوں کہا تھا، فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا۔ میں نے دل میں سوچا کہ کیا مطلب اس کا کہ میں کامیاب ہوگیا۔ لہٰذا میں ضحاک بن سفیان کلامی کے پاس آیا اور میں نے اس کو خبر دی اس وقوعے کی۔ اور میں ان سے پوچھا ان کے اس قول کے بارے میں کہ اللہ قسم میں کامیاب ہوگیا۔

اس نے کہا کہ اس سے جنت مراد ہے اور اس نے مجھ پر اسلام پیش کیا میں نے بات مان لی۔ پھر اس نے مجھے اسلام کی دعوت دی اس لئے کہ جو میں عامر بن فہیرہ کے مقتل میں دیکھا تھا اور یہ کہ کس نے اس کو آسمان کی طرف اُٹھایا تھا۔ فرمایا کہ پھر ضحاک نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا کہ فرشتوں نے اس کے جُثّے کو چھپالیا تھا۔ اور وہ علیین میں اُتار دیئے گئے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۷۲/۴)

(مصنف کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ وہ اُٹھا لئے گئے تھے پھر رکھ دیئے گئے پھر وہ غائب پائے گئے تھے۔ اس کے بعد بایں وجہ کہ فرشتوں نے ان کے جُثّے کو دفن کر دیا تھا۔

ہم نے مغازی ابن موسیٰ میں روایت کیا ہے اس قصے کے بارے میں۔ وہ لکھتے ہیں کہ عروہ بن زبیر نے کہا تھا کہ عامر کا جسد نہیں پایا گیا تھا تو سب یہ خیال کر رہے تھے کہ فرشتوں نے اس کو دفن کر دیا۔ (تاریخ ابن کثیر ۷۲/۴)

☆☆☆

باب ۵۵

غزوۂ بنو نضیر

اور اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ ﷺ کو بنو نضیر کے ارادے کی خبر دینا جو انہوں نے مکر کیا تھا اور زہریؒ کا خیال یہ تھا کہ یہ اُحد سے پہلے ہوا تھا۔ جبکہ دوسروں کا خیال ہے کہ یہ اُحد کے بعد ہوا اور بیر معونہ کے واقعہ کے بھی بعد میں ہوا اور اس بارے میں اخبار پہلے گزر چکی ہیں۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ بنو نضیر کی طرف گئے۔ ان سے استعانت مدد چاہتے تھے ان دو قتل کے بارے میں جو بنو عامر کے ہوئے تھے جن کو عمر بن اُمیہ ضمری نے قتل کیا تھا۔

اس روایت میں جو مجھے حدیث بیان کی ہے یزید بن رومان نے اور بنو نضیر اور بنو عامر کے درمیان معاہدہ اور حلیف تھا جب رسول اللہ ﷺ ان لوگوں کے پاس گئے۔ آپ ان سے استعانت چاہتے تھے دیت کہ بارے میں (کہ بنو عامر سے کہیں وہ دیت لے لیں)۔ بنو نضیر کے یہود نے کہا ٹھیک ہے اے ابوالقاسم! ہم آپ کی مدد کریں گے اس پر جو آپ پسند کرتے ہیں، جیسے آپ نے اس بارے میں مدد چاہی ہے۔

اس کے بعد وہ ایک دوسرے کے ساتھ علیحدہ باتیں کر کے آئے۔ آپس میں کہنے لگے آج موقع اچھا ہے، ایسا موقع پھر ہاتھ نہیں آئے گا۔ رسول اللہ ﷺ دیوار کی جانب ان کے گھروں کے پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے کہا کہ کون شخص ہے جو محمد (ﷺ) پر بھاری پتھر گرا دے چھت کے اُوپر کھڑے ہو کر اور اس کو قتل کر دے اور وہ ہماری جان چھوڑا دے۔

چنانچہ اس کام کے لئے ان میں سے ایک بد بخت تیار ہو گیا اس کا نام عمرو بن جحاش بن کعب تھا (الزرقانی ۲/۹۳)۔ اس نے کہا کہ میں یہ کام کر دیتا ہوں، لہٰذا وہ پتھر پھینکنے کے لئے چھت پر بھی چڑھ گیا اور رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کی جماعت میں تھے۔ ان میں ابوبکر صدیق تھے، عمر بن خطاب تھے، علی تھے۔ مگر حضور ﷺ کے پاس آسمان سے خبر پہنچ گئی قوم کے ارادے کے بارے میں۔ لہٰذا حضور ﷺ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ تم لوگ یہیں رہو اور آپ خاموشی سے اُٹھ کر مدینہ روانہ ہو گئے۔

جب حضور کو دیر ہو گئی تو صحابہ آپ کی تلاش میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ مدینے سے کوئی آدمی آرہا تھا اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں نے حضور ﷺ کو مدینے میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ لہٰذا اصحاب بھی حضور ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ حضور نے ان کو یہودیوں کے ارادے کے بارے میں خبر دی جو انہوں نے غداری کا پروگرام بنایا تھا۔ لہٰذا حضور ﷺ نے ان کے ساتھ جنگ کرنے اور ان پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہونے کا حکم دے دیا۔ حضور ﷺ لوگوں کو لے کر پہنچے تو اب ان کے پاس جا کر اُترے۔ لہٰذا یہود حضور سے چھپ گئے اور انہوں نے اپنے قلعہ میں پناہ لی۔ حضور ﷺ نے حکم دیا کہ ان کی کھجوروں کے درخت کاٹ دو اور جلا دو۔ وہ چیخے کہ محمد (ﷺ) تم تو فساد سے منع کرتے تھے اور جو کوئی ایسا کرتا تھا آپ اس کو عیب لگاتے تھے تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم کھجوروں کو کاٹ رہے ہو اور ان کو جلا رہے ہو۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۴۳)

(۲) ابن اسحاق سے مروی ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو حزم نے، وہ کہتے ہیں کہ جب بنو نضیر نے رسول اللہ ﷺ سے چھپنے کے لئے قلعہ میں پناہ لے لی تو حضور نے ان کی کھجوریں کاٹنے اور جلانے کا حکم دیا۔ انہوں نے کہا، اے ابوالقاسم! آپ تو فساد کو پسند نہیں کرتے تھے۔ لہٰذا اللہ نے یہ آیت اُتاری اس بارے میں کہ یہ فساد نہیں ہے۔

اللہ نے فرمایا :

ما قطعتم من لینة أو تر کتموها قائمة علی اصولها فباذن اللہ ولیخزی الفاسقین ۔ (سورۃالحشر : آیت ۵)

جو کچھ تم نے کاٹنے میں کھجوروں کے تنے یاان کو اپنے تنون کھڑے چھوڑ دیا ہے تو یہ اپنی مرضی سے نہیں کیا تم نے ، بلکہ یہ سب کچھ اللہ کے حکم کے تحت ہوا ہے ۔اور اس لئے ہوا ہے تا کہ وہ فاسقوں اور نافرمانوں کو رسوا کر دے ، یہ فساد نہیں ہے ۔

(۳) ابن اسحاق سے مروی ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوسعد شرجیل بن سعد نے ، اللہ کی قسم میں نے دیکھا بعض کھجور بنونضیر کی بے شک بعض ان میں جلی ہوئی تھیں ۔

(۴) ہمیں خبر دی ابونصر عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادہ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی محمد بن اسماء نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی میرے چچا جدید بن اسماء نے نافع سے ، اس نے عبداللہ سے ، اس نے نبی کریم ﷺ سے کہ انہوں نے بنونضیر کی کھجوریں جلا دیں اور کاٹ دیں ، یہ بویرہ تھیں ۔اسی بارے میں حضرت حسان نے کہا تھا ۔

وهان علی سراة بنی لؤی حریق بالبویرة مستطیر

ذلت تھی بنی لؤی کے سرداروں کے لئے بویرہ میں کھجوروں کا جلانا جا پھیل گیا تھا ۔

مراد ضاد ید قریش ہیں کیونکہ قریش وہ تھے جنہوں نے کعب بن اسد قرظی کو جو کہ صاحب عقد تھا بنوقریظہ کا اس کو اُبھارا تھا نقض عہد کرنے پر اس کے اور نبی کریم کے درمیان ۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اسحاق بن نصر سے ، اس نے حبان سے ۔ (کتاب المغازی ۔فتح الباری ۷/۳۲۹)

اس نے جویریہ بن اسماء سے ، اس نے اس میں اضافہ کیا ہے کہ اس کو جواب دیا تھا ابوسفیان بن حارث نے ۔

أدام اللہ ذلك من صنیع وحرق فی نواحیها السعیر

ستعلم اینا منه بنزه وتعلم ای ارضینا تضیر

اللہ ہمیشہ رکھے اس فعل کو اور اس کے اطراف کو بھی آگ جلاتی رہے یعنی ارد گرد کو اور مدینے کو بھی آگ لگے ۔(بحالت کفر انہوں نے یہ بددعا کی تھی)

عنقریب تم جان لو گے کہ ہم تم میں سے کون خوش ہے ۔تم جان لو گے جی کونسی زمین نقصان میں ہے ۔(مدینہ دارالسلام یا مکہ دارالکفر)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو ابوالحسین بن یعقوب نے ، ان کو خبر دی ابوالعباس سرّاج نے ، ان کو ابوالمنذر نے ، ان کو یحییٰ بن حماد نے ، ان کو جویریہ ، پھر اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ اور اس نے کہا ہے حدیث میں کہ بنونضیر کی کھجوروں کو جلا دیا تھا اس کے لئے حسان کہتے ہیں پھر انہوں نے شعر کا ذکر کیا اور اس کو جواب بھی ، اور انہوں نے لفظ ھَانَ کہا ہے وھان نہیں کہا ۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابومحمد بن ابوحامد مقری نے اور ابواحمد بن حسن قاضی نے اور ابوصادق محمد بن احمد عطار نے ، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن وہب نے ، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی لیث بن سعد نے نافع سے ، اس نے عبداللہ بن عمر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بنونضیر کی کھجوریں جلا دیں تھیں اور کاٹ ڈالی تھیں یہ ابھی چھوٹی تھیں ۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری :

ما قطعتم من لینة او تر کتموها قائمة علی اصولها فباذن اللہ ولیخزی الفاسقین ۔(سورۃالحشر : آیت ۵)

بخاری ومسلم نے اسے روایت کیا ہے قتیبہ سے ، اس نے لیث سے ۔(بخاری کتاب التفسیر ۔مسلم کتاب الجہادوالسیر ۔حدیث ۲۹ ص ۱۳۶۵)

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن حسین بن داؤد علوی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوحامد بن شرقی نے، ان کو محمد بن یحییٰ زہری نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو ہثیم بن جمیل نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے زائدہ نے، عبیداللہ سے، اس نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے بنونضیر کی کھجوروں کے درخت جلا دیئے تھے اور کاٹ ڈالے تھے، اس بارے میں حسان نے کہا تھا :

وھان علی سراة بنی لؤی حریق بالبویرة مستطیر

محمد بن یحییٰ کہتے ہیں کہ ہثیم نے کہا کہ میں زائدہ کے تھا ارض روم میں۔ انہوں نے مجھے یہ حدیث بیان کی، پھر انہوں نے مجھے حکم دیا جلانے کے بارے میں۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسن علوی نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالازہر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن شرجیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن حزیم موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے یہ کہ بنونضیر یہود اور بنوقریظہ نے رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے بنونضیر کو جلاوطن کر دیا تھا اور بنوقریظہ کو ٹھہرنے دیا تھا اور ان پر احسان کیا تھا، حتیٰ کہ اس کے بعد قریظہ نے بھی جنگ شروع کر دی تھی۔ راوی نے حدیث ذکر کی ہے جیسے پہلے گزر چکی ہے۔

بخاری مسلم نے اس کو صحیح میں نقل کیا ہے۔ (بخاری کتاب المغازی۔ فتح الباری ۳۲۹/۷۔ مسلم کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۶۲ ص ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن محمد الکفی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن عقبہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یزید صالح نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی بکیر بن معروف نے مقاتل بن حیان سے کہ اللہ کا یہ فرمان :

یخربون بیوتھم بایدیھم و ایدی المؤمنین ۔ (سورۃ الحشر : آیت ۵)

یہود اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو ویران کر رہے تھے اور مؤمنوں کے ہاتھوں سے بھی۔

کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ان سے قتال کر رہے تھے جب کسی گھر پر یہ اوطاق پر قابض ہوتے تھے اس کی دیواریں گرا دیتے تھے تاکہ قتال کے لئے وہ جگہ مل سکے اور یہودی جب مغلوب ہوتے تھے کسی گھر میں یا مکان میں اس کو پیچھے سے سراخ اور نقب لگا دیتے تھے اس کے بعد اس کو قلعہ بنا لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

فاعتبروا یا اولی الابصار ۔ (ترجمہ) عبرت حاصل کرو اے عقل وبصیرت والو۔

نیز اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان :

ما قطعتم من لینة او ترکتموھا قائمة علی اصولھا (تا) فاسقین ۔ (سورۃ الحشر : آیت ۵)

مراد یہ ہے لینة سے، کھجور کا درخت یہود کو زیادہ محبوب تھے۔ نوکروں چاکروں سے اور خود اولاد سے۔ اس کے ثمر کو لَوْن کہتے تھے۔ یہودیوں نے نبی کریم ﷺ کی طرف سے ان کی کھجوروں کو کاٹنے اور درختوں کو کاٹتے وقت کہا تھا، اے محمد! آپ تو کہتے تھے کہ اصلاح کا ارادہ رکھتے ہیں کیا بھلا درختوں کاٹ ڈالنا کھجوروں کو برباد کر دینا ہی اصلاح ہے؟ یا فساد ہے؟

نبی کریم پر یہ بات گراں گزری اور مسلمان اپنے دل میں ناراض ہوئے ان کی اس بات سے اور کچھ خفت بھی محسوس کی کہ یہ سارا عمل فساد نہ بن جائے۔ لہٰذا ایک دوسرے سے کہنے لگے نہ کاٹو کیونکہ یہ تو اللہ نے ہمیں مال بطور فے اور غنیمت کے دیا ہے۔ جنہوں نے کاٹا تھا وہ کہنے لگے کہ ہم ایسا کر کے یہودیوں کو خوب جلانا چاہتے ہیں، لہٰذا اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی :

ما قطعتم من لینة ۔ یعنی کھجور وغیرہ تو یہ اللہ کے حکم سے ہوا ہے اور اللہ کی اجازت سے ہوا ہے۔ اور جس کو چھوڑ رکھا ہے (او ترکتموھا قائمة علیٰ اصولھا) وہ بھی اللہ کی اجازت کے ساتھ ہے۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ کا دل بھی مطمئن ہو گیا اور اہل ایمان کا دل بھی۔

(ولیخزی الفاسقین) مراد ہے اہل نضیر، لہٰذا کھجوروں کا کاٹنا اور درختوں کو تباہ کرنا ان کے لئے رسوائی تھا۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی احمد بن کامل قاضی نے، ان کو محمد بن سعد عوفی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے والد نے ہمارے چچا سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے ہمارے دادا سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو محاصرہ کیا تھا، حتیٰ کہ آپ اس بارے میں انتہائی حد تک پہنچ گئے تھے۔ لہٰذا انہوں نے آپ کا ہر وہ مطالبہ پورا کیا جو آپ ان سے چاہتے تھے اس لئے حضور ﷺ نے ان سے صلح کر لی تھی اس شرط پر کہ وہ ان کے خون محفوظ کر دیں گے اور ان کو ان کی سرزمین سے ان کے وطنوں سے نکال دیں گے اور ان کو محفوظ راستہ دیں گے اذرعات شام تک اور ان میں سے ہر تین افراد کے لئے ایک اُونٹ فراہم کریں گے اور پانی فراہم کریں گے۔ جلاوطنی سے مراد ان کو ان کی اپنی زمین سے دوسری زمین کی طرف نکالنے کا نام ہے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو خبر دی ابومنصوری نصروی نے، ان کو احمد بن نجدہ نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو ہشیم نے ابوبشر سے، اس نے سعید بن جبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا ابن عباس سے کہ سورہ الحشر کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ وہ بنونضیر کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ (سورۂ حشر)

اس کو بخاری نے نقل کیا صحیح میں دوسرے طریق سے، اس نے ہشیم سے۔ (کتاب التفسیر۔ حدیث ۴۸۸۲۔ فتح الباری ۸/ ۶۲۸۔ ۶۲۹)

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن احمد بن حسن بن اسحاق بزار نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابومحمد عبداللہ بن محمد بن اسحاق فاکہی نے، ان کو ابویحییٰ بن ابومسرہ نے، ان کو یعقوب بن محمد زہری نے، ان کو ابراہیم بن جعفر بن ہبز بن محمود بن محمد بن مسلمہ نے اپنے والد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ان کے دادا سے، اس نے محمد بن مسلمہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو بھیجا تھا بنونضیر کی طرف اور اسے حکم دیا تھا کہ ان کی جلاوطنی (ترک وطن کرنے) کے لئے تین راتوں کی مہلت دے دے ان لوگوں کو۔ (الواقدی ۱/ ۳۶۶۔ سیرۃ الشامیہ ۴/ ۴۵۵)

باب ۵۶

بنونضیر کو جلاوطن کرنے کے بعد عمرو بن سُعدیٰ یہودی کا یہودیوں کو اسلام کی دعوت دینا اور اس کا اعتراف کرنا بعض دیگر یہود کا بھی اعتراف کرنا کہ تورات کے اندر نبی کریم ﷺ کی تعریف موجود ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعبد اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو محمد بن عمر و واقدی نے، ان کو ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ جب بنونضیر مدینے سے نکل گئے تو عمرو بن سُعدیٰ آئے انہوں نے اپنے گھر کا چکر لگایا اور اس کی ویرانی دیکھی تو اس نے سوچ بچار کی۔ اس کے بعد وہ پلٹ کر قریظہ کے پاس آیا، اس نے ان کو ایک کنبہ پایا۔ چنانچہ ان کے قرن میں پھونک ماری گئی، لہٰذا وہ لوگ جمع ہو گئے۔ پس زبیر بن باطا نے کہا، اے ابوسعید آپ کہاں تھے؟ آج صبح سے ہم نے آپ کو دیکھا نہیں؟ کیونکہ وہ کنبہ سے جدا نہیں ہوتا تھا اور یہودیت میں انتہائی عبادت گزار بنا ہوا تھا (اللہ والا بنا ہوا تھا)۔

اس نے کہا میں نے آج کئی عبرتیں دیکھی ہیں جن کے ساتھ ہم لوگ عبرتیں دلائے گئے ہیں۔ میں اپنے بھائی بندوں کے گھر اور ٹھکانے جا کر دیکھے ہیں جو کہ ویران پڑے ہیں۔ اس عزت اور غلبے اور مضبوطی کے باوجود اور وافر شرف اور کامیاب عقل و فراست رکھنے کے

باوصف وہ لوگ اپنے مالوں کو چھوڑ گئے ہیں اور دوسروں کو اس کا مالک کر گئے ہیں اس طرح نکل گئے ہیں جیسے عاجز ہو کر چھوڑ جاتا ہے۔ قسم ہے توراۃ کی یہ کیفیت کسی ایسی قوم پر زبردستی ہرگز نہیں کی جاتی، اللہ کو جن کے باقی رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

تحقیق اللہ اس کو اس سے قبل کعب بن اشرف کے ساتھ بھی واقع کر چکا تھا جو یہود میں سے بڑا عزت دار تھا۔ اللہ نے اس کو اپنے گھر میں امن سے رکھا تھا۔ اور یہی کیفیت اللہ واقع کر چکا ہے ابن سُنَیْنَہ کے ساتھ جو کہ ان کا سردار تھا اور یہی حالت واقع کر چکا ہے بنی قینقاع کے ساتھ، وہ یہود کے اہل جد تھے ان کے بڑے تھے۔ وہ اہل اسباب تھے، اہل اسلحہ تھے اور اہل قوت وشجاعت تھے۔ ان کو قید کر ڈالا جو انسان بھی ان میں سر نکالتا تھا اسی کو قید کر لیا جاتا۔ چنانچہ ان کے بارے میں بات چیت کی گئی تو انہیں چھوڑ دیا گیا اس شرط پر کہ انہیں یثرب سے جلاوطن ہونا اور نکل جانا ہوگا۔

اے میری قوم! تم یہ دیکھ چکے ہو میں نے جو کچھ دیکھا ہے۔ لہٰذا اب تم میری بات مانو، وہ یہ ہے کہ تم آؤ ہم محمد ﷺ کی اتباع کر لیتے ہیں۔ اللہ کی قسم! تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو کہ وہ نبی ہے اور ہم لوگوں کو اس کے بارے میں بشارت دی تھی اور اس کے معاملے کی اطلاع دی تھی ابن الہیبان ابو عمیر نے اور ابن حراش نے۔ وہ دونوں یہود کے سب سے بڑے عالم تھے دونوں بیت المقدس سے آئے تھے، وہ دونوں اس کی آمد کی امید ظاہر کر رہے تھے۔ انہوں نے محمد ﷺ کی اتباع کرنے کا حکم دیا تھا اور ان دونوں نے ہم لوگوں سے کہا تھا کہ ہم لوگ محمد ﷺ کو ان دونوں کی طرف سے سلام دیں۔ پھر وہ دونوں اپنے دین پر ہی فوت ہو گئے تھے اور ہم ہی لوگوں نے ان کو دفن کیا تھا اپنے اسی حرہ میں۔ چنانچہ یہ سُن کر قوم خاموش ہوگئی، ان لوگوں میں سے کسی کلام کرنے والے نے کلام نہیں کیا۔ لہٰذا عمرو بن سُعدیٰ نے اپنے اسی کلام کا پھر اعادہ کیا (یعنی دوبارہ اس نے یہودیوں کو اسلام کی دعوت دی)۔ اور ان کو جنگ سے ڈرایا اور قیدی بننے سے اور جلاوطن ہونے سے ڈرایا۔

پس زبیر بن باطا نے کہا تحقیق قسم ہے توراۃ کی میں نے کتاب باطا توراۃ میں ان کی (محمد ﷺ) کی تعریف وصفت خود پڑھی ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر اُتری تھی۔ اس مثانی میں نہیں ہے جو ہم بیان کرتے ہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ کعب بن اسد یہود نے زبیر سے کہا، اے ابو عبدالرحمٰن آپ کو کونسی چیز ان کی (محمد ﷺ) کی اتباع سے مانع ہے۔ زبیر نے جواب دیا کہ تم ہو۔ کعب نے کہا کہ کیوں؟ توراۃ کی قسم ہے میں تیرے اور اس کے (محمد ﷺ) درمیان ہرگز حائل نہیں ہوں (یعنی تم آزاد ہو چاہو تو ایمان لے آؤ)۔ زبیر باطا نے کہا کہ آپ ہمارے صاحب عہد اور ہمارے عقد ہیں (یعنی بسط وکشاد کے مالک ہیں)۔ آپ اگر اس کی (محمد ﷺ) کی اتباع کریں گے تو ہم بھی اس کی (محمد ﷺ) اتباع کریں گے۔ اور اگر آپ اس کی (محمد ﷺ) کی اتباع سے انکار کریں گے تو ہم بھی اس سے انکار کریں گے۔

اس پر عمرو بن سُعدیٰ کعب کی طرف متوجہ ہوا اور وہ بات چیت ذکر کی جو دونوں نے اس بارے میں کی تھی یہاں تک کہ کعب نے کہا کہ میرے پاس اس کے (محمد ﷺ) معاملے میں اس کے سوا کچھ نہیں ہے جو کچھ میں نے کہہ دیا ہے میرا نفس (دل) خوش نہیں ہوتا اس بات پر کہ میں تابع ہو جاؤں۔ (الواقدی ۵۰۳-۵۰۴۔ البدایۃ والنہایۃ ۸۰/۴-۸۱۔ سیرۃ الشامیہ ۴۶۳-۴۶۵)

☆☆☆

(نوٹ) اس واقعہ کی مزید تفصیل محشی کی کتاب ہذا ڈاکٹر عبدالمعطی نے سیرت شامیہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔ جس کو ہم نے بخوف طوالت نقل نہیں کیا (من ادارہ فلیطالع فی دلائل النبوۃ ہذا المقام)۔ مترجم

باب ۵۷

غزوۂ بنولحیان

یہ وہی غزوہ ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے صلاۃ الخوف پڑھائی تھی مقام عسفان میں۔ جس وقت ان کے پاس آسمان سے خبر آ گئی تھی مشرکین کے ارادوں کے بارے میں

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو عمار نے اور سلمہ بن محمد اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ آپ جمادی اولیٰ میں بنوقریظہ کے صلح ہونے کے چھ ماہ پورے ہونے پر بنولحیان کی طرف روانہ ہوئے تھے مقام رجیع والوں کی تلاش میں۔ مثلاً حضرت خبیب ؓ اور ان کے احباب کی تلاش میں۔ اور ظاہر یہ کیا تھا کہ شام کے ملک جانے کا ارادہ رکھتے ہیں تا کہ مخالف لوگوں کو دھوکہ میں رکھ سکیں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم وغیرہ نے، انہوں نے کہا کہ جب حضرت خبیب شہید کر دیئے گئے اور ان کے اصحاب بھی تو رسول اللہ ﷺ ان کے خون کا بدلہ طلب کرنے کے لئے روانہ ہوئے تا کہ بنولحیان سے خفیہ طریقے سے پہنچ کر بدلہ لے سکیں۔ لہٰذا آپ شام کے راستے پر روانہ ہو گئے اور لوگوں کے سامنے یوں ظاہر کیا جیسے وہ بنولحیان کے پاس جانے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ ایسے اس لئے کیا تا کہ خاموشی سے ان کے اُوپر پہنچ جائیں یہاں تک کہ آپ ارض بنولحیان میں جا اُترے قبیلہ ہذیل کے قریب۔

آپ نے ان کو اس حال میں پایا کہ وہ پہلے سے ڈرا دیئے گئے تھے۔ لہٰذا انہوں نے پہاڑوں کی چوٹیوں پر پناہ لے رکھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ہم عسفان میں اُترتے تو قریش دیکھ لیتے کہ ہم مکہ میں آ گئے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ سو آدمیوں کے ساتھ روانہ ہو کر عسفان میں اُترے پھر آپ نے دو گھڑ سوار بھیجے حتیٰ کہ مقام کراء الغنیم تک پہنچے۔ اس کے بعد اس کی طرف پھر گئے۔ ابوعباس زرقی نے ذکر کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے یہاں صلوٰۃ الخوف پڑھائی تھی۔

(۳) ہمیں خبر دی ابونصر قتادہ نے اور ابوبکر محمد بن ابراہیم فارسی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو بن مطر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن علی ذہلی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو خبر دی جریر نے منصور سے اس نے مجاہد سے، اس نے ابوعباس زرقی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے مقام عسفان میں اور مشرکین پر خالد بن ولید تھے۔ ہم نے ظہر کی نماز پڑھی تھی۔ مشرکین نے کہا کہ اگر یہ لوگ کاش کہ ایسی حالت پر ہوتے کہ اگر ہم ارادہ کرتے تو دھوکہ سے ان کو مار سکتے (تو ایسا ضرور کرتے) اور نماز میں قصر کرنے کی آیت ظہر اور عصر کے مابین نازل ہوئی تھی اس لئے لوگوں نے ہتھیار پہن کر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے صفیں بنائی تھیں۔

دو صفیں قبلہ کی طرف منہ کر کے جبکہ مشرکین ان کی جانب منہ کئے ہوئے تھے۔ رسول اللہ نے تکبیر تحریمہ کہی تو سب لوگوں نے تکبیر کہی تھی اس کے بعد حضور نے رکوع کیا اور سب لوگوں نے اجتماعی رکوع کیا تھا، اس کے بعد آپ نے سر اُٹھایا رکوع سے تو سب لوگوں نے سر اُٹھائے۔ اس کے بعد حضور نے سجدہ کیا تو اس صف نے سجدہ کیا جو آپ کے قریب کھڑی تھی۔ دوسرے لوگ کھڑے مشرکین کی نگرانی کرتے رہے۔ جب یہ قریب صف والے اپنے سجدے سے فارغ ہو گئے تو دوسروں نے سجدہ کیا مگر وہ صف توڑ دی گئی جو حضرت کے قریب تھی اور دوسرے لوگ آگے بڑھ گئے اور ان پہلی صف والوں کی جگہ پر جا کر کھڑے ہوئے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے رکوع کیا اور ان کے ساتھ سب نے اجتماعی رکوع کیا، پھر آپ نے رکوع سے اپنا سر اُٹھایا تو سب نے سر اُٹھایا پھر حضور نے سجدہ کیا اور اس صف نے بھی سجدہ کیا جو آپ کے قریب تھی دوسرے لوگ مشرکین کی نگرانی کرتے رہے یہ لوگ اپنے سجدے سے فارغ ہو گئے تو ان دوسروں نے بھی سجدہ کیا پھر سب لوگ حضور کے ساتھ سیدھے ہو کر اجتماعی طور پر بیٹھ گئے۔ پھر حضور ﷺ نے ان سب پر اجتماعی سلام فرمایا۔ حضور ﷺ نے یہ نماز مقام عسفان میں پڑھائی تھی اور بنی سلیم والے دن پڑھائی تھی۔ (ابوداؤد۔ کتاب الصلوٰۃ الخوف۔ حدیث ۱۲۳۶ ص ۲/۲۱)

نماز کی اس صفت والی روایت کو سلیم بن حجاج نے صحیح میں نقل کیا ہے عطا کی حدیث سے جابر بن عبداللہ انصاری سے۔
(مسلم۔ باب الصلوٰۃ الخوف۔ حدیث ۳۰۷ ص ۵۷۴)

مگر اس نے اس جگہ کا ذکر نہیں کیا جس جگہ حضور ﷺ نے یہ نماز پڑھائی تھی اور ابوعیاش کا قول بھی ذکر نہیں کیا اور مشرکین پر خالد بن ولید تھے۔ تحقیق بعض اہل مغازی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ غزوہ بنولحیان غزوہ بنوقریظہ کے بعد ہوا تھا۔

(۴) اور واقدی نے اپنی اسناد کے ساتھ خالد بن ولید سے ذکر کیا ان کے مسلمان ہونے کے قصہ میں، کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ حدیبیہ کی طرف روانہ ہوئے تھے تو خالد کہتے ہیں کہ میں مشرکین کے ساتھ نکلا تھا۔ میں رسول اللہ کو ان کے اصحاب کے ساتھ مقام عسفان میں ملا تھا۔ لہٰذا میں آپ کے مقابلے پر کھڑا ہوا تھا اور میں ان کے درپے ہوا تھا۔ حضور نے اصحاب کو ظہر کی نماز پڑھائی تھی۔ ہم لوگوں کے آگے۔ ہم لوگوں نے ارادہ کر لیا تھا کہ ہم ان پر حملہ کر دیں پھر ہمارا عزم پکا نہ ہو سکا تھا۔ چنانچہ حضور مطلع ہو گئے تھے اس پر جو ہمارے دلوں میں ارادہ تھا ان کے بارے میں۔ لہٰذا انہوں نے اپنے اصحاب کو جب نماز پڑھائی تو وہ صلوٰۃ الخوف پڑھائی۔ (المغازی للواقدی ۷۴۶)

(۵) تحقیق ہمیں خبر دی ہے ابوبکر محمد بن حسن بن فورکؒ نے ان کو خبر دی عبداللہ جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو ہشام نے ابوزبیر سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کو ظہر کی نماز پڑھائی تھی مقام نخل میں۔ لہٰذا مشرکین نے ان پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا، پھر وہ کہنے لگے اچھا رہنے دو ان کو۔ یہ ان مسلمانوں کی نماز ہے جو کہ ان کو اپنے بیٹوں سے زیادہ محبوب ہے۔

فرمایا کہ پھر جبرئیل علیہ السلام اُترے رسول اللہ ﷺ پر۔ انہوں نے آپ کو خبر دی پھر حضور ﷺ نے اپنے اصحاب کو عصر کی نماز اس طرح پڑھائی کہ آپ نے دو صفیں بنائیں۔ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے آگے کھڑے تھے اور دشمن رسول اللہ کے آگے تھے۔ لہٰذا سب نے اجتماعی تکبیر کہی اور رکوع بھی اکٹھے کیا پھر سجدہ صرف ان لوگوں نے کیا جو حضور کے قریب تھے، باقی لوگ سیدھے کھڑے رہے تھے۔ جب پہلے والوں نے سر اُٹھایا تو دوسروں نے سجدہ کیا پھر آگے والے پیچھے ہو گئے اور پیچھے والے آگے ہو گئے، پھر سب نے کر تکبیر کہی اور سب نے مل کر سجدہ کیا۔ پھر ان لوگوں نے سجدہ کیا جو ان کے قریب تھے اور دوسرے کھڑے رہے۔ جب ان لوگوں نے اپنے سر اُٹھائے دوسروں نے سجدہ کیا۔

امام بخاری نے ہشام دستوائی کی روایت کے ساتھ استشہاد کیا ہے۔ (فتح الباری ۷/۴۳۶)

اور امام مسلم نے اس کو نقل کیا ہے ابوخیثمہ زہیر بن معاویہ سے، اس نے ابوزبیر سے، اس نے جابر سے مگر یہ کہ انہوں نے کہا ہے، ہم لوگوں نے رسول اللہ کے ساتھ مل کر ایک قوم کے ساتھ جہاد کیا تھا جہینہ میں سے انہوں نے ہم لوگوں کے ساتھ شدید قتال کیا۔

(مسلم۔کتاب المساجد۔حدیث ۳۰۸ ص ۵۷۵)

جب ہم لوگوں نے نماز ظہر ادا کی تو مشرکین نے کہا کہ اگر ہم لوگ ان پر اس وقت پل پڑتے جب یہ نماز پڑھ رہے تھے تو ہم ان کو کاٹ ڈالتے۔ لہٰذا جبرائیل امین نے رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی خبر پہنچادی اور رسول اللہ ﷺ نے ہم سے اس بات کا تذکرہ کر دیا۔

کہتے ہیں مشرکین نے کہا کہ اچھا عنقریب ان کی ایک اور نماز آرہی ہے (نماز عصر) وہ مسلمانوں کو اپنی اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ (مسلم نے آگے پوری حدیث ذکر کی ہے)۔ محشی نے اس مقام پر مذکورہ حدیث کا تتمہ ذکر کیا ہے مسلم سے کہ جب نماز عصر کا وقت ہو گیا تو فرمایا کہ ہم لوگوں نے دو صفیں بنائیں۔ مشرکین ہمارے اور قبلہ کے بیچ میں تھے (یعنی سامنے تھے)۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی اور ہم نے بھی ساتھ تکبیر کہی، حضور ﷺ نے رکوع کیا اور ہم نے بھی ساتھ رکوع کیا، پھر آپ نے سجدہ کیا اور ان کے ساتھ صف اول نے سجدہ کیا جب وہ کھڑے ہو گئے تو پھر صف ثانی نے سجدہ کیا۔ پھر صف اول پیچھے ہٹ گئی اور صف ثانی آگے جا کر صف اول کی جگہ پر کھڑے ہو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی اور ہم لوگوں نے بھی تکبیر کہی۔ حضور نے رکوع کیا اور ہم نے بھی رکوع کیا۔ پھر حضور نے سجدہ کیا اور ان کے ساتھ صف اول نے سجدہ کیا اور دوسری صف کھڑی رہی۔ جب صف ثانی نے سجدہ کر لیا تو پھر سارے بیٹھ گئے پھر رسول اللہ ﷺ نے ان پر سلام پھیرا۔ (حاشیہ ختم ہوا۔ از مترجم)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ بن یعقوب نے، ان کو یحیٰی بن محمد بن یحیٰی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یونس نے، ان کو نصیر نے اور اس کا قول جس نے کہا ہے ابوزبیر سے، اس نے جابر سے کہ مقام نخل میں وہ وہم پیدا کرتا ہے کہ یہ اور غزوہ ذات الرقاع ایک ہی ہے۔ اسی غزوہ سے اب نکلے تھے عسفان کی طرف جیسے ابن اسحاق نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے اور صلوٰۃ الخوف کی کیفیت میں۔

روایت کا اختلاف، اختلاف احوال کی وجہ سے آپ کی نماز میں، اللہ بہتر جانتے ہیں کہ یہ کیسے ہوا تھا؟ اور مقصود تو معروف کیفیت صلوٰۃ ہے حضور کی اور مقصود اس مقام پر اس چیز کی معرفت ہے جو امر ظاہر ہوا تھا جو آپ کی نبوت پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو خصوصی طور پر اس چیز سے آگاہ فرما دیا تھا جو مشرکین ارادہ کر کے بیٹھے تھے حضور ﷺ کی نماز میں حملہ کرنے کا، اور یہی خلاصہ ہے اس باب کا۔ و باللہ التوفیق

محمد بن اسحاق بن یسار نے ذکر کیا ہے اس مذکور کے بعد غزوہ ذی قرد کو جب بنو فزارہ نے رسول اللہ کے اُونٹوں پر غارت کی تھی۔ اس بارے میں جو بات لاریب ہے وہ یہ ہے کہ یہ حدیبیہ کے بعد ہوا تھا سلمہ بن رکوع والی حدیث اس بات پر ناطق ہے۔ ہم نے اس کا ذکر مؤخر کر دیا ہے۔ توفیق ارزانی اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔

☆☆☆

باب ۵۸

غزوہ ذات الرقاع [۱]

یہی غزوۂ محارب خصفہ ہے بنوثعلبہ بن غطفان سے

(۱) محمد بن اسماعیل بخاریؒ کہتے ہیں کہ یہ غزوہ، غزوۂ خیبر کے بعد ہوا تھا اس لئے کہ ابوموسیٰ خیبر کے بعد آئے تھے۔

(۲) اور ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تھی غزوہ نجد میں صلوٰۃ الخوف۔ اور یہ حقیقت ہے کہ ابو ہریرہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایام خیبر میں آئے تھے۔

(۳) میں کہتا ہوں (مصنف) اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے جہاد کیا تھا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر نجد کی طرف۔ انہوں نے بھی صلوٰۃ الخوف کا ذکر کیا ہے۔ ان کا قتال میں جانا جنگ خندق والے سال تھا۔

(۴) مگر یہ بات ہے کہ محمد بن اسحاق بن یسار نے یہ زعم کیا ہے کہ غزوہ ذات الرقاع جمادی اولیٰ میں غزوۂ بنونضیر سے دو ماہ بعد ہوا تھا۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ پھر ٹھہرے رہے تھے رسول اللہ ﷺ غزوۂ بنونضیر کے بعد ماہ ربیع الثانی اور کچھ حصہ جمادی اولیٰ، اس کے بعد آپ نے جہاد کیا نجد کا اب ارادہ کر رہے تھے بنو محارب کا اور بنوثعلبہ کا غطفان سے، حتیٰ کہ آپ النخلہ میں اُترے تھے یہی غزوۂ ذات الرقاع تھا۔ آپ اس میں قبیلہ غطفان کی جمعیت سے ملے تھے (دونوں طرف سے)۔ لوگ ایک دوسرے کے قریب آ گئے تھے قتال کے لئے۔ مگر ان کے درمیان جنگ نہیں ہوئی تھی۔ تحقیق لوگ بعض بعض سے ڈر گئے تھے۔ حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو صلوٰۃ الخوف پڑھائی تھی اس کے بعد آپ لوگوں کے ساتھ لوٹ گئے تھے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عمار بن حسن نے، ان کو سلمہ نے محمد بن اسحاق سے ذکر مغازی رسول میں، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ٹھہرے رہے تھے مدینے میں غزوہ بنونضیر کے بعد ماہ ربیع الثانی اور کچھ جمادی اولیٰ۔ اس کے بعد آپ نجد کا غزوہ کرنے نکلے تھے، آپ کے ارادے کا ہدف محارب تھے یہ ثعلبہ بن غطفان تھے۔ یہی غزوہ ذات الرقاع تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۵۷)

جب حضور ﷺ غزوۂ ذات الرقاع سے واپس مدینہ میں پہنچے تو آپ یہاں پر رُکے رہے تھے ماہ جمادی اولیٰ کی ثانیہ، اور جب پھر آپ شعبان میں بدر کی طرف نکلے تھے ابوسفیان کے وعدے کی معیاد کے لئے۔ لہٰذا واقدی تو اس خبر کی طرف گئے ہیں جس کی ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے، وہ کہتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ غزوہ کا نام ذت الرقاع اس لئے رکھا ہے کہ کہا گیا کہ اس میں کئی ٹکڑے تھے، سُرخی اور سیاہی اور سفیدی کے۔ لہٰذا نام دیا گیا ذات الرقاع۔

---

[۱] دیکھئے طبقات ابن سعد ۲/۶۱۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۵۷۔ انساب الاشرف ۱/۱۶۳۔ مغازی للواقدی ۱/۳۹۵۔ مسلم بشرح النووی ۱۲/۱۷۔ تاریخ طبری ۲/۵۵۵۔ بخاری ۵/۱۱۳۔ ابن حزم ۱۸۲۔ عیون الاثر ۲/۸۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۸۳۔ نووی ۱۷/۱۵۸۔ سیرۃ حلبیہ ۲/۳۵۳۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شب ہفتہ روانہ ہوئے تھے جب محرم کے دس دن گزر چکے تھے۔ سینتالیس ماہ پورے ہونے پر، اور آپ بیر حرار پر پہنچے تھے اتوار کے دن جب محرم کے پانچ دن باقی رہ گئے تھے (حرار مدینہ سے تین میل پر یہ کنواں تھا)۔ اور مقام ذات الرقاع مقام نخیل کے قریب تھا۔ سعد اور شقرہ کے درمیان .... اور بیر ارکا مدینے سے تین میل پر تھا۔ یہ اسلام سے قبل کا بیر (کنواں) تھا۔ حضور ﷺ پندرہ راتیں غیر موجود رہے تھے۔ (المغازی للواقدی ۱/۳۹۵)

واقدی کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ضحاک بن عثمان نے عبید اللہ مقسم سے، اس نے جابر سے اور مجھے حدیث بیان کی ہشام بن سعد نے زید بن اسلم سے، اس نے جابر سے اور مالک سے اور عبداللہ بن عمر سے، اور اس نے وہب بن کسیان سے، اس نے جابر سے۔ تحقیق ان میں سے بعض نے بعض پر اضافہ کیا ہے حدیث میں۔ اور ان مذکورہ کے علاوہ نے۔ تحقیق انہوں نے مجھے حدیث بیان کی ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک شخص آنے والا آیا اور وہ سامان تجارت برائے فروخت لے کر آیا تھا۔ بازار نبط میں لوگوں نے پوچھا کہ یہ سامان کہاں سے لائے ہو؟ اس نے بتایا کہ میں اس کو نجد سے لایا ہوں۔ اور تحقیق میں نے قبائل انمار اور ثعلبہ کو دیکھا ہے وہ تمہارے مقابلے کے لئے بڑی بڑی جماعتیں جمع کر چکے ہیں اور میں تم لوگوں کے دیکھ رہا ہوں کہ تم ان سے پہل کرنے والے ہو۔

رسول اللہ ﷺ کو اس کو یہ قول پہنچا تو آپ اپنے چار سو اصحاب کو لے کر نکلے۔ مقاتل کہتے ہیں کہ سات سو یا آٹھ سو کو لے کر نکلے۔ حضور مدینے سے نکلے، آپ تنگ راستے سے چلے پھر وادی شقرہ میں پہنچے، ایک دن وہاں قیام کیا آپ نے اپنے جاسوس پھیلا دیئے، وہ رات کو آپ کے پاس لوٹے، انہوں نے رپورٹ دی کہ انہوں نے کسی کو بھی نہیں دیکھا وہ تمام جدید نشانات کو روند کر آ گئے تھے۔ پھر حضور ﷺ نے اپنے اصحاب کے ساتھ چلے حتیٰ کہ ان لوگوں کے ٹھکانوں پر پہنچے تو کیا دیکھا کہ ٹھکانے اور گھر خالی پڑے ہیں ان کے اندر کوئی بھی نہیں ہے۔

عرب دیہاتی پہاڑ کی چوٹیوں پر بھاگ گئے تھے۔ انہوں نے تاخیر اور ٹال مٹول کیا حضور کی طرف آنے میں۔ لوگوں نے بعض نے بعض سے خوف کیا اور مشرکین ان کے قریب تھے اور مسلمانوں نے خوف کیا کہ رسول اللہ ﷺ نہیں ٹلیں گے حتیٰ کہ ان کو جڑ سے ختم کریں گے۔ یہاں پر رسول اللہ ﷺ نے صلوٰۃ الخوف پڑھائی تھی۔ (المغازی للواقدی ۳۹۵۔۳۹۶)

(۷) (بیہقی کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ حدیث کو مروی ہے ابوموسیٰ سے اس غزوہ کے بارے میں جس میں وہ حاضر تھے اس کا نام رکھا ذات الرقاع۔ فرمایا کہ ہم لوگوں کے پیر پھٹ گئے تھے اور میرے دونوں قدم زخمی ہو گئے تھے تو ناخن بھی گر گئے تھے۔ لہٰذا ہم لوگ اپنے پیروں پر کپڑوں کی دھجیاں اور پٹیاں لپیٹنے لگے تھے۔ فرماتے ہیں چونکہ ہم لوگوں نے پرانے فرقے پیروں پر باندھ لئے تھے اس لئے اس غزوے کا نام ذات الرقاع رکھ دیا تھا (رقاع اُقعَة کی جمع ہے فرقے وہ کپڑے بوسیدہ ٹکڑوں والا غزوہ)۔

(۸) اور ہم نے واقدی سے روایت کی ہے اس غزوے کے بارے میں جو حضور ﷺ نے جہاد کیا تھا محارب اور بنی ثعلبہ سے بے شک اس کا نام ذات الرقاع اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہ پہاڑ گونا گوں تھا بعض ٹکڑے اس کے سرخ تھے بعض سیاہ بعض سفید تھے۔ اس نسبت سے اس غزوے کا نام غزوہ ذات الرقاع ہو گیا تھا۔ اگر واقدی نے اس بات کو محفوظ کیا ہے تو یہ مناسب ہے کہ یہ وہ غزوہ ہے جس میں ابوموسیٰ موجود تھے اور ابوہریرہ اور عبداللہ بن عمر، وہ اس غزوے کے علاوہ ہوگا۔ واللہ اعلم

☆☆☆

باب ۵۹

اللہ عزوجل کا اپنے رسول ﷺ کی حفاظت فرمانا

اس بات سے جو کچھ حضور کے بارے میں غورث بن حارث نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ اور خوف کے وقت حضور ﷺ کی نماز کی خاص کیفیت

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ حسین بن حسن بن ایوب نے، ان کو ابوحاتم رازی نے، ان کو ابوایمان حکم بن نافع نے، ان کو شعیب نے زہری سے، ان کو سنان بن ابوسنان لؤی نے، اور ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے یہ کہ جابر بن عبداللہ انصاری جو اصحاب رسول اللہ میں سے تھے۔ ان دونوں کو خبر دی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کیا تھا۔ جہاد نجد کی طرف تھا جب حضور واپس لوٹے تو وہ بھی ساتھ ہی واپس آیا، راستے میں ان کو دوپہر کو سونے کا وقت ہو گیا اور وہ وادی کثیر خاردار درختوں سے پُر تھی یعنی ببول وغیرہ کے درخت تھے۔ رسول اللہ ﷺ اُتر پڑے لوگ خاردار درختوں تلے سایہ حاصل کرنے کے لئے پھیل گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے کیکر کے درخت تلے آرام فرمایا اور اپنی تلوار درخت کے ساتھ معلق کر دی۔

جابر کہتے ہیں کہ ہم لوگ گہری نیند سو گئے تھے، اچانک رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو آواز دے کر بلایا، ہم لوگ فوراً حضور کی طرف لپکے دیکھا کہ ایک اعرابی ان کے پاس بیٹھا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے میری تلوار اُٹھالی تھی اور میں نیند میں تھا۔ میں جاگ گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اس کے ہاتھ میں ہے اس نے مجھ پر تلوار اُٹھائی ہوئی ہے۔ اس نے کہا کہ محمد اب تجھے کون بچائے گا؟ میں نے کہا اللہ! پھر اس نے کہا ہے کہ تجھے کون بچائے گا مجھ سے؟ میں نے پھر کہا اللہ! اس نے تلوار رکھ دی اور بیٹھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو کوئی سزا نہ دی حالانکہ وہ یہ فعل کر چکا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالیمان سے۔ (کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۴۲۶)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صنعائی سے اور ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ (کتاب الفضائل۔ حدیث ۱۳۔۱۴ ص ۱۷۸۶۔۱۷۸۷)

رسول اللہ کا اعرابی کو معاف کرنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار سکری نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن صفار نے، ان کو احمد بن منصور نے، ان کو عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عم نے زہری سے، اس نے ابوسلمہ سے، اس نے جابر سے کہ نبی کریم ﷺ ایک منزل پر اُترے تھے اور لوگ خاردار جھاڑیوں تلے سایہ حاصل کرنے لگے اور نبی کریم ﷺ نے اپنا اسلحہ درخت کے ساتھ لٹکا دیا تھا اچانک ایک دیہاتی آیا، اس نے تلوار اُٹھا کر حضور ﷺ پر سونت لی اس کے بعد وہ حضور کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ

میرے اور تیرے درمیان کون حائل ہو سکتا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ! (یعنی اللہ تجھے مجھ سے شکست دے گا)۔ تین بار اس نے سوال کیا اور حضور ﷺ نے یہی جواب دیا اور حضور یہی فرماتے رہے کہ اللہ! لہٰذا اعرابی نے تلوار دوبارہ نیام میں ڈال دی اور آکر بیٹھ گیا نبی کریم ﷺ پاس۔ حضور نے اپنے اصحاب کو بلایا اور ان کو اس دیہاتی کی کارفرمائی سُنائی۔ وہ حضور کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضور نے اس کو کوئی سزا نہیں دی۔

کہتے ہیں کہ حضرت قتادہ اسی طرح ذکر کرتے تھے کہ عرب کی ایک قوم نے ارادہ کیا تھا کہ وہ نبی کریم ﷺ کو اچانک قتل کر دیں۔ لہٰذا انہوں نے اس اعرابی کو بھیجا تھا اور قتادہ یہ پڑھتے تھے :

وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْآ اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ ۔ الخ

(سورۃ المائدہ : آیت ۱۱)

یاد کرو اللہ کی نعمت کو تمہارے اُوپر جب ایک قوم نے تمہاری طرف دست درازی کا ارادہ کیا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمود سے۔ (کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۴۲۹)

اور مسلم نے حمید سے، دونوں نے عبدالرزاق سے سواہ قول قتادہ کے۔ (کتاب الفضائل۔ حدیث ۱۳ ص ۱۷۸۶)

بخاری کہتے ہیں کہ ابان نے کہا تھا۔

(۳) ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن ابوکثیر نے، اس نے وہی حدیث ذکر کی ہے جس کی خبر دی ہے عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی عبداللہ بن کعبی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو اسماعیل بن فقیہ نے، ان کو ابوبکر بن شیبہ نے، ان کو عفان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو ربان نے، ان کو یحییٰ بن ابوکثیر نے ابوسلمہ سے، اس نے جابر سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آئے حتیٰ کہ جب ہم مقام ذات الرقاع میں پہنچے تو ہم نے ایک سایہ دار درخت پایا، ہم نے اس کو رسول اللہ ﷺ کے آرام کرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ چنانچہ ایک آدمی آیا مشرکین میں سے۔ اس نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار درخت پر لٹکی ہوئی تھی اس نے حضور کی تلوار اُٹھائی اور اس کو نیام سے نکالیا اور حضور سے کہنے لگا کیا آپ مجھ سے ڈریں گے؟ حضور نے فرمایا کہ نہیں؟ پھر کہنے لگا تجھے کون بچائے گا مجھ سے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ بچائے گا مجھے تجھ سے۔

کہتے ہیں کہ اس شخص کو اصحاب رسول نے ڈانٹا تھا۔ لہٰذا اس نے تلوار دوبارہ نیام میں ڈال کر واپس اپنی جگہ پر لٹکا دی۔ نماز کے لئے اذان کہی گئی، حضور ﷺ نے ایک طائفہ کو ایک رکعت پڑھائی پھر وہ پیچھے ہٹ گئے پھر دوسرے طائفے کو دو رکعتیں پڑھائیں۔ فرمایا رسول اللہ کی چار رکعات ہوگئی تھیں اور قوم کی دو رکعات۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ (کتاب الفضائل۔ حدیث ۱۴ ص ۱۷۸۷)

بخاری نے کہا کہ مسدد کہتے ہیں کہ ابوعوانہ سے مروی ہے اس نے ابوبشر سے کہ اس آدمی کا نام غورث بن حارث تھا۔ حضور ﷺ نے اس سفر میں قتال کیا تھا محارب بن خصفہ سے۔

(۴) ہمیں اس کی خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن احمد بن محبوب نے، ان کو محمد بن معاذ نے، ان کو ابوالنعمان محمد بن فضل عارم نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، ان کو خبر دی محمد بن یحییٰ مروزی نے، ان کو عاصم ان علی نے، ان کو ابوعوانہ نے، ان کو ابوبشیر نے، ان کو سلیمان بن قیس نے جابر سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قتال کیا تھا محارب خصفہ سے مقام نخل میں۔

مشرکین نے مسلمانوں کو غافل دیکھا اور ان میں سے ایک آدمی آیا اس کو غورث بن حارث کہا جاتا تھا وہ تلوار لے کر رسول اللہ ﷺ کے پر آ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ آپ کو کون بچائے گا میرے ہاتھ سے؟ آپ نے فرمایا، اللہ۔ کہتے ہیں کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تلوار اُٹھالی اور آپ نے فرمایا کہ اب تجھے کون بچائے گا مجھ سے؟ اس نے التجا کی کہ آپ اچھے اور خیر سے تلوار اٹھانے والے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں محمد ﷺ اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا کہ نہیں میں یہ شہادت نہیں دیتا مگر آپ سے یہ عہد کرتا ہوں کہ میں آپ کے ساتھ قتال نہیں کروں گا اور ان لوگوں کے ساتھ بھی نہیں ہوں گا جو آپ سے

قتال کریں گے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ چنانچہ وہ اپنے اصحاب کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں سب لوگوں سے بہتر انسان کے پاس سے آرہا ہوں۔

پھر راوی نے صلوٰۃ الخوف کا ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ نے چار رکعت پڑھائی تھیں۔ ہر گروہ کو دو رکعت پڑھائی تھی۔ یہ الفاظ ہیں حدیث عاصم کے اور عاصم کی ایک روایت میں ہے کہ اس دیہاتی نے کہا تھا کہ میں آپ کے ساتھ معاہدہ کرتا ہوں کہ میں آپ سے قتال ہیں کروں گا اور میں ایسی قوم کا ساتھ بھی نہیں دوں گا جو آپ سے قتال کریں گے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا تھا۔ لہٰذا وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ میں تمہارے پاس سب لوگوں سے بہتر شخص کے پاس سے آیا ہوں۔

جب نماز کا وقت ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے صلوٰۃ الخوف پڑھائی۔ لوگ دو گرہوں میں ہوگئے ایک گروہ حضور کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا دوسرا گروہ دشمن کے مقابل کھڑا تھا۔ جو گروہ آپ کے ساتھ تھا آپ نے ان کو دو رکعتیں پڑھائیں تھیں پھر وہ لوگ ہٹ گئے تھے جا کر ان کے ساتھ کھڑے ہوئے جو دشمن کے مقابل تھے۔ اور وہ لوگ آگئے جن کو آپ نے دو رکعت پڑھائی تھی۔ لہٰذا لوگوں کے لئے دو دو رکعات ہوئی تھیں اور نبی کریم کی چار رکعات ہوئی تھیں۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۸۵)

(۵) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ربیع بن سلیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی شافعی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی مالک نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے قرأت کی مالک کے سامنے اس روایت کی یزید بن رومان سے، اس نے صالح بن خوات سے، اس نے اس شخص سے جس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تھی ذات الرقاع والے دن صلوٰۃ الخوف پڑھی تھی۔

یہ کہ ایک گروہ نے صف باندھی تھی حضور ﷺ کے ساتھ اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابل کھڑا رہا۔ آپ نے اس گروہ کو ایک رکعت نماز پڑھائی جو آپ کے ساتھ تھا، ایک رکعت اس کے بعد۔ حضور ﷺ اپنی جگہ کھڑے رہے لوگوں نے اپنی نماز دو رکعت پوری کی تھی پھر وہ ہٹ گئے تھے وہ دشمن کے مقابل صف بستہ ہوگئے تھے اور دوسرا گروہ آیا تھا آپ نے ان کو ایک رکعت پڑھائی جو باقی رہ گئی تھی آپ کی نماز میں سے پھر آپ بیٹھے رہے ان لوگوں نے اپنی نماز پوری کرلی تو پھر حضور ﷺ نے سلام پھیر دیا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن یحییٰ سے۔ (کتاب صلوٰۃ المسافرین۔۳۱۰)

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے قتیبہ سے، اس نے مالک سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ باب غزوۃ ذات الرقاع)

کیفیت صلوٰۃ الخوف .... (۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو بن محمد بن یحییٰ نے اور محمد بن نصر نے اور احمد بن نصر بن عبدالواہاب نے اور کثیر بن سفیان نے اور عمران بن موسیٰ نے، وہ سب کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن مغازی بن معاذ عنبری نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے، ان کو شعبہ نے، ان کو عبدالرحمٰن بن قاسم نے اپنے والد سے، اس نے صالح بن خورت سے، اس نے سہل بن ابی خثمہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی خوف میں، آپ نے اپنے پیچھے دو صفیں بنوائیں۔ آپ نے ان لوگوں کو ایک رکعت پڑھائی جو آپ کے قریب کھڑے تھے پھر آپ کھڑے ہوگئے تھے اور مسلسل کھڑے رہے یہاں تک کہ ان لوگوں نے جو ان لوگوں سے جو پیچھے تھے ایک رکعت اور پڑھ لی۔ پھر پیچھے والے آگے بڑھ گئے اور آگے والے پیچھے ہوگئے، اب حضور ﷺ نے ان کو ایک رکعت پڑھائی پھر آپ بیٹھ رہے یہاں تک کہ جو پیچھے ہوگئے تھے انہوں نے ایک رکعت اکیلے پڑھ لی پھر آپ نے سلام پھیر دیا۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن معاذ سے۔ (کتاب صلوٰۃ المسافرین۔ باب صلوٰۃ الخوف)

اور بخاری نے روایت کیا ہے حدیث یحییٰ بن قطان سے۔ (کتاب المغازی۔ باب غزوۃ ذات الرقاع)

اس نے شعبہ سے مختصراً طور پر اور اس روایت میں جو بخاری نے ذکر کی ہے یہ ہے کہ لیث بن سعد نے روایت کی ہے۔ ہشام سے، اس نے زید بن اسلم سے یہ کہ قاسم بن محمد نے اس کو حدیث بیان کی ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ نماز پڑھائی تھی رسول اللہ ﷺ نے غزوہ انمار میں۔

(۷) تحقیق ہم نے روایت کی ہے واقدی سے، اس آدمی کے قصے میں جس نے مدینے میں خبر دی تھی کہ انمار اور ثعلبہ تمہارے مقابلے کے لئے لشکر جمع کر چکے ہیں۔ لہٰذا احتمال ہے کہ یہ نماز جو آپ نے پڑھائی تھی یہ بھی اسی غزوہ میں ہو۔ سوائے اس کے نہیں کہ اس روایت میں جس کو ہم جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے خلاف ہے، دونوں نمازوں میں شاید یہ اختلاف حالت کی وجہ سے ہے دونوں میں۔ واللہ اعلم

حضرت عباد بن بشیر کی کیفیتِ نماز .... (۸) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو واقدی نے، ان کو عبداللہ بن عمر نے اپنے بھائی عبیداللہ بن عمر سے، اس نے قاسم بن محمد سے، اس نے صالح بن خورت سے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صلوٰۃ الخوف پڑھی تھی۔ حضور ﷺ قبلہ رُخ کھڑے ہوئے تھے، ایک جماعت حضور ﷺ کے پیچھے تھی اور دوسری جماعت دشمن کی طرف متوجہ تھی۔ حضور ﷺ نے اس جماعت کو ایک رکعت پڑھائی دو سجدے سمیت جو آپ کے پیچھے کھڑی تھی۔ اس کے بعد آپ نے اپنی جگہ پر جم کر کھڑے رہے تھے، ان لوگوں نے آپ کے پیچھے ایک رکعت پڑھی دو سجدوں کے ساتھ۔ پھر آپ نے سلام پھر دیا تھا۔ اتنے میں دوسری جماعت آ گئی تھی آپ نے ان کو بھی ایک رکعت دو سجدوں کے ساتھ پڑھائی تھی۔ جبکہ پہلی جماعت دشمن کی طرف منہ کئے ہوئے تھی۔ آپ نے جب ان کو ایک رکعت پڑھائی تو آپ دیر تک بیٹھے رہے تھے، یہاں تک کہ ان لوگوں نے اپنے لئے ایک رکعت دو سجدوں سمیت مکمل کر لی۔ پھر سب نے سلام پھیر دیا۔

حضور ﷺ نے اس قوم کے گھروں میں صرف عورتوں کو پایا تھا۔ آپ نے ان لوگوں کو قید کیا تھا۔ قیدیوں میں ایک لڑکی زیادہ خوبصورت تھی، اس کا شوہر اس کے ساتھ بہت محبت کرتا تھا۔ حضور ﷺ جب مدینہ کی طرف واپس لوٹنے لگے تو اس کے شوہر نے قسم کھائی تھی کہ وہ ضرور محمد (ﷺ) کو تلاش کر کے نقصان پہنچائے گا ورنہ اس وقت تک اپنی قوم کے پاس واپس نہیں آئے گا جب تک محمد (ﷺ) کو قتل نہ کر لے، یا اس بارے میں کوئی خون نہ بہا ڈالے، یا اپنی بیوی کو نہ چھڑا لائے۔

ان دن رسول اللہ ﷺ شام کے وقت محوِ سفر تھے ہوا تیز چل رہی تھی، وہ آدمی وادی میں سامنے اُترا۔ اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ آج رات کون ہماری حفاظت کرے گا۔ دو آدمی کھڑے ہو گئے عمار بن یاسر اور عباد بن بشر، دونوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم کریں گے آپ کی حفاظت۔ ہوا اتنی تیز تھی کہ رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ مگر دو آدمی گھاٹی کے منہ پر بیٹھ گئے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ کونسی رات تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہے؟ اول یا آخر؟ یعنی رات کا کونسا حصہ تمہاری طرف سے ڈیوٹی کروں اول یا آخر تم سو جاؤ۔ کہتے ہیں کہ اس نے کہا کہ اول حصہ تم ڈیوٹی کرو، چنانچہ عمار بن یاسر سو گئے اور عباد نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔

اللہ کا دشمن آیا وہ دیکھتا جاتا تھا کہ جاگ تو نہیں رہے، فرصت اور غفلت کے وقت کی تلاش میں تھا۔ ہوا بھی رک گئی تھی۔ اس کو جب قریب سے کوئی کھڑا ہوا ہیولی نظر آیا تو اس نے سوچا کہ یہ قوم کا سردار ہو گا۔ اس نے تیر مار دیا، وہ انہیں لگ گیا مگر انہوں نے اس کو کھینچ لیا۔ پھر اس نے دوسرا تیر مارا پھر عباد نے نکال دیا پھر اس نے تیسرا تیر مارا اس کے ساتھ وہ بیٹھ گئے۔ جب خون ان پر غالب آ گیا تو انہوں نے رکوع کیا اور سجدہ کر لیا پھر انہوں نے اپنے ساتھی سے کہا اُٹھ کر بیٹھئے دشمن آ گیا ہے۔ عمار بن یاسر اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ اس اعرابی دشمن نے جب دیکھا کہ عمار اُٹھ گئے ہیں وہ سمجھ گیا کہ یہ لوگ حضور ﷺ کی حفاظت کر رہے ہیں۔ لہٰذا وہ بھاگ گیا۔

اب عمار نے پوچھا کہ اے میرے بھائی! آپ مجھے اس وقت اُٹھا دیتے جب اس نے آپ کو پہلا تیر مارا تھا جب کیوں نہ اُٹھایا؟ عبار نے بتایا کہ میں سورۃ الکہف پڑھ رہا تھا۔ میں نے اس کو بیچ میں چھوڑ نا پسند نہیں کیا، اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں ڈر رہا تھا کہ حضور نے جو مقصد میرے لئے لگایا وہ ضائع ہو جائے گا یعنی حضور کی حفاظت والا تو میں نماز سے نہ ہٹتا خواہ میری جان بھی چلی جاتی۔ کہتے ہیں اس انصاری کو عمارہ بن حزم کہتے ہیں۔

واقدی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اس میں زیادہ ثابت اور یقینی بات یہی ہے کہ عباد بن بشر تھے۔ جابر کہتے ہیں کہ ہم کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس تھے۔ اچانک ایک آدمی حضور ﷺ کے اصحاب میں سے کسی پرندے کا بچہ اُٹھالایا۔ حضور ﷺ اس کی طرف دیکھ رہے تھے، حتیٰ کہ بچے کے ماں باپ دونوں یا دونوں میں سے ایک آئے اس نے اپنے آپ کو اس شخص کے ہاتھ میں پھینک دیا جس نے اس کا بچہ اُٹھایا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ لوگ یہ منظر دیکھ کر حیران تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، کیا تم اس پرندے سے حیران ہو کہ تم نے اس کا بچہ پکڑ لیا ہے۔ اس نے از راہ شفقت اپنے آپ کو اپنے بچے کے لئے پھینک دیا ہے اور اللہ تعالیٰ جو تمہارا ربّ ہے وہ تمہارے ساتھ اس سے زیادہ رحیم ہے جس قدر یہ پرندہ اپنے بچے کے لئے شفیق ہے۔

اور تحقیق ذکر کیا ہے محمد بن اسحاق نے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۶۲-۱۶۳)

قصہ اس آدمی کا صدقہ بن بسار سے، اس نے عقیل بن جابر سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نکلے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ ذات الرقاع میں، ایک مشرک آدمی کی عورت کو قیدی بنا کر لے آئے۔ جب واپسی کے لئے لوٹے، راوی نے مذکورہ قصہ ذکر کیا ہے سوائے اس کے کہ اس نے دو آدمیوں کا نام نہیں لیا جو آپ ﷺ کی حفاظت کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ تحقیق اس کا ذکر کتاب السنن میں گزر چکا ہے۔ (السنن الکبریٰ۔ کتاب السیر ۹/۱۵۰)

(۹) ہمیں خبر دی ابوسعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو محمد احمد بن عبداللہ مزنی نے، ان کو خبر دی علی بن محمد بن عیسیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے شعیب نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی سالم بن عبداللہ نے عبداللہ بن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کیا تھا نجد کی طرف۔ ہم لوگ دشمن کے مقابل آگئے۔ لہٰذا ہم نے ان کے مقابلے میں صفیں بنالیں۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی پھر ہمارے لئے کھڑے ہوگئے۔ لہٰذا ایک جماعت ہم میں سے حضور کے ساتھ کھڑی ہوگئی اور دوسری جماعت دشمن کے مقابلے کے لئے کھڑی ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے ساتھ ایک رکعت پڑھائی اور دو سجدے جو آپ کے ساتھ تھے کئے۔ پھر وہ لوگ ہٹ گئے، اس جماعت کی جگہ پر جنہوں نے نماز نہیں پڑھی تھی وہ جماعت آگے آگئی جنہوں نے نماز نہیں پڑھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور دو سجدے کئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا اور مسلمانوں میں سے ہر مرد کھڑا ہو گیا اس نے اپنے لئے ایک ایک رکعت پڑھی دو سجدے کئے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالیمان سے۔ (فتح الباری ۷/۴۲۲)

اور بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث معمر سے، اس نے زہری سے۔ (فتح الباری ۷/۴۲۲۔ مسلم باب صلوٰۃ الخوف۔ حدیث ۳۰۵ ص ۵۷۴)

☆☆☆

باب ۶۰

جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کے اُونٹ کے بارے میں آپ کے غزوات میں جن معجزات وبرکات کا ظہور ہوا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوبکر محمد بن احمد بالومیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن ہارون نے، ان کو محمد بن مثنیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالوہاب نے، ان کو عبیداللہ بن عمر نے وہب بن کیسان سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں گیا میرے اُونٹ نے مجھے دیر کرادی اور وہ تھک گیا۔

رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے، اے جابر! میں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا؟ میں نے کہا کہ میرے اُونٹ نے مجھے دیر کرادی ہے، یہ تھک گیا ہے اور پیچھے رہ گیا ہے۔ حضور ﷺ نے اپنی کھونٹی سے اسے گھونسہ مارا اس کے بعد فرمایا کہ تم اس پر سوار ہ جاؤ۔ میں سوار ہو گیا میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ اب اس کو روک رہا ہوں کہ کہیں وہ رسول اللہ ﷺ سے ہی آگے نہ ہو جائے۔ حضور ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے شادی کر لی ہے؟ میں نے کہا کہ جی ہاں کر لی ہے۔ حضور نے پوچھا کہ کیا کنواری سے کی ہے یا غیر کنواری سے؟ میں نے بتایا کہ غیر کنواری سے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے کم عمر لڑکی سے کیوں نہیں کی تم اس سے کھیلتے وہ تم سے کھیلتی (یعنی باہم زیادہ محبت پیار کرتے)۔

میں نے عرض کی میری کئی کئی بہنیں ہیں میں نے یہ پسند کیا کہ میں بڑی عورت کے ساتھ شادی کروں جوان کی دیکھ بھال کرے، ان کی کنگھی وغیرہ کرے اور ان کی ذمہ داری نبھائے۔ آپ نے فرمایا کیا آپ نہ جائیں گے گھروں میں جب جائیں تو مطلب یہ بھی ہے کہ کیا اب سردار یا ذمہ دار بھی ہیں تو آپ ذمہ داری لیتے ہیں تو اس کے لئے عقل مندی بھی چاہئے۔ پھر آپ نے فرمایا کیا آپ اپنا یہ اُونٹ بیچو گے؟ میں نے عرض کی کہ جی ہاں۔ حضور ﷺ نے اس کو مجھ سے ایک اوقیہ کے بدلے خرید کر لیا۔ پھر حضور مجھ سے پہلے آگئے اور میں صبح پہنچا۔

میں مسجد میں آیا تو میں نے حضور ﷺ کو مسجد کے دروازے پر پایا۔ آپ نے فرمایا ابھی آرہے ہو؟ میں نے کہا کہ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ چھوڑ دیجئے اپنے اُونٹ کو اور مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت پڑھ لیجئے۔ کہتے ہیں کہ میں داخل ہوا اور میں نے دو رکعت پڑھ لیں۔ آپ نے بلال سے کہا کہ میرے لئے ایک اوقیہ تول دے۔ بلال نے میرے لئے وزن کیا اور ترازو کو جھکا دیا۔ کہتے ہیں کہ میں چلا گیا جب میں لوٹ کر آیا تو آپ نے فرمایا کہ جابر کو میرے پاس بلاؤ، میں حاضر ہوا تو میں نے کہا کیا اب مجھ پر اُونٹ واپس کیا جائے گا حالانکہ آپ سے بڑھ کر کوئی شئ مجھے پسند نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ اپنا اُونٹ لے لیں اور اس کی قیمت بھی تیری ہے، یعنی اس کی قیمت دی ہوئی واپس نہیں لیں گے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں بندر سے، اس نے عبدالوہاب ثقفی سے۔ (کتاب البیوع۔ فتح الباری ۴/۳۲۰)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن مثنیٰ سے۔ (مسلم۔ کتاب الرضاع۔ حدیث ۵۷ ص ۱۰۸۹)

کنواری لڑکی سے شادی کی ترغیب .... (۲) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ سے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی وہب بن کیسان نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ غزوہ ذات الرقاع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے، مقام نخل میں جب لوگ واپس لوٹے تو میں اپنے

اُونٹ پر سوار تھا۔ اس نے مجھے دیر کرادی، میرے ساتھی آگے نکل گئے تھے۔ حضور جو پیچھے آرہے تھے آپ نے مجھے پالیا، پوچھا تجھے کیا ہوا اے جابر؟ میں نے بتایا یا رسول اللہ میرے اس اُونٹ نے دیر کرادی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو بٹھاؤ۔ میں نے اس کو بٹھا دیا، حضور ﷺ نے اپنی سواری بٹھادی اور فرمایا کہ اپنا یہ عصا مجھے دے دو جو تمہارے ہاتھ میں ہے۔ میں نے وہ حضور ﷺ کے ہاتھ میں دے دیا۔ میں نے درخت سے دوسری چھڑی کاٹ کر دے دی۔ حضور ﷺ نے اس کو دو چابک مارے، اس چابک کے ساتھ پھر فرمایا کہ اب تم اس پر سوار ہو جاؤ اے جابر! میں سوار ہو گیا۔ اللہ کی قسم جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا ہے وہ تو حضور کی اُونٹنی سے بھی آگے نکلنے لگا۔ میں نے حضور ﷺ کے ساتھ باتیں کیں۔

آپ نے فرمایا کیا آپ اپنا اُونٹ مجھے بیچو گے اے جابر؟ میں نے کہا بلکہ میں آپ کو ہبہ اور ہدیہ کرتا ہوں یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تم میرے پاس فروخت کردو۔ میں نے کہا ٹھیک ہے اگر آپ چاہیں تو یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ کتنے میں بیچو گے۔ میں نے کہا آپ ہی اس کی قیمت بتائیے۔ آپ نے فرمایا میں اس کو لے رہا ہوں ایک درہم کے بدلے میں۔ میں نے کہا نہیں اللہ کی قسم یا رسول اللہ، پھر آپ تھوڑی قیمت بڑھاتے گئے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک اوقیہ۔ میں نے کہا میں راضی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے یہ آپ کو مل جائے گی قیمت۔

پھر فرمایا کہ کیا تم نے شادی کر لی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا کیا کنواری یا شادی شدہ سے؟ میں نے بتایا کہ غیر کنواری سے۔ آپ نے فرمایا کنواری لڑکی سے کیوں نہ کی، وہ تم سے کھیلتی تم اس سے کھیلتے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ میرے والد قتل ہو گئے تھے اُحد والے دن۔ وہ سات بیٹیاں چھوڑ گئے تھے میں نے بڑی عورت سے شادی اس لئے کی ہے کہ وہ ان کے کپڑے دھوئے، ان کے سر سنوارے، ان کی دیکھ بھال کرے۔ آپ نے فرمایا تم نے اچھا کیا اور درست کیا ہے۔ بہر حال اگر ہم مقام حرار پر آئے تو ہم وہاں پر ایک دن ٹھہریں گے اور وہاں پر اُونٹ ذبح کریں گے۔ اگر وہ سُن لے گی ہم لوگوں کے بارے میں تو وہ اپنے تکیے جھاڑ پھونک کر رکھ لے گی۔ میں نے کہا، اللہ کی قسم ہمارے پاس تو تکیے نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ عنقریب وہ بھی بن جائیں گے۔ اس کے بعد راوی نے بقیہ حدیث ذکر کی ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۶۰۔۱۶۱)

باب ۶۱

غزوۂ بدر اخرہ[۱]

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد عبداللہ بن عتاب نے عبدی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو اسماعیل بن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے دادا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن منذر نے، ان کو حدیث بیان کی محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے۔ یہ الفاظ ہیں حدیث اسماعیل کے ان کے چچا موسیٰ سے، وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو نکالا بدر میں ابوسفیان کے وعدے کے لئے۔ حضور ﷺ جو کہ اہل صدق واہل وفا تھے (سچے تھے، وعدہ پورا کرتے تھے)۔ شیطان اپنے دوستوں کو لوگوں سے اُٹھایا وہ لوگوں میں چلے پھرے اور ان کو ڈرایا۔

---

[۱] دیکھئے طبقات ابن سعد ۲/۵۹۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۶۳۔ انساب الاشرف ۱/۱۶۳۔ تاریخ طبری ۲/۵۵۹۔ ابن حزم ۱۸۴۔ عیون الاثر ۲/۸۴۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۸۷۔ سیرۃ حلبیہ ۲/۳۶۰۔ سیرۃ الشامیہ ۴/۴۷۸۔

انہوں نے کہا کہ ہیں خبر ملی ہے کہ تمہارے مخالفوں نے تمہارے مقابلے کے لئے رات کی مثل لوگوں کو جمع کرلیا ہے جو کہ توقع کرتے ہیں کہ وہ تمہارے اُوپر پہنچ کر تمہارے اُوپر ٹوٹ پڑیں گے۔ لہٰذا تم لوگ بچو کہ وہ صبح کو تمہارے اُوپر آن کھڑے ہوں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو شیطان کی تخوین اور ڈراوے سے محفوظ رکھا۔ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی بات مانی اور وہ اپنی مختصر سی پونجی کے ساتھ نکلے۔

انہوں نے کہا کہ اگر ہم ابوسفیان سے ٹکرائے تو وہ وہی ہے ہم جس کے مقابلے کے واسطے نکلے ہیں اور ہم اس سے نہ مل سکے تو ہم اپنا سامان فروخت کریں گے۔ کیونکہ مقام بدر تجارت کی جگہ تھی جس میں ہر سال لوگ آتے تھے۔ مسلمان روانہ ہوئے یہاں تک کہ وہ بدر کے موسم اور اس کے وقت پر آ گئے۔ انہوں نے اس سے اپنی حاجت پوری کرلی یعنی خرید و فروخت کی۔

ادھر ابوسفیان نے وعدہ کی خلاف ورزی کی، مکے سے نہ وہ خود روانہ ہوا نہ ہی اس کے اصحاب واحباب نکلے۔ اس دوران بنو ضمرہ کا ایک آدمی آیا اس کے اور مسلمانوں کے درمیان دوستی کا معاہدہ تھا۔ اس نے کہا اللہ کی قسم ہم لوگ تو یہ خبر دیئے گئے تھے کہ تم لوگوں میں سے کوئی باقی نہیں رہا، تم لوگوں کو کونسی چیز نے اس موسم پر آنے کے لئے تیار کیا ہے؟ رسول اللہ نے فرمایا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ قریش میں سے ہمارے دشمن یہاں پہنچیں۔ ابوسفیان اور اس کے احباب کا چیلنج اور وعدہ ہمیں یہاں لے آیا ہے اور ان کے ساتھ قتال کا عزم ہے۔ اس کے باوجود اگر تم چاہو تو ہم تمہارے ساتھ کیا ہوا دوستی کو معاہدہ تیری طرف اور تیری قوم کی طرف پھینک دیتے ہیں (یعنی معاہدہ ختم کئے دیتے ہیں)۔ اور ہم اپنی اس منزل سے ہٹنے سے قبل تمہارے ساتھ تلوار بازی کرلیتے ہیں۔ مگر اس ضمیری آدمی نے کہا کہ اللہ کی پناہ بلکہ ہم لوگ اپنے ہاتھوں کو تم لوگوں سے روک کر رکھیں گے اور تمہارے ساتھ کئے ہوئے دوستی کے معاہدے پر مضبوطی سے قائم رہیں گے۔

اہل مغازی نے گمان کیا ہے کہ ان لوگوں کے پاس ابن حُمام کا گزر ہوا اس نے پوچھا کہ یہ بدر میں آئے ہوئے کون لوگ ہیں؟ اس کو بتایا گیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں اور ان کے اصحاب ہیں۔ یہ لوگ یہاں پر ابوسفیان کا اور ان کے ساتھی جو قریش ہیں ان کا انتظار کررہے ہیں۔ چنانچہ وہ ابن حُمام رجز پڑھتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔ اس کے اشعار یہ تھے۔

تهوى على دين ابيها الاتلد   اذ نفرت من رفقتي محمد
وعجوة موضوعة كالجلمد   اذ جعك ماء قديد موعد
وصبحت مياهها ضحى الغد

کہتے ہیں کہ وہ ابن الحمام قریش کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ محمد (ﷺ) اور اس کے اصحاب تمہارے وعدے کی جگہ تمہارا انتظار کررہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ سچ کہتا ہے۔ لہٰذا قریش جمع ہوئے اور مال جمع کئے جو خوشی سے تیار ہوا اس کو انہوں نے مضبوط کیا اور ایک ایک اوقیہ (چاندی سے) کم مال کسی سے قبول نہ کیا۔ پھر وہ تیاری کرکے چل پڑے بدر میں مقابلے کے لئے، حتیٰ کہ یہ لوگ مقام مجنہؑ عفان میں پہنچ کر ٹھہر گئے جس قدر اللہ نے چاہا کہ وہ وہاں مقیم رہے۔ اس کے بعد ابوسفیان نے ان کے ساتھیوں نے باہم مشورہ کیا (کہ پہلے بھی ہمارے بڑے بڑے سردار بدر میں مارے گئے تھے کہیں باقی لوگوں کو بھی وہاں لے جا کر مروانہ دیں)۔ ابوسفیان نے کہا کہ اس مقصد کے لئے یہ وقت مناسب نہیں ہے بلکہ ایسا سال ہونا چاہئے جو خوشحالی کا سال ہو۔ یہ سال خشک سالی کا سال ہے۔ اس سال میں تم لوگ اُونٹوں کو کیکر کھلاؤ اور خوب دودھ پیئو (اپنے آپ کو خطرے میں نہ ڈالو)۔ اس کے بعد وہ مکے کی طرف واپس لوٹ گئے۔

ادھر رسول اللہ ﷺ مدینے کی طرف لوٹ گئے۔ اللہ کی طرف سے نعمت اور فضل کے ساتھ۔ یہ غزوہ غزوہ جیش سویق کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہ واقعہ شعبان ۳ھ میں پیش آیا تھا۔ (الدرر لابن عبدالبر ص ۱۶۸۔ البدایۃ والنہایۃ ۸۹/۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہیں حدیث بیان کی محمد بن عمرو نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالاسود نے عروہ سے ، وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو نکالا تھا ابوسفیان کے وعدے کی جگہ بدر میں ۔لہٰذا شیطان نے اپنے دوستوں کو لوگوں میں اُکسایا۔

پھر راوی نے حدیث ذکر کی حدیث موسیٰ بن عقبہ کے مفہوم کے ساتھ مگر اس نے یہ بھی کہا ہے کہ اس بات کو معید بن ابومعید خزاعی نے سُنا وہ شاعر آدمی تھا اس نے مکے کا قصد کیا۔ اس نے اس سفر کے دوران شعر کہے۔ راوی نے ان اشعار کا مفہوم بھی ذکر کیا ہے۔ کچھ لوگوں کا گمان ہے کہ اس کا کہنے والا اُحمام ہے۔

جب خزاعی مکے میں آیا تو لوگوں نے اس سے موسم بدر کے بارے میں خبر پوچھی ، اس نے ان کو خبر دی اور محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کی حالت کے بارے میں تفصیل ان کو بتائی اور ان کو بتایا کہ وہ لوگ بدر میں پہنچ چکے ہیں اور ضمری کا مسلمانوں کے ساتھ مذاکرہ بھی اس نے ذکر کیا ان کو۔ اس بات نے ان کو تشویش میں مبتلا کر دیا ، چنانچہ وہ لوگ جماعت اکھٹی کرنے اور خرچہ جمع کرنے میں لگ گئے ۔ اس نے حدیث ذکر کی ہے مگر تاریخ ذکر نہیں کی ۔

رسول اللہ کا ایفائے عہد کے لئے خروج کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، ان کو احمد بن عبدالجبار نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے ، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ ذات الرقاع سے واپس آئے تو آپ بقیہ ایام جمادی اولیٰ اور جمادی الآخرہ اور رجب کا مہینہ ٹھہرے رہے اس کے بعد شعبان میں آپ بدر کی طرف منتقل ہو گئے ابوسفیان کی بتائی ہوئی میعاد پر آپ بدر میں جا اُترے اور آپ وہاں پر آٹھ راتیں ٹھہرے رہے اور ابوسفیان کا انتظار کرتے رہے۔ ادھر سے ابوسفیان بھی مکے سے نکل آیا اور ظہران کے کونے آکر اُترا۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ مقام عسفان تک پہنچ گیا اس کے بعد ان کا ارادہ بدل گیا ، واپس ہونے کا ارادہ ہو گیا۔ اس نے کہا اے قریش کی جماعت ! اس کام کے لئے یہ وقت اور یہ سال مناسب نہیں ہے ، یہ تو قحط اور خشک سالی کا سال ہے۔ اس مقصد کے لئے تو خوشحالی کا سال بہتر ہو گا جس میں تم درختوں کو چراؤ اور اس میں خوب دودھ پیو۔ میں واپس جا تا ہوں تم لوگ بھی واپس چلو۔ لہٰذا لوگ واپس لوٹ گئے ۔ اہل مکہ نے ان لوگوں کا نام جیش سویق رکھا تھا۔ کہتے ہیں کہ تم اس حال میں نکلے تھے کہ ستو پی رہے تھے۔ کہتے ہیں کہ ٹھہرے رہے تھے رسول اللہ ﷺ ابوسفیان کا انتظار کرتے رہے اور اس کے وعدے کا۔

چنانچہ آپ ﷺ کے پاس مخشی بن عمرو ضمری آیا وہ وہ شخص تھا جس نے حضور کے ساتھ معاہدہ کیا تھا بنی ضمرہ کے خلاف غزوۂ ودان میں ، اس نے کہا اے محمد ﷺ آپ آئے ہو قریش کے لئے اس پانی کے مقام پر؟ آپ نے فرمایا کہ جی ہاں اے بن ضمرہ کے بھائی ، اگر تو چاہے تو ہم اس کے باوجود ہم تیری طرف واپس کر دیتے ہیں وہ معاہدہ جو ہمارے اور تیرے درمیان ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم اے محمد ﷺ ہم لوگوں کو تجھ سے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ حضور وہاں ٹھہرے اور انتظار کرتے رہے ابوسفیان کا۔

چنانچہ حضور ﷺ کے ساتھ معید بن معید خزاعی گزرا ، اس نے کہا اور تحقیق وہ دیکھ چکا تھا رسول اللہ ﷺ کا مقام اور آپ کی اُونٹنی جلدی کر رہی تھی جھک رہی تھی آپ کے ساتھ۔

قَدْ تَفَرَتْ مَنْ رُفْقَتَى مُحَمَّدِ

وعجوة من يثرب كالعنجد تهوى على دين ابيه ميعاد

قد جعلت ماء قديد موعدى وماء ضجنان لها ضحى الغد

محمد ﷺ کی اونٹنی ان کے ساتھیوں سے آگے آگے ہے۔ حالانکہ مدینے کی عجوہ کھجوریں، سیاہ کشمش کی طرح ہیں، وہ جلدی کررہی ہیں اپنے باپ کی قدیم عادت پر قیام قدیہ کا پانی وعدہ گاہ قرار دیا گیا تھا اور ان کے پہاڑی ضجنان کا پانی اس کے لئے برآنا ہو چکا ہے۔

پھر راوی نے اشعار بیان کئے ابن رواح کے اور حسان کے، ابوسفیان کے وعدہ خلافی کرنے اور پھر وعدہ گاہ بر نہ آنے کے بارے میں۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ واپس مدینہ لوٹ گئے، وہاں جا کر آپ کئی ماہ تک ٹھہرے رہے حتیٰ کہ ذی الحجہ گزر گیا۔ اور اس حج میں مشرکین والی رہے۔ سنہ ۴ھ میں رسول اللہ ﷺ کے مدینہ آمد سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۱۶۳-۱۶۸۔ تاریخ ابن کثیر ۴/ ۸۷-۸۸)

اور واقدی نے گمان کیا ہے کہ حضور ﷺ اس غزوہ میں بدر کی طرف پہنچے تھے ذیقعدہ کے چاند میں پینتالیس ماہ پورے ہونے پر۔ حضور اس غزوہ میں پندرہ سو صحابہ میں نکلے تھے۔ اور موسیٰ بن عقبہ کا قول یہ ہے کہ غزوہ شعبان میں ہوا تھا۔ یہ زیادہ صحیح ہے۔ واللہ اعلم

باب ۶۲

غزوۂ دومۃ الجندل اوّل [۱]

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحاق سے، انہوں نے کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے دومۃ الجندل کے جہاد کے لئے گئے پھر واپس لوٹ آئے وہاں تک پہنچنے سے قبل اور جنگ کی نوبت نہ آئی۔ پھر آپ ﷺ بقیہ سال کا حصہ مدینے میں مقیم رہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۶۸)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے، ان کو ابوالحسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو واقدی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن ابوسبرہ نے عبداللہ بن ابولبید سے، اس نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے، واقدی کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالرحمن بن عبدالعزیز نے، ان کو عبداللہ بن ابوبکر نے، ان دونوں نے ہمیں حدیث بیان کی یہی حدیث دونوں میں سے ایک دوسرے پر اضافہ کرتا ہے اور ان دونوں نے بھی مجھے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارادہ کیا ادنیٰ شام کے قریب ہونے کی طرف۔ اور آپ کو بتایا گیا کہ یہ کنارہ ہے شام کے منہ میں۔ اگر آپ اس کے قریب ہو گئے تو یہ بات قیصر روم کو خوف زدہ کر دے گی۔

اور آپ سے ذکر کیا گیا کہ دومۃ الجندل کی بڑی کثیر جمعیت موجود ہے۔ وہ لوگ اس پر ظلم کرتے ہیں جو ان کے پاس سے گزرتا ہے، سامان ایک سے دوسرے شہر منتقل کرنے کا ذریعہ ہے، وہاں پر عظیم مارکیٹ بھی ہے۔ وہ لوگ مدینے کے قریب ہونا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں اعلان کیا اور بلایا۔ لہٰذا حضور ایک ہزار مسلمانوں کے ساتھ نکلے۔ آپ رات کو سفر کرتے اور دن میں چھپ جاتے تھے۔ حضور ﷺ کے ساتھ ایک رہبر تھا بنوعذرہ میں سے، اس کو کہا جاتا تھا مذکور، رہنما، خزیت۔ رسول اللہ علی الصبح سفر کو نکلتے تھے اور ان کے راستے سے ہٹ گئے تھے۔ جب حضور ﷺ دومۃ الجندل کے قریب پہنچے ان کے رہبر نے ان کو خبر دی کہ بنوتمیم کے مویشی چر رہے ہیں۔ حضور چلے حتیٰ کہ اور ان کے چرواہوں اور مویشیوں پر اچانک ہلہ بول دیا، جو پکڑے گئے پکڑے گئے اور جو بھاگ گئے بھاگ گئے ہر طرف سے۔

---

[۱] دیکھئے طبقات ابن سعد ۲/ ۶۲۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۱۶۸۔ انساب الاشراف ۱/ ۱۶۴۔ تاریخ طبری ۲/ ۵۶۴۔ مغازی للواقدی ۱/ ۴۰۲۔ ابن حزم ص ۱۸۴۔ عیون الاثر ۲/ ۷۵۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۹۲۔ النویری ۱۷/ ۱۶۲۔ سیرۃ حلبیہ ۲/ ۳۶۲۔ سیرۃ الشامیہ ۴/ ۴۸۴۔

www.ahlehaq.org

اتنے میں یہ خبر اہل دومۃ الجندل تک پہنچ گئی اور وہ وہاں سے تتر بتر ہو گئے۔ حضور ﷺ جا کران کے میدان اور صحن میں جا اُترے مگر وہاں پر کوئی بھی نہیں تھا۔ آپ وہاں پر کئی دن ٹھہرے اور آپ نے ادھر اُدھر وفد بھی دوڑائے، پھر واپس لوٹ آئے۔ حضرت محمد بن سلمہ ان میں سے ایک آدمی کو پکڑ کر لے آئے۔ حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا۔ حضور ﷺ نے اس سے دیگر ساتھیوں کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ کل شام سے فرار ہو گئے ہیں۔ حضور ﷺ نے اس پر اسلام پیش کیا وہ مسلمان ہو گیا اور حضور ﷺ مدینہ واپس لوٹ آئے۔

(المغازی للواقدی ۱/۴۰۳۔۴۰۴۔البدایۃ والنہایۃ ۴/۹۲)

باب ۶۳

غزوہ خندق [1]۔ یہی غزوۂ احزاب ہے
باب، تاریخ، غزوۂ خندق

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن فضل شعرانی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن عتاب نے، ان کو حدیث بیان کی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو ابن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے رسول اللہ مغازی کے بارے میں۔ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے قتال کیا تھا بدر والے دن رمضان ۲ھ میں۔ پھر آپ نے قتال کیا تھا اُحد والے دن شوال ۳ھ میں، پھر آپ نے قتال کیا تھا خندق والے دن، وہی یوم احزاب ہے اور وہی قریظہ ہے۔ یہ شوال ۴ھ میں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعلاثہ نے، ان کو ان کے والد ابن لہیعہ نے، ان کو ابوالاسود نے عروہ سے، اس نے ذکر کیا مذکور کی مثل دونوں نے کہا ہے قصہ خندق کے بارے میں کہ وہ جنگ اُحد کے دو سال بعد ہوا تھا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوصالح نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی لیث نے، ان کو عقیل نے ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ پھر واقعہ اُحد ہوا تھا ایک سال کے پورے ہونے پر واقعہ بدر سے۔ پھر واقعہ احزاب ہوا تھا۔ یہ واقعہ اُحد کے دو سال بعد ہوا تھا۔ یہ وہ دن تھا جب رسول اللہ ﷺ مدینے کی جانب خندق کھودی تھی اور مشرکین کا سردار ان دنوں ابوسفیان بن حرب تھا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ بنوقریظہ کی طرف روانہ ہوئے تھے اور جا کران کا محاصرہ کیا تھا، حتیٰ کہ وہ اُتر آئے تھے سعد بن معاذ کے کہنے پر۔

---

[1] دیکھئے طبقات ابن سعد ۲/۶۵۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۶۸۔ انساب الاشراف ۱/۱۶۵۔ تاریخ طبری ۲/۵۶۴۔ صحیح بخاری ۵/۱۰۷۔ مسلم بشرح النووی ۱۲/۱۴۵۔ ابن حزم ص ۱۸۴۔ عیون الاثر ۲/۷۶۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۲۹۔ النویری ۱۷/۱۶۶۔ سیرۃ حلبیہ ۲/۴۰۱۔ سیرۃ الشامیہ ۴/۵۱۲۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن خلیل بغدادی نے نیشاپور میں، ان کو حسین بن محمد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شیبان نے قتادہ سے رسول اللہ ﷺ کے مغازی میں، وہ کہتے ہیں کہ جنگ بدر رمضان میں ہوئی تھی حضور ﷺ کی ہجرت کے اٹھارہ ماہ بعد۔ اور جنگ اُحد اس سے اگلے سال شوال میں ہوئی تھی۔ فرمایا کہ جنگ احزاب جنگ اُحد کے دوسال بعد ہوئی تھی ہجرت کے چار سال بعد۔ اصحاب نبی اس دن ایک ہزار تھے ہمیں جو خبر پہنچی ہے اس کے مطابق۔ اور مشرکین چار ہزار تھے یا جو کچھ اللہ نے چاہا اس میں سے اور ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ آج کے دن کے بعد مشرکین تم سے ہرگز نہیں لڑ سکیں گے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ غزوۂ خندق شوال ۵ھ میں ہوا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۶۸)

(مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ فی الحقیقت ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یہ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر والے دن قتال کیا تھا مدینہ آمد کے ڈیڑھ سال بعد ماہ شوال میں۔ اس کے بعد آپ نے قتال کیا تھا خندق والے دن اُحد کے دوسال چار ماہ بعد مدینہ آمد کے بعد۔ لہٰذا جس نے چار سال بعد کہا ہے اس نے چار سال کے بعد کا ارادہ کیا ہے یعنی پانچویں سال تک پہنچنے سے قبل۔ اور جس نے کہا ہے پانچ سال، اس نے ارادہ کیا ہے کہ پانچویں سال میں داخل ہونے کے بعد یعنی وہ سال پورا ختم ہونے سے قبل۔ واللہ اعلم

بہر حال حدیث صحیح وہ ہے جس کی ہمیں خبر دی ہے ابومحمد بن ابوحامد مقری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن علی بن عفان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبید طنافسی نے عبیداللہ بن عمر سے، اس نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے سامنے جہاد میں قتال کرنے کے لئے پیش کیا گیا جبکہ میں چودہ سال کا تھا۔ حضور ﷺ نے مجھے اجازت نہیں دی تھی۔ پھر جب یوم خندق آیا تو میں پندرہ سال کا ہو چکا تھا پھر آپ نے مجھے اجازت دے دی تھی۔

نافع کہتے ہیں کہ میں عمر کے پاس آیا یعنی ابن عبدالعزیز کے پاس۔ عمر اس وقت خلیفہ تھے۔ میں نے اس کو یہ حدیث بیان کی، انہوں نے فرمایا کہ یہ حد ہے صغیر اور کبیر کے درمیان (چھوٹے اور بڑے کے درمیان)۔ لہٰذا انہوں نے اپنے عاملوں (گورنروں) کی طرف لکھ بھیجا کہ پندرہ سال والے کو الگ شمار کرو اور اس سے کم ہو اس کو عیال کے ساتھ لاحق رکھو۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث عبیداللہ بن عمر سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ ترمذی۔ کتاب الاحکام۔ حدیث ۱۳۶۱ ص ۳/۶۳۲۔۶۳۳)

توجیہات

(۶) احتمال ہے کہ حضرت ابن عمر چودہویں سال میں شروع ہو چکے ہوں گے اُحد والے دن۔ لہٰذا آپ نے ان کو اجازت نہ دی قتال میں جب آپ کے سامنے پیش کئے گئے۔ اور تحقیق خندق والے دن پندرہ سال پورے ہو چکے تھے اور اس زیادہ ہو چکے تھے۔ لہٰذا آپ نے اجازت دے دی جب آپ کے سامنے پیش کئے گئے مگر اس نے پندرہ کا عدد بیان کیا اس لئے کہ حکم کا تعلق اسی سے تھا سوائے اضافے کے اور بعض اہل علم اس صحیح روایت کے ظاہر کی طرف گئے ہیں اور قول موسیٰ بن عقبہ ظاہر پر محمول کیا گیا ہے اور یہ کہ ابوسفیان جب حضور ﷺ سے کئے ہوئے وعدہ کے لئے شعبان میں نکلا تھا تو واپس لوٹ گیا تھا۔ پھر قتل کی تیاری کر کے نکلا تھا شوال میں اُحد سے ایک سال کے پورے ہونے پر۔ یہ بات مخالف ہے جماعت کے قول کے بدر آخر اور خندق کے مابین مدت کے اندازے اور تخمینے کے بارے میں۔ نیز ہم قبل ازیں

موسیٰ بن عقبہ سے روایت کر چکے ہیں، نبی کریم ﷺ کے خروج کے بارے میں ابوسفیان کے وعدے کے لئے کہ وہ خروج شعبان ۳ھ میں تھا اور خندق شوال ۴ھ میں تھا۔ نیز ہم نے اس سے روایت کیا ہے قصہ خندق کے بارے میں کہ اس نے کہا ہے کہ ابوسفیان نکلا تھا دو سالوں کے آخر میں یعنی اُحد سے۔ اور تحقیق اس نے اُحد کے بارے میں کہا ہے کہ وہ شوال ۳ھ میں ہوا تھا۔ لہٰذا اس کا یہ قول بدر آخر کے بارے میں وہ نبی کریم نکلنا مراد ہوگا ابوسفیان کے وعدہ کے لئے ۳ھ میں یعنی بعد پورا ہوئے تین کے اور دخول چہارم اور ان کا قول خندق کے بارے میں ۴ھ میں یعنی بعد پورے ہوئے چار سال کے اور پانچویں میں داخل ہونے کے۔

یہ مذکورہ تحقیق ان لوگوں کے قول پر ہے جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ تاریخ کی ابتداء اور آغاز نبی کریم ﷺ کی مدینہ میں آمد سے ہوا ہے۔ حالانکہ بعض اہل تاریخ نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی مدینے میں آمد ماہ ربیع الاول میں ہوئی تھی۔ لہٰذا وہ اس سال کے بقیہ مہینوں کو شمار نہیں کرتے۔ بلکہ وہ تاریخ کا آغاز اس سے اگلے سال محرم سے کرتے ہیں۔ لہٰذا غزوہ بدر ۱ھ میں اور بدر ثانی ۳ھ اور غزوہ خندق ۴ھ میں ہوگا۔

غزوۂ بدر سے وفات رسول ﷺ تک مختصر جائزہ

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نحوی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو یوسف بن یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مدینے آئے تھے ماہ ربیع الاول میں اور موسم تک مدینے میں ٹھہرے رہے تھے اور غزوہ بدر ہوا تھا جمعہ کے دن سترہ راتیں گزرنے کی صبح ماہ رمضان میں۔ مدینے میں رسول اللہ ﷺ کی آمد کے سترہ ماہ کے سرے پر۔ اور یہ پہلا سال تھا جہاں سے تاریخ شمار ہوئی۔

اس کے بعد غزوہ اُحد ہوا ہفتے کے دن بارہ راتیں گزر چکی تھیں شوال ۲ھ دوسرے ماہ میں۔ اس کے بعد غزوہ بدر ثانی ہوا ماہ شعبان ۳ھ میں قریش کے وعدے پر۔ اس کے بعد غزوۂ خندوق ہوا ماہ شوال ۴ھ میں۔ اس کے بعد غزوہ بنی لحیان ہوا ۵ھ میں، اس سے مراد ہے غزوۂ بنو مصطلق۔ اس کے بعد غزوۂ حدیبیہ ہوا ماہ ذیقعدہ ۶ھ میں۔ اس کے بعد عمرۃ القضاء ہوا ماہ ذیقعدہ ۷ھ میں۔ اس کے بعد غزوۂ فتح مکہ ہوا ماہ رمضان ۸ھ میں۔ اور لوگوں کے لئے حج قائم کیا ۸ھ میں عتاب بن اُسید نے اور حج قائم کیا لوگوں کے لئے ۹ھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے۔ اور لوگوں کے لئے حج قائم کیا ۱۰ھ میں رسول اللہ ﷺ نے اور وہی حجۃ الوداع تھا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس لوٹ آئے تھے اور وہاں قیام فرمایا، بقیہ ایام ذوالحجہ کے اور ماہ محرم اور ماہ صفر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف قبض فرما لیا تھا ماہ ربیع الاول بروز پیر۔ ان پر اللہ کی بے شمار رحمتیں ہوں اور ان کی آل پر۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن نوفل نے، ان کو فضل بن محمد شعرانی نے، ان کو احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن داؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں غزوہ بنو مصطلق سے ڈیڑھ سال بعد ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ آمد کے بعد اور اُحد اس سے ایک سال بعد میں ہوا تھا اور غزوہ خندق ۴ھ اور بنو مصطلق ۵ھ میں، خیبر ۶ھ میں، حدیبیہ، خیبر والے سال میں۔ اور فتح مکہ ۸ھ اور غزوہ بنو قریظہ خندق والے سال میں۔

☆☆☆

باب ۶۴

غزوۂ خندق کا قصہ

مغازی[1] موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ سے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل بن محمد شعرانی نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے دادا نے، ان کو ابراہیم بن منذر رحزامی نے، یہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن عتاب عبدی سے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے، اس نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان اور قریش نکلے تھے اور مشرکین میں وہ لوگ بھی جنہوں نے ان کی اتباع کی تھی۔ ان کے ساتھ حُیی بن اخطب یہودی بھی تھے۔ ان لوگوں نے عُیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر سے امداد بھی طلب کی تھی بدر کے لئے، وہ ان لوگوں کو بھی لے آیا بنوغطفان میں سے جس جس نے ان کی بات مانی تھی اور بنوابوالحقیق، کنانہ بن ربیع بن ابوالحقیق۔ انہوں نے بنوغطفان میں خوب دوڑ دوڑ کر ان کو قتال پر اُکسایا اس شرط پر کہ خیبر کے باغات کا آدھا پھل ان کو دیا جائے گا۔

اہل مغازی نے گمان کیا ہے کہ حارث بن عوف بنومُرّہ کے بھائی نے کہا تھا عُیینہ بن بدر سے اور غطفان سے۔ اے میری قوم! میری بات مانو اور اس آدمی (محمد ﷺ) کے ساتھ قتال کرنا چھوڑ دو اور اس کے دشمن کے درمیان جو عرب میں سے ہیں علیحدہ کر دو یہ خود ایک دوسرے سے نمٹ لیں گے۔ لہٰذا شیطان ان پر غالب آ گیا اور لالچ نے ان کی گردنیں کاٹ دیں۔ عُیینہ بن بدر کے حکم کے تابع فرمان ہو گئے رسول اللہ ﷺ سے قتال پر، اور انہوں نے اپنے اپنے حلیفوں کو لکھا جو کہ بنواسد میں سے تھے۔ چنانچہ قبیلہ طلحہ والے ان لوگوں کے ساتھ مل کر آئے جن لوگوں نے بنواسد میں سے ان کی اتباع کی تھی، وہ دونوں قبیلے آپس میں دوست تھے اسد اور غطفان۔

ادھر قریش نے بنوسُلیم کے جوانوں کو لکھا جو کہ اشراف تھے، ان کے درمیان رشتہ داریاں تھیں۔ چنانچہ ابوالاعور بنوسُلیم ان لوگوں میں آیا جس جس نے اس کی اتباع کی تھی اور ابوالاعور ان میں سے تھا جس نے اس کی اتباع کی تھی بنوسُلیم میں اور عُیینہ بن بدر بھی ایک عظیم جماعت میں۔ یہی وہ لوگ تھے جن کو اللہ نے احزاب کا نام دیا ہے۔

جب نبی کریم ﷺ کو ان قبائل کے (مسلمانوں سے مقابلے کے لئے) نکلنے کی خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے خندق کھودنی شروع کر دی مسلمان بھی آپ کے ساتھ مل کر خندق کھودنے لگے۔ حضور ﷺ بذات خود بھی اس عمل میں مسلمانوں کے ساتھ شریک رہے۔ چنانچہ یہ کام انہوں نے جلدی کرتے ہوئے انتہائی عجلت میں کیا کیونکہ وہ یہ کام دشمن کے پہنچنے سے قبل کرنا چاہتے تھے۔ مسلمانوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اس عمل میں ان کے ساتھ لگے ہوئے ہیں تاکہ مسلمانوں کی ہمت بڑھے اور ان کی قوت مضبوط ہو، یہ کام انہوں نے اللہ کے حکم سے کیا۔ چنانچہ کچھ لوگ ایک دوسرے پر ہنسنے لگے جب وہ تھک کر رُک جاتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آج کوئی کسی سے غصہ نہ کرے کسی شئ کے بارے میں اگر کسی چیز کے بارے میں رجز سُنایا جائے جب تک کعب کا قول یا حسان کا قول، بے شک وہ دونوں اس سے قول کثیر پاتے ہیں۔ اور حضور ﷺ نے ان دونوں کو منع فرمایا کہ ایسا کوئی قول نہ کریں جس کے ساتھ وہ کسی کو نیچا دکھائیں۔

---

[1] الدرر لابن عبدالبر ص ۱۶۹-۱۷۷۔

صحابہ نے ذکر کیا کہ کھدائی کے دوران ان کے آگے ایک سخت چٹان آ گئی ہے لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی سے کدال لیا اور تین بار اس کو زور زور سے مارا اور وہ پتھر ضرب میں ٹوٹ گیا۔ صحابہ نے دعویٰ کیا کہ سلمان فارسی نے حضور ﷺ کی ہر ضرب پر ایک چمک دیکھی تھی، تینوں بار جو کہ تین سمت وہ چمک گئی تھی۔ ہر مرتبہ سلمان اپنی نظر اس چمک کے پیچھے لگاتے رہے۔ پھر سلمان نے اس بات کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا اور بتایا کہ میں نے اسے دیکھا بجلی کی چمک کی مثل پایا لہر کی طرح اس ضرب سے جو آپ نے ماری تھی، یا رسول اللہ! ایک روشنی مشرق کی طرف دوسری ملک شام کی طرف تیسری ملک یمن کی طرف گئی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، واقعی تم نے وہ دیکھی تھی اے سلمان؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں۔ تحقیق میں نے دیکھی تھی یا رسول اللہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان روشنیوں میں سے ایک روشنی میں میرے لئے کسریٰ کے شہر اور ان شہروں کے چھوٹے چھوٹے قصبے روشن کر دیئے گئے تھے، اور دوسری روشنی میں روم کا شہر اور شام اور تیسری روشنی میں یمن کا شہر اور اس کے محلات چمکا دیئے گئے۔ جو کچھ میں نے دیکھا نصرت اور مدد وہاں تک انشاء اللہ پہنچے گی۔ اور حضرت سلمان فارسی اس کو رسول اللہ سے نقل کیا کرتے تھے۔

راوی کہتے ہیں کہ سلمان فارسی قوی آدمی تھے جب رسول اللہ ﷺ نے ہر طرف سے خندق کھودنے کے لئے طے کر دیا تھا تو مہاجرین نے کہا، اے سلمان ہمارے ساتھ کھدائی کروائیں۔ انصار نے کہا ہم سے زیادہ کوئی حق دار نہیں ہے۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ نہیں سلمان ہم میں سے ہے اہل بیت کی طرح ہے، یعنی ہمارے گھر کے افراد کی طرح ہے۔ (مستدرک حاکم ۳/ ۵۹۸)

حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا جب فیروز دیلمی نے صنعاء کے کذاب اسود عنسی کو قتل کر دیا تھا تو ان میں سے کوئی آنے والا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا اور وہ لوگ مسلمان ہو چکے تھے تو انہوں نے کہا تھا کہ ہم کون ہیں؟ یعنی ہماری حیثیت کیا ہوگی؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ ہمارے اہل بیت ہو اور ہم میں سے ہو۔ الغرض جب صحابہ نے اپنی خندق کی کھدائی مکمل کر لی تو یہ شوال ۴ھ تھا وہی عام الاحزاب ہے۔

اور جنگ خندق والے سال ابوسفیان بن حرب آیا اور وہ لوگ بھی جو اس کے ساتھ تھے مشرکین قریش میں سے اور وہ لوگ جو ان کے پیچھے آئے تھے اہل ضلالت میں سے، وہ لوگ مکے سے آ کر وادی قناۃ کے بالائی حصے پر فروکش ہوئے تھے الغابہ گھاٹی کے سامنے (درختوں کے جھنڈ کی سمت)۔ ادھر بنوقریظہ نے ان کے لئے قلعہ بند کر دیا اور انہوں نے حُیی بن اخطب (یہودی) سے نفرت اور اظہار ناراضگی کیا اور کہنے لگے تم لوگ اس قوم میں شامل مت ہو کیونکہ تم نہیں جانتے ہو کہ انجام اور نتیجہ کس کے حق میں ہوگا۔ اور حالت یہ ہے کہ حُیی نے اپنی قوم کو ہلاک کر دیا ہے اس سے ڈرو۔ ادھر حُیی آیا یہاں تک کہ وہ یہودیوں کے قلعے کے دروازے پر پہنچ گیا۔ دروازہ ان کا بند تھا، اس وقت یہود کا سردار کعب بن اسد تھا۔ حُیی نے کہا کیا یہاں کعب ہے؟ اس کی بیوی نے بتایا کہ وہ یہاں نہیں ہے۔ وہ باہر کسی کام سے گیا ہے۔ حُیی نے کہا نہیں بلکہ وہ تیرے پاس ہی ٹھہرا ہوا ہے جشیں پر وہ اسے کھا رہا ہے (جشیشہ ایک کھانا ہوتا تھا جو گندم کو دلیہ کر کے تیار کیا جاتا تھا)۔

دراصل کعب نے ناپسند کیا تھا کہ کہیں وہ رات کے کھانے پر نقصان نہ پہنچا دے۔ مگر اب کعب نے کہا کہ ٹھیک ہے اس کو اجازت دے دو کہ مرنے والا ہے یعنی کوئی بھی اسے مار دے گا)۔ اللہ کی قسم ہم نے کسی بھلائی کو نظر انداز نہیں کیا، چنانچہ حُیی اندر داخل ہوا اور کہنے لگا، میں تیرے پاس لایا ہوں اللہ کی قسم زمانے کی عزت۔ اگر تم اس کو میرے اُوپر نہیں رہنے دو گے (یعنی اگر تم میری بات نہیں مانو گے) تو میں تمہارے پاس قریش کے سرداروں اور ان کے قائدین کو لے آؤں گا اور میں تمہارے پاس حلیف قبیلہ اسد اور غطفان کو لے کر آؤں گا۔

کعب بن اسد نے کہا کہ میری مثال اور ان کی مثال جن کو تم میرے پاس لاؤ گے مثل مثال اس بادل کی سی ہے جو اس پورے پانی کو انڈیل دے جو کچھ اس میں ہے پھر چلا جائے۔ تیرا بُرا ہو اے حُیی ہم لوگوں کو تو ہمارے عہد پر رہنے دے جو ہم لوگوں نے اس آدمی (محمد ﷺ) سے کر رکھا ہے۔ بے شک میں نے ایسا کوئی آدمی نہیں دیکھا جو محمد (ﷺ) سے زیادہ سچا ہو، نہ ہی ایسا کوئی دیکھا جو اس سے زیادہ عہد پورا کرنے والا ہو۔ اس کے اصحاب بھی ایسے ہی ہیں، نہ اس نے کسی دین پر مجبور کیا ہے نہ ہی ہمارا زبردستی مال چھینا ہے، نہ ہی ہم محمد (ﷺ) سے

آپ کے عمل کے حوالے ناراض ہیں ،تم ہلاکت کی طرف بلاتے ہو، ہم تجھے اللہ سے ڈراتے ہیں ۔مگر جو کچھ آپ نے ہمیں معاف کر دیا ہے اپنے نفس کے بارے میں ۔اس نے کہا، اللہ کی قسم میں ایسا نہیں کروں گا، نہ ہی محمد (ﷺ) ان کو روٹی دیں گے قیامت تک ، نہ ہی ہم علیحدہ ہوں گے اور نہ ہی یہ جماعت الگ ہوگی یہاں تک کہ ہم ہلاک ہو جائیں گے۔

عمرو بن سعد قرظی نے کہا، اے یہود کی جماعت یاد رکھو کہ تم لوگوں نے محمد (ﷺ) کے ساتھ معاہدہ کیا ہے دوستی کا جو کہ تمہیں معلوم ہے کہ تم اس کے ساتھ دھوکہ اور خیانت نہ کرو گے اور اس کے خلاف دشمن کی مدد بھی نہیں کرو گے اور یہ کہ تم محمد (ﷺ) کی مدد بھی کرو گے اس کے خلاف جو مدینے پر حملہ کرے گا۔ لہٰذا تم لوگ ان کے ساتھ جو معاہدہ کیا ہے اس کو پورا کرو۔ اور اگر تم لوگ ایسا نہ کرو گے تو اس کے اور اس کے دشمن کے درمیان راستہ چھوڑ دو اور ان سے خود تم علیحدہ ہو جاؤ۔ مگر حُیی بن اخطب ہمیشہ ان یہود کو گمراہ کرتا رہا، حتیٰ کہ اس نے ان کو بدبخت اور بدنصیب بنا دیا۔ اس نے ان کی ایک جماعت اکٹھی کی صبح ایک ہی بات پر متفق ہو گئے مگر بنوشیعہ ، بنو اسد ، بنو اُسید ، بنو ثعلبہ رسول اللہ کی طرف نکل گئے۔

(اہل مغازی نے گمان کیا ہے) اور یہود نے کہا، اے حُیی! آپ جائیں اپنے تعلق والوں کے پاس ، ہم لوگ ان سے بے خوف و خطر نہیں ہیں ، اگر وہ لوگ ہمیں اطمینان دلائیں اپنے اشراف میں سے ہر اس شخص کو جوان کے ساتھ آئے ہمارے پاس اور ضمانت دے پس وہ ہمارے ساتھ ہوں تو وہ جب محمد (ﷺ) اور اس کے اصحاب کے قتال کے لئے اُٹھیں گے تو ہم بھی نکلیں گے اور ہم بھی ان کے کندھے سے کندھا ملا کر چلیں گے۔ اگر وہ لوگ اس کے لئے تیار ہوں تو آپ ان کے اور ہمارے درمیان ایک بندھن باندھ دیں۔

چنانچہ حُیی قریش کے پاس گیا اور ان لوگوں نے اس کے ساتھ عقد و عہد پکا کیا کہ وہ ستر آدمی حُیی کے حوالے کرتے ہیں (محمد ﷺ سے ان کے اصحاب سے قتال کے لئے) اور ان لوگوں نے وہ صحیفہ چیر پھاڑ ڈالا جس میں وہ فیصلہ لکھا گیا تھا کہ جو ان لوگوں کے اور رسول اللہ ﷺ کے مابین ہوا تھا۔ لہٰذا ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف جنگ کا پیغام پھینک دیا اور خود کو انہوں نے قلعے میں محفوظ کر لیا جس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تھے ، اور انہوں نے اپنے اصحاب کو بھی قتال کے لئے تیار کیا۔

جب یہ لوگ نکل کر یہودیوں سے قتال کے لئے آگے آ گئے تو مشرکین اور یہود کے مشترکہ لشکر نے مسلمانوں کا محاصرہ کر لیا اور اس طرح وہ لوگ بُری طرح گھِر گئے کہ جیسے وہ کسی قلعے میں بند کر دیئے گئے ہیں۔ لشکروں کے قلعے میں ان لوگوں نے بیس دن تک مسلمانوں کو محاصرے میں گھیرے رکھا اور انہوں نے اس قدر ہر طرف سے گھیرا تنگ کر دیا کہ پریشانی کے عالم میں کوئی آدمی یہ نہیں جانتا تھا کہ اس نے نماز بھی پوری پڑھی ہے یا نہیں۔ اور مشرکین اور یہود نے رسول اللہ ﷺ کے مقام کی طرف ایک سخت جنگجو جنگی دستہ بھیجا وہ لوگ دن بھر رسول اللہ ﷺ سے اور صحابہ کرام سے قتال کرتے رہے یہاں تک کہ شام ہو گئی۔ جب عصر کا وقت ہوا وہ لشکر انتہائی قریب آ گیا جس کی وجہ سے نہ نبی کریم ﷺ عصر کی نماز پڑھنے پر قادر ہو سکے نہ ہی آپ کے اصحاب جو آپ کے ساتھ تھے۔ رات ہونے پر وہ لشکر ہٹ گیا۔

اہل مغازی نے یہ گمان کیا ہے، نبی کریم ﷺ نے یوں بددعا فرمائی تھی کہ ان لوگوں نے ہمیں عصر کی نماز بھی نہیں پڑھنے دی اللہ ان کے پیٹوں کو اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے۔

(بخاری۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۹۳۱۔ فتح الباری ۶/ ۱۰۵۔ ۷/ ۴۰۵۔ مسلم کتاب المساجد۔ حدیث ۲۰۲۔ مسند احمد ۱/ ۷۹۔ ۸۱)

اور ابن فلیح کی ایک روایت میں ہے، ان کے پیٹوں کو اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔ جب آزمائش اور مصیبت سخت ہو گئی تھی رسول اللہ ﷺ پر آپ کے اصحاب پر تو بہت سارے لوگ منافقت میں پڑ گئے اور انہوں نے بُرا کلام کیا۔ جب حضور ﷺ نے تکلیف اور مصیبت کی وہ حالت دیکھی مسلمان جس کیفیت میں مبتلا تھے تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو بشارت دینا شروع کی، آپ فرما رہے تھے قسم ہے اس ذات کی

جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ ضرور تم سے یہ کیفیت کھول دی جائے گی جو تم سختی دیکھ رہے ہو۔ اور میں بے شک یقین رکھتا ہوں کہ میں بیت العتیق (کعبہ) کا طواف کروں گا امن کی حالت میں اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ کعبے کی چابیاں میرے حوالے کردے گا۔ اور البتہ ضرور بالضرور اللہ تعالیٰ کسریٰ، فارس اور قیصر روم کو ہلاک کردے گا اور تم لوگ ان دونوں کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔

آپ کے ساتھ جو اصحاب تھے وہ حیران تھے اور از راہ تعجب و حیرانی کہنے لگے کہ انتہائی حیران کن بات ہے کہ ہم لوگ بیت اللہ کا طواف بھی بحالت امن کریں گے اور قیصر و کسریٰ کے خزانوں کو بھی تقسیم کریں گے جبکہ اس وقت ہماری حالت یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی آدمی اتنا بھی مامون و محفوظ یا آزاد نہیں ہے کہ وہ جا کر قضاء حاجت کرلے اور کچھ لوگوں نے تو یہاں تک کہہ ڈالا کہ اللہ کی قسم نہیں وعدہ دے رہے ہم کو مگر دھوکہ کا۔ دوسروں نے کہا ان میں سے جو آپ کے ساتھ تھے۔ آپ ہمیں واپس جانے کی اجازت دے دیجئے کیونکہ ہمارے گھروں کے اُوپر چھپر بھی نہیں ہے ننگے گھر میں اور کچھ دوسرے لوگوں نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ اے اہل یثرب مقابلہ میں کھڑا ہونا تمہارے بس کی بات نہیں ہے لہٰذا واپس لوٹ چلو۔

لہٰذا حضور ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ کو جو بنو عبدالاشہل کے بھائی تھے اور سعد بن عبادہ کو اور عبداللہ بن رواحہ خوان بن جبیر کو بنو قریظہ سے بات کرنے کے لئے بھیجا کہ وہ جا کر ان کے حلیف اور معاہدہ دوستی کے بارے میں قسم دے کر پوچھیں۔ وہ لوگ گئے وہ بنو قریظہ کے قلعے کے دروازے پر پہنچے انہوں نے دروازہ کھلوایا، دروازہ کھولا گیا وہ لوگ اندر ان لوگوں کے پاس پہنچ گئے۔ ان صحابہ نے ان کو صلح کی دعوت دی اور حلیف اور دوستی کی تجدید کی دعوت دی۔ یہودیوں نے کہا اب آئے ہو؟ انہوں نے ہمارا بازو توڑ لیا ہے (ٹوٹے ہوئے بازو سے ان کی مراد قبیلہ بنو نضیر تھے)۔ ان کو انہوں نے نکال دیا ہے اور ان یہودیوں نے نبی کریم ﷺ کو شدید گالیاں دیں۔ لہٰذا سعد بن عبادہ برداشت نہ کر سکے اس نے بھی ان کو گالیاں سُنائیں۔ کیونکہ یہودیوں نے ان کو ناراض کر دیا تھا۔ سعد بن معاذ نے سعد بن عبادہ سے کہا بے شک ہم اس لئے نہیں آئے تھے اور نہ ہی ہمارے اور ان کے درمیان اس سے زیادہ ایک دوسرے کو گالیاں دینے کی گنجائش ہے۔

اس کے بعد سعد بن معاذ نے ان کو پکار کر کہا کہ تم لوگ اچھی طرح جانتے ہوا ے بنو قریظہ اس معاہدہ کو اور حلیف کو جو ہمارے اور تمہارے درمیان تھا۔ میں تمہارے بارے میں ڈرتا ہوں مثل بنو نضیر کے یوم کے (یعنی جیسے ان پر بُرا وقت آیا تھا)، یا اس سے بھی زیادہ بُرا وقت۔ یہودی سعد سے کہنے لگے، تم نے لگتا ہے اپنے باپ کا ذَکر کھایا ہے (شرم گاہ)۔ سعد کہنے لگے کہ سوائے اس کے جو قول بھی تھا اس سے بہت زیادہ خوبصورت تھا اور اس سے زیادہ اچھا تھا۔ بس یہ لوگ اُٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس چلے گئے جس وقت وہ مایوس ہو گئے ان یہودیوں سے۔

جب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے چہروں کی کراہت کو بھانپ لیا جس کے ساتھ وہ آئے تھے۔ آپ نے پوچھا تمہارے پیچھے کیا کیفیت ہے؟ وہ کہنے لگے کہ ہم آپ کے پاس اللہ کی مخلوق میں سے خبیث ترین یا اَخبَثُ ترین لوگوں کے ہاں سے آئے ہیں جو اللہ کے سب سے بڑے دشمن ہیں اور اس کے رسول کے بھی۔ پھر انہوں نے حضور ﷺ کو وہ ساری باتیں بتائیں جو انہوں نے بکی تھیں (سب کچھ سُننے کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کی پوری خبر چھپانے کا حکم فرمایا۔

پھر رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کی طرف چلے گئے۔ وہ سخت آزمائش میں اور سخت مصیبت میں تھے۔ وہ ڈر رہے تھے کہ کہیں جنگ سے بھی زیادہ شدید دن نہ آن پڑے۔ جب انہوں نے رسول اللہ کو سامنے آتے دیکھا تو عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ خیریت تو ہے؟ آپ کے پیچھے کیا حالت ہے؟ حضور ﷺ نے انتہائی حوصلے سے اور بردباری سے فرمایا، سب خیر ہے خوش ہو جائیے۔ پھر آپ نے اپنے کپڑے کے ساتھ گھونگھٹ نکالا اور آپ سیدھے لیٹ گئے اور لمبی دیر تک ٹھہرے رہے۔

صحابہ پرخوف اور اضطراب شدید ہو گیا جب انہوں نے دیکھا کہ لمبی دیر تک رسول اللہ لیٹ گئے ہیں۔ وہ سمجھ گئے کہ بنو قریظہ سے کوئی اچھی خبر نہیں آئی۔ پھر بڑی دیر کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر اُٹھایا اور فرمایا کہ تم لوگ خوش ہو جاؤ اللہ کی فتح اور اس کی نصرت کے ساتھ جب صبح ہو گی تو لوگ بعض ان میں سے بعض کے قریب ہوئے تو ان کے درمیان تیر بازی اور پتھر بازی شروع ہو گئی۔

ابن شہاب نے کہا کہ حضرت سعید مسیب نے کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا :

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عَھْدَکَ وَوَعْدَکَ اَللّٰھُمَّ اِنْ تَشَأْ لَا تُعْبَدُ ـ

اے اللہ! بے شک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے عہد کا اور تیرے وعدے کا۔ اے اللہ! اگر تو چاہے تو تیری پوجا نہیں کی جائے گی۔

خندق میں گر کر مشرک کی ہلاکت
حضور ﷺ کا مشرک پر اور اس کی دیت پر لعنت کرنا

اور نوفل بن عبد اللہ مخزومی سامنے آیا، وہ مشرک تھا اپنے گھوڑے پر سوار تھا تاکہ وہ اپنے گھوڑے کو خندق میں جھونک دے مگر اس کو اللہ تعالیٰ نے قتل کر دیا، مشرکین اس کے ساتھ ذلیل ہو گئے اور ان کے سینوں میں اس بات کا بہت بڑا اثر ہوا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم لوگ تمہیں ایک آدمی کی دیت دیتے ہیں اس بات پر کہ تم لوگ اس کی میّت ہمارے حوالے کر دو ہم اس کو دفن کریں گے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے ان کے حوالے کر دیا کہ وہ خبیث ہے اس کی دیت بھی خبیث ہے۔ اللہ اس پر بھی لعنت کرے اور اس کی دیت پر بھی لعنت کرے، ہمیں اس کی دیت لینے کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ ہم تمہیں اس بات سے روکنے والے نہیں ہیں کہ تم اس کو دفن کرو۔

سعد بن معاذ کو ایک تیر ایسا لگا کہ اس کے بازو سے اس کی رگ اَکحل کٹ گئی۔ گمان کیا ہے کہ ان کو تیر حبان بن قیس بنو عامر بن لوی نے مارا تھا۔ پھر بنو عرقہ کے ایک آدمی نے اور دیگر لوگوں کا کہنا ہے اسامہ جُشمی ہنس مخزوم کے حلیف نے مارا تھا۔

حضرت سعد کا دعا کرنا

حضرت سعد بن معاذ نے کہا، اے میرے ربّ! مجھے بنو قریظہ سے شفا عطا کر مرنے سے قبل۔ لہٰذا ان کا وہ رگ کٹنے والا زخم بہہ جانے کے باوجود درست ہو گیا اور اہل ایمان نے صبر کیا تھا جو انہوں نے دیکھی تھی کثرت احزاب (گروہوں اور جماعتوں کی کثرت) اور ان کے معاملے کی شدت۔ اس ساری کیفیت نے مسلمانوں کے یقین کو اور زیادہ کر دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا وہ وعدہ پورا ہو کر رہے گا جو اس نے مسلمانوں کے ساتھ کیا تھا۔ اس کے بعد قدرتی طور پر یہ تبدیلی آئی کہ بعض ان کے بعض سے ہٹ گئے۔

اس کے بعد ابو سفیان نے بنو قریظہ کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم لوگوں کو مکہ سے آنے والے لشکر کا یہاں ٹھہرانا خاصا طویل ہو گیا ہے چاروں طرف خشک سالی ہے سواریوں کے لئے ہمیں چارہ نہیں ملتا لوگ اور اُونٹ گھوڑے بھوکوں مر رہے ہیں ان حالات میں ہم نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ حملہ کرنے کے لئے محمد (ﷺ) اور ان کے اصحاب کی طرف نکلیں۔ لہٰذا ہمارے اور ان کے درمیان جو بھی فیصلہ ہو گا اللہ کرے گا۔ تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو؟ بنو قریظہ والوں نے یہ پیغام بنو غطفان کو بھیج دیا۔ انہوں نے واپس جواب دیا کہ ٹھیک ہے جیسے تم لوگ مناسب سمجھو اگر تم چاہتے ہو تو اُٹھو ہم تمہیں روک کر نہیں رکھیں گے بشرطیکہ جب تم ہمارے پاس رہن بھیج دو۔

ایک آدمی نے بنو رشجع میں سے آیا اس کا نام نعیم بن مسعود تھا وہ باتیں بہت پھیلاتا تھا وہ یہ خبریں سُن چکا تھا جو قریش نے بنو قریظہ اور بنو غطفان کو بھیجی تھیں اور ان کا جواب بھی سُن لیا تھا۔ حضور ﷺ نے جب اس کو دیکھا تو اس کو اشارہ کر کے بلایا عشاء کے وقت۔

حضور ﷺ کا خفیہ سیاسی تدبیر کرنا

چنانچہ نعیم بن مسعود آیا اور حضور ﷺ کے ترکی خیمے میں داخل ہوا۔ حضور ﷺ کے ساتھ آپ کے اصحاب بھی تھے۔ حضور ﷺ نے اس سے پوچھا کہ اپنے پیچھے کیا حالت چھوڑ کر آئے ہو؟ اس نے بتایا کہ بات کچھ ایسی ہے کہ اللہ کی قسم آپ کو طاقت نہیں ہے قوم کے ساتھ۔ وہ لوگ آپ کے ساتھ متفق اور مجتمع ہو چکے ہیں، وہ آپ کے معاملے میں بہت جلدی کرنے والے ہیں انہوں نے بنی قریظہ کے پاس پیغام بھیج دیا ہے کہ ہمارا پڑاؤ یہاں پر طویل ہو گیا ہے اور ہمارے ارگرد خشک سالی اور قحط کا ماحول بن چکا ہے۔ ہم اب یہ پسند کریں گے کہ ہم محمد (ﷺ) اور اس کے اصحاب کے ساتھ جلدی کریں اور جلدی سے جان چھڑالیں۔ بنو قریظہ نے واپس جواب بھیج دیا ہے کہ جیسے تم لوگ مناسب سمجھتے ہو کرلو۔ جب تم چاہو تو رہن بھیج دو اس کے بعد تمہیں کوئی نہیں روکے گا سوائے تمہارے اپنے نفسوں کے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی سے کہا میں تمہیں ایک بات راز کی بتاتا ہوں، اس بات کو ذکر نہ کرنا۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بنو قریظہ نے میرے پاس پیغام بھیجا ہے، وہ مجھ سے صلح کرنے کی دعوت دے رہے ہیں اس شرط پر کہ میں بنو نضیر کو ان کے گھروں اور ان کے مالوں میں واپس آباد کردوں گا۔

نعیم کا یہود کے خلاف پروپیگنڈا کرنا

نعیم رسول اللہ کے ہاں سے اُٹھا تو (بھلا اس کے دل میں کہاں بات رہ سکتی تھی) وہ سیدھا بنو غطفان کے پاس گیا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ جنگ دھوکہ دہی کا نام ہے۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ ہمارے حق میں کردے۔ اس کے بعد نعیم غطفانیوں کے پاس گیا اور کہنے لگا، دیکھو میں تمہارا خیر خواہ ہوں، میں یہودیوں کی غداری پر مطلع ہو گیا ہوں۔ تم یہ تو جانتے ہو کہ محمد (ﷺ) ہرگز جھوٹ نہیں بولتے۔ میں نے ان سے یہ بات سُنی ہے وہ بتا رہے تھے کہ بنو قریظہ نے ان سے صلح کرلی ہے اس چیز کے بدلے میں وہ ان کے یہودی بھائیوں بنو نضیر کو ان کے گھروں اور مالوں میں واپس لوٹا دیں گے اور وہ رہن میں ان کے پاس رکھے ہوئے ہمارے ستر آدمیوں کو ان کے حوالے کردیں گے۔

اس کے بعد نعیم بن مسعود اشجعی وہاں سے اُٹھا اور سیدھا ابوسفیان کے پاس پہنچا اور قریش کے پاس ان سے کہا کہ یقین جانئے بے شک میں یہودیوں کی غداری پر مطلع ہوا ہوں۔ میں نے محمد (ﷺ) سے یہ بات سُنی ہے کہ بنو قریظہ کے یہودیوں نے ان سے صلح کرلی ہے اس شرط پر کہ وہ ان کے یہودی بھائیوں بنو نضیر کو ان کے گھروں میں اور مالوں میں واپس بھیج دیں گے اس شرط کے ساتھ کہ یہودی رہن ان کے حوالے کردیں گے اور اس کے ساتھ مل کر قتال کریں گے اور ان کے درمیان جو تحریری معاہدہ تھا وہ دوبارہ کردیں گے۔ یہ سُنتے ہی ابوسفیان اور قریش کی تو ہوا خارج ہو گئی۔

چنانچہ ابوسفیان (بھاگے بھاگے) قریش کے معززین کے پاس گئے اور کہا کہ مجھے آپ لوگ مشورہ دو، وہ تو پہلے ہی یہاں کے قیام سے اُکتائے بیٹھے تھے اور ان پر مسافرت بڑی مشکل گزر رہی تھی۔ وہ کہنے لگے کہ ہم تو یہ مشورہ دیں گے کہ ہم یہاں پر نہ رکیں واپس نکل چلیں بے شک بات وہی ہے جو ہمیں نعیم نے بتادی ہے اللہ کی قسم محمد (ﷺ) جھوٹ نہیں بولتا بلکہ یہودی بہت بڑے غدار دھوکے باز قوم ہیں۔ ادھر وہ لوگ جن کو انہوں نے امن کے لئے متعین کیا ہوا تھا انہوں نے یہ بات سُنی تو کہنے لگے کہ اللہ کی قسم ہم بھی یہودیوں کو اپنے نفسوں کے بارے میں امین نہیں سمجھتے کبھی بھی ان کے قلعے میں داخل نہیں ہوں گے۔ ابوسفیان نے کہا کہ ہم ہرگز جلدی نہیں کریں گے بلکہ پہلے ان کے پاس نمائندہ بھیجیں گے اور ہم معاملہ واضح کریں گے کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔

چنانچہ ابوسفیان نے ان کے پاس عکرمہ بن ابو جہل کو بھیجا اور کچھ دیگر گھڑ سوار بھی، یہ ہفتے کی شب تھی۔ وہ لوگ پہنچے انہوں نے آکر کہا کہ ہم لوگ صبح مسلمانوں کے ساتھ جنگ شروع کررہے ہیں تم لوگ بھی باہر نکلو اور ہمارے ساتھ ہو جاؤ۔ یہودیوں نے کہا کہ صبح تو ہفتہ ہے

ہم تو ہفتے کے دن کبھی بھی نہیں لڑیں گے۔ادھر عکرمہ نے کہا کہ ہم بھی اب یوں ہی ٹھہرے رہنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں،سواریاں مر رہی ہیں اور بھیڑ بکریاں بھی،ہمیں کہیں چارہ بھی نہیں مل رہا جانوروں کے لئے۔مگر یہودیوں نے کہا کہ کچھ بھی ہو جائے ہم لوگ ہفتے کے دن قتال کی کوئی کاروائی نہیں کریں گے۔ بلکہ اتوار تک تم لوگ ٹھہر جاؤ اور رہن رکھنے کے لئے طے شدہ لوگ ہمارے پاس بھیج دو۔لہٰذا ان کی مدد سے مایوس ہو کر واپس لوٹ آئے۔

مسلمانوں پر پریشانی اور محاصرہ انتہائی مشکل گزر رہا تھا اور اس نے ان کو اپنے آپ سے بھی بے خبر کر رکھا تھا نہ دن میں آرام ان کو نہ رات کو۔رسول اللہ ﷺ نے کوئی آدمی بھیجنا چاہا جو خندق سے نکل کر جائے اور دشمن کی خبر لے کر آئے کہ وہ کیا سوچ رہے ہیں۔

حضور ﷺ اپنے اصحاب میں سے ایک آدمی کے پاس آئے اور اس سے پوچھا کہ تم دشمنوں کو دیکھتے جاؤ؟اس نے عذر کیا تو آپ نے اسے چھوڑ دیا،اور دوسرے کے پاس آئے۔ادھر حذیفہ بن یمان سُن رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کیا کہہ رہے ہیں مگر وہ اس بارے میں خاموش رہے وہ کوئی کلام نہیں کر رہے تھے تکلیف اور پریشانی کی وجہ سے۔رسول اللہ اس کے پاس آئے اور پوچھا کہ تم کون ہو؟حضور ﷺ اس کو نہیں جانتے تھے۔اس نے بتایا کہ میں حذیفہ بن یمان ہوں۔

آپ نے فرمایا کہ میں تیرے پاس ہی آرہا تھا۔آپ نے پوچھا کہ آپ نے میری بات سُنی تھی جو میں رات سے کہہ رہا تھا کہ میں ان کو بھیجوں وہ ہمیں لوگوں کی خبر لا کر دیں؟حذیفہ نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے وہ بات میرے کان میں گونج رہی ہے۔حضور ﷺ نے پوچھا پھر تم کیوں نہیں اُٹھے جب تم نے بات سُن لی تھی؟اس نے بتایا کہ بھوک اور پریشانی کی وجہ سے نہیں اُٹھا۔

اس نے جب بھوک کا ذکر کیا تو رسول اللہ ہنس پڑے،آپ نے دعا دی فرمایا کہ تم اُٹھو اللہ تیری حفاظت کرے۔تیرے آگے پیچھے،اُوپر نیچے،تیرے دائیں بائیں سے یہاں تک کہ تو ہمارے پاس واپس آجائے۔لہٰذا حذیفہ رسول اللہ ﷺ کی دعا کے ساتھ خوش ہو گئے اُٹھ کر روانہ ہو گئے،ایسے ہو گیا جیسے کسی نے اُٹھا لیا ہو۔نہ بھوک مشکل گزری نہ ہی کوئی خوف،اور اس کو پتہ بھی نہ چلا اس تکلیف کا جو اس سے قبل اس کو پہنچی تھی۔ چلا گیا خندق کی بار کے اُوپر سے۔لہٰذا رات کو مشرکین کی محفل میں جا بیٹھے۔

اس وقت ابوسفیان ان سے یہ کہہ رہے تھے کہ تم لوگ آگ جلاؤ تا کہ تم میں سے ہر کوئی اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے ساتھیوں کو جان سکے۔لہٰذا حذیفہ نے اپنے دائیں اور بائیں سے ایک آدمی کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا کہ تم کون ہو؟انہوں نے بتایا کہ میں فلاں ہوں اس نے پوچھنے میں جلدی کی تاکہ کہیں وہ لوگ اس کو پہلے نہ سمجھ جائیں۔

اس کے بعد ابوسفیان نے واپس کوچ کرنے کا اعلان کیا۔لہٰذا لوگوں نے واپس کوچ کیا۔اور انہوں نے سامان اُٹھائے اور سامان بھی لے جایا گیا۔ایک ساعت تک رات کو گھوڑے روکے گئے اس کے بعد روانہ ہو گئے۔بنو غطفان نے لشکر کا شور سُنا اور روانگی کی آوازیں قریش کی جانب سے۔لہٰذا انہوں نے ان کے پاس نمائندے بھیجے تو غطفان کو قریش کے کوچ کرنے کی خبر پہنچی مگر وہ لوگ اس قدر رزچ اور بدحواس ہو چکے تھے کہ کسی چیز کی طرف مُڑ کر بھی نہیں دیکھ رہے تھے۔

ادھر اللہ تعالیٰ نے ان کی روانگی سے پہلے دس دن سے رات کو اللہ نے ایسی شدید ہوا چلا دی تھی کہ نہ ان کا کوئی خیمہ کھڑا ہو سکتا تھا نہ ہی......... حتیٰ کہ زمین پر کوئی منزل اور کوئی ٹھکانہ ان پر زیادہ شدید اور مشکل نہیں تھا۔ان کی اس منزل اور ٹھکانے سے اور نہ ہی وہ اتنے مجبور ہوئے تھے کبھی کسی جگہ پر۔وہ مجبور ہو گئے جبکہ ہوا زیادہ شدید ہوتی گئی اس کے ساتھ اللہ کے وہ لشکر بھی تھے جو نظر نہیں آرہے تھے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

حضرت حذیفہ یہ منظر دیکھنے کے بعد واپس اس کی خبر لے کر لوٹے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے۔ آپ ﷺ اس وقت سے جب سے آپ نے حذیفہ کو بھیجا تھا کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ یہی کام آپ نے اس وقت کیا تھا جب محمد بن مسلمہ اور اس کے ساتھی کعب بن اشرف یہودی کو قتل کرنے کے لئے گئے تھے اور وہ اس کو قتل کر کے واپس آئے تھے تو جب بھی رسول اللہ ﷺ مسلسل نماز پڑھتے رہے تھے کھڑے ہو کر، حتیٰ کہ وہ وہاں سے فارغ ہو گئے تھے اور آپ نے تکبیر کی آواز سُنی تھی۔

الغرض اس موقع پر بھی حذیفہ رسول اللہ ﷺ کے قریب آئے اور آپ نے اس کو مزید قریب آنے کا کہا حتیٰ کہ اس نے اپنی پیٹھ رسول اللہ ﷺ کے قدموں سے ملا دی اور اپنے کپڑے کو سمیٹ لیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ نے مشرکین کے بارے میں پوچھا۔ اس نے وہی خبر آپ کو سُنائی۔ اب رسول اللہ ﷺ نے اور مسلمانوں نے صبح کی تو اللہ نے ان کو فتح اور کامیابی دے دی تھی اور اللہ نے ان کی آنکھیں ٹھنڈی کر دی تھیں وہ مدینے کی طرف لوٹے تو ان کی آزمائش شدید تھی بوجہ اس محاصرہ کے جو دشمن نے انہیں محاصرہ میں لے رکھا تھا۔ شدید گرمی میں واپس لوٹے تو سخت مشقت سے لوٹے تھے۔ لہٰذا گھروں میں آ کر ہتھیار اُتارے۔

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، اس نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعلانہ محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے، ان کو ابوالاسود نے عروہ سے، اس نے یہی مذکورہ قصہ ذکر کیا ہے بالکل اسی مفہوم کے ساتھ جو موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے اور اس لئے بھی کہ ان دونوں نے ذکر کیا ہے اپنے مغازی میں اس قصے کے شواہد کو احادیث موصولہ میں اور مغازی محمد بن اسحاق بن یسار میں ہے۔ ہم اس کو ذکر کریں گے متفرق ابواب میں اللہ کی مدد کے ساتھ۔

باب ٦٥

احزاب اور گروہوں کا جماعت بندی کر کے جمع ہونا اور رسول اللہ ﷺ کا خندق کھودنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، انہوں نے کہا کہ ان کو حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو حدیث بیان کی یزید بن رومان نے عروہ بن زبیر سے، ان کو حدیث بیان کی یزید بن زیاد نے محمد بن کعب قرظی سے اور عثمان بن یہوذا سے جو بنو عمرو بن قریظہ میں سے ایک تھے، اس نے روایت کی اپنی قوم کے کئی مردوں سے، انہوں نے کہا کہ وہ لوگ جنہوں نے تمام جماعتوں اور گروہوں کو جمع کیا تھا وہ بنو وائل کے کچھ افراد تھے علاوہ ازیں بنونضیر میں سے حُیی بن اخطب تھے اور کنانہ بن ربیع ابو الحقیق اور ابوعمار اور بنووائل میں سے ایک قبیلہ۔ انصار میں اوس میں سے وحوح بن عمرو اور ان میں سے کئی مرد تھے جنہیں میں یاد نہیں رکھ سکا۔

یہ لوگ روانہ ہو کر قریش کے پاس پہنچے اور ان کو رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنے کی دعوت دی۔ وہ لوگ اس بات کے لئے خوش ہو گئے۔ انہوں نے ان سے کہا ہم تمہارے ساتھ ہوں گے محمد (ﷺ) کے خلاف۔ قریش نے ان لوگوں سے کہا تم لوگ یہود کے عالم ہو اور پہلے اہل کتاب اور اہل علم ہو، اس چیز کے بارے میں جس میں محمد (ﷺ) اور ہم میں اختلاف ہو رہا ہے کیا بھلا ہمارا دین بہتر ہے یا اس کا؟ انہوں نے بتایا تمہارا دین بہتر ہے اس کے دین سے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں آیت نازل فرمائی :

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتَابِ .... و كفى بجهنم سَعِيْرًا تک ـ

(سورۂ نساء : آیت ۵۱ـ۵۴)

کیا آپ نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جو کتاب کا حصہ عطا کئے گئے ہیں مانتے ہیں بتوں کو اور شیطان کو اور کہتے ہیں کافروں کو یہ زیادہ ہدایت پر ہیں مسلمانوں سے۔ یہی ہیں جن کو لعنت کی ہے اللہ نے جن کو اللہ لعنت کرے پھر وہ نہ پائیں گے کوئی مددگار، یا ان کا کچھ حصہ ہے سلطنت میں پھر تو نہ دیں گے یہ لوگوں کو ایک تل کے برابر۔ یا حسد کرتے ہیں لوگوں سے اس پر جو دیا ان کو اللہ نے اپنے فضل سے۔ البتہ تحقیق ہم نے دی ہے آل ابراہیم کو کتاب اور علم اور ہم نے دی ان کو بڑی سلطنت پھر ان میں سے کسی نے ان کو مانا کوئی ان میں س سے رک گیا اس سے، اور کافی ہے جہنم کی بھڑکتی آگ۔

یہ حقیقت ہے کہ یہودیوں نے یہ سارا کام عربوں سے حسد کرنے کے لئے کیا تھا (یعنی جذبہ حسد کے تحت کیا تھا)۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے محمد (ﷺ) کو جو کہ انہی میں سے نبی بنایا تھا جب یہودیوں نے یہ بات قریش سے کی تو انہوں نے یہودیوں کی بات مان لی اس بات کے لئے جس کی طرف انہوں نے دعوت دی تھی۔

اس کے بعد یہودی وہاں سے چلے اور بنوغطفان کے پاس گئے۔ ان کے آگے بھی انہوں نے فریاد کی رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنے کے لئے اور ان سے کہا کہ وہ ان کے ساتھ مل کر محمد (ﷺ) سے جہاد کریں اور انہوں نے ان کو بھی بتا دیا کہ قریش نے بھی اس بات پر ان کی تابع داری کی ہے۔ انہوں نے ان سے صلح کر لی ہے اس بات سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۶۹۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۹۵۹)

جب قریش مقابلے کے لئے آئے تو وہ تمام وسائل کے ساتھ مدینے میں بیر رومہ کے پاس اُترے۔ ان دنوں قریش کا قائد (ان سب کو بلا کر لانے والا) ابوسفیان بن حرب تھا۔ اور بنوغطفان بھی آئے، ان کے ساتھ عیینہ بن حصن تھا اور حارث بن عوف، حتیٰ کہ وہ مقام نَقْمَيْين پر اُترے اُحد کے دامن میں۔ جب وہ اس مقام پر اُتر گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کی خبر پہنچ چکی تھی جس پر قریش اور غطفان نے اتفاق کر لیا تھا۔ لہٰذا رسول اللہ نے مدینے پر خندق کھودی۔ اور آپ نے مسلمانوں کو اجر وثواب کی ترغیب دی۔ لہٰذا مسلمانوں نے اس میں کام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی اور مسلمانوں نے بھی اس میں مسلسل کام کیا۔

اس محنت شاقہ کے کرنے میں کچھ لوگ منافقین میں سے وہ تھے جو مسلمانوں سے اور رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے اور وہ اس کام سے ضعیف اور کمزوروں کے ساتھ چھپتے رہے اور وہ بغیر اجازت رسول کے اور بغیر بتائے اپنے گھروں کو کھسک جاتے تھے جبکہ مسلمان اس طرح کرتے تھے کہ اگر کسی کو کوئی بھی ضروری حاجت پیش آتی تو وہ اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے ضرور کرتے تھے اور اپنی حاجت میں لگنے کے لئے حضور سے اجازت مانگتے تھے اور حضور ان کو اجازت دیتے تھے۔ جب وہ اپنی حاجت پوری کر لیتے تو واپس آ کر کھدائی والے کام میں شامل ہو جاتے تھے خیر میں رغبت کرتے ہوئے اور حصول اجر وثواب کے جذبے کے ساتھ۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی مؤمنوں کی توصیف میں یہ آیت نازل فرمائی :

انما المؤمنون الذين امنوا بالله ورسوله واذا كانوا معه على امر جامع لم يذهبوا حتىٰ يستأذنوه ـ الخ تا والله بكل شيء عليم ـ (سورۂ نور : آیت ۶۲ـ۶۴)

اہل ایمان تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لا چکے ہیں جب وہ رسول کے ساتھ ہوتے ہیں کسی ضروری کام میں تو وہ بغیر اجازت کے جاتے نہیں ہیں۔ (آخر تک)

لہٰذا مسلمان اس خندق والے عمل میں لگے رہے، حتیٰ کہ انہوں نے ان کو پکا کر لیا اور اس دوران مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کے لئے ایک مسلمان کے کلام کو بطور رجز پڑھا گیا اس کا نام جُعَیل تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام عمرو رکھا تھا، مسلمان یا لو کہتے تھے۔

سمّاہ من بعد جُعیل وعمرًا وکان للبائس یومًا ظھرًا

رحمت عالم ﷺ نے جُعیل سے اس کا نام عمرو رکھا۔ نبی کریم ﷺ غرباء اور فقر کے لئے سب سے بڑے معاون تھے اس دن، جب وہ لوگ عمرو کے پاس سے گزرتے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمرًا، اور جب وہ کہتے ظھرًا تو رسول اللہ بھی فرماتے ظھرًا۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۰۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۹۵)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو عبداللہ بن بکر نے، ان کو حمید نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز سردی کی صبح کو باہر نکلے اور مہاجرین وانصار خندق کھود رہے تھے اپنے ہاتھوں سے۔ آپ نے یہ دیکھ کر دعا فرمائی :

اللھم ان الخیر الآخرۃ فاغفر الأنصار والمھاجرۃ

اے اللہ! بے شک خیر تو دراصل آخرت کی خیر ہی ہے۔ بس انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرمائیے۔

صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ کی شفقت ورحمت سے بھرپور جامع سُنی تو انہوں نے جذبہ وفاداری اور جذبہ حُب رسول کا حق ادا کرتے ہوئے حضور ﷺ کو جواب دیا۔ (مترجم)

نحن الذین بایعوا محمدًا علی الجھاد ما بقینا ابدًا

ہم وہ لوگ ہیں جو محمد ﷺ کے ہاتھ پر اپنا سب کچھ فروخت کر چکے ہیں جہاد کرنے کے لئے، ہم نے سدا زندہ نہیں رہنا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبید بن شریک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوصالح نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابواسحاق نے حمید سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خندق کی طرف نکلے تو مہاجرین وانصار خندق کھود رہے تھے صبح سردی کے وقت، ان کے پاس کوئی غلام بھی نہیں تھا جو ان کے لئے کام کرتا۔ جب آپ ﷺ نے دیکھا جوان کو بھوک اور تھکان تھی تو فرمایا :

اللھم انّ العیش عیش الآخرۃ فاغفر لأنصار والمھاجرۃ

اے اللہ! بے شک زندگی تو درحقیقت آخرت کی زندگی ہے، لہٰذا مہاجرین وانصار سب کو بخش دے۔

صحابہ کرام نے آپ کو جواب دیا :

نحن الذین بایعوا محمدًا علی الجھاد ما بقینا ابدًا

ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ کے ہاتھ پر بیعت جہاد کر رکھی ہے۔ ہم نے ہمیشہ باقی نہیں رہنا۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے کئی وجوہ سے حمید سے اور حدیث ابواسحاق سے، اس نے حمید سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۹۹۔ فتح الباری ۷/۳۹۲)

(۴) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین سُلمی نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو یعنی ابن نجید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابومسلم کَجّی نے، ان کو حجاج بن منہال نے، ان کو حماد بن سلمہ نے ثابت اور حمید سے، اس نے انس سے یہ کہ اصحاب نبی خندق والے دن کہتے تھے :

نحن الذین بایعوا محمدًا علی الاسلام

ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ سے اسلام پر بیعت کی ہے۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۳۰ ص ۱۴۳۲)

حمید کہتے ہیں :

علی الجهاد ما بقینا ابدا ۔ جہاد پر بیعت کی ہم نے ہمیشہ نہیں رہنا۔

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

اللھم انا الخیر الآخرة فاغفر للأنصار والمھاجرة

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے ایک اور طریق سے حماد بن سلمہ سے، اس نے ثابت سے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعمرو بن ابوجعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابویعلی نے، ان کو جعفر بن مہران نے، ان کو عبدالوارث نے بن سعید نے، ان کو عبدالعزیز بن مہیب نے انس سے، وہ کہتے ہیں کہ مہاجر اور انصار مدینے کے گرد خندق کھودر ہے تھے اور مٹی دوسری جگہ اپنی پیٹھ پر لاد کر ڈال رہے تھے اور یہ کہتے جار ہے تھے، ہم وہ ہیں کہ ہم نے محمد ﷺ سے جہاد پر بیعت کی ہے ہم ہمیشہ باقی نہیں رہیں گے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو جواب دیتے ہوئے فرمار ہے تھے، اے اللہ! نہیں کوئی خیر سوائے آخرت کی خیر کے، لہٰذا انصار اور مہاجرین میں برکت عطا فرما۔ دو دو تھال بھرے ہوئے جو سے ان کے لئے رکھ جاتے تھے متغیر بو والا تیل اور چربی کے ساتھ ان کو دیئے جاتے تھے، جن کا ذائقہ حلق میں ناگوار محسوس ہوتا تھا۔ بو ناگوار ہوتے تھی وہی ان لوگوں کے آگے رکھا جاتا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ابومعمر سے، اس نے عبدالوارث سے۔ (کتاب المغازی۔حدیث ۴۱۰۰۔فتح الباری ۷/۳۹۲)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسین بن یعقوب حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن اسحاق نے، ان کو قتیبہ بن سعید نے، ان کو عبدالعزیز بن خازمہ نے اپنے والد سے، اس نے سہل بن سعید سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے خندق میں، وہ لوگ کھودر ہے تھے اور اپنے کندھوں پر مٹی دوسری جگہ پھینک رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اے اللہ نہیں کوئی زندگی سوائے آخرت والی زندگی کے۔ مہاجر و انصار کی مغفرت فرما۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے قتیبہ سے۔ (کتاب المغازی۔حدیث ۴۰۹۸۔فتح الباری ۷/۳۹۲)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے قعنبی سے، اس نے عبدالعزیز سے۔ (مسلم۔کتاب الجہاد السیر۔حدیث ۱۲۶ ص ۱۴۳۱)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعمرو بن عبدالادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، ان کو خبر دی ابوخلیفہ نے، وہ کہتے ہیں ان کو ابوالولید نے، ان کو شعبہ نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی ابواسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا براء سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے ساتھ مٹی منتقل کررہے تھے یوم الاحزاب میں۔ تحقیق مٹی نے آپ کے پیٹ کی سفیدی کو چھپا دیا تھا اور یہ فرماتے تھے :

اللھم لولا انت ما اھتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا

فأنزلن سکینة علینا وثبت الأقدام ان لاقینا

ان الألی قد بغوا علینا اذ ارادوا فتنة ابینا

اے اللہ! اگر تو ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم ہدایت نہ پاسکتے، نہ ہم صدقہ کرتے نہ نماز پڑھتے، بس تو ہی ہم لوگوں پر سکینہ نازل فرما، اور اگر ہمارا دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو ہمیں ثابت قدمی عطا کرنا، بے شک کفار نے ہم پر بغاوت کی ہے اور وہ ہمیں کافر بنانا چاہیں گے تو ہم نہیں مانیں گے۔

صحابہ جواب میں کہتے ہیں بلند آواز کے ساتھ، اَبَیْنَا اَبَیْنَا۔ نہیں مانیں گے ہم نہیں مانیں گے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ابوالولید سے۔ کتاب الجہاد۔حدیث ۲۸۳۶۔فتح الباری ۶/۴۶)

اور بخاری مسلم دونوں نے نقل کیا ہے کئی طرق سے شعبہ سے۔

(فتح الباری ۶/۴۶،حدیث ۴۱۰۴۔دتح الباری ۷/۳۹۹۔مسلم۔کتاب الجہادوالسیر۔حدیث ۱۲۵ ص ۱۴۳۰)

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو عثمان بن عمرضبی نے، ان کو مسدد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالاحوص نے، ان کو ابواسحاق نے، ان کو براء نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے خندق والے دن رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا، آپ مٹی اُٹھا کر دوسری جگہ ڈال رہے تھے (آپ نے اس قدر محنت کی کہ) مٹی نے آپ کے سینے کے بالوں کو چھپالیا تھا، حالانکہ آپ کے زیادہ بال تھے اور آپ عبداللہ بن رواحہ کے رجز یہ شعر کو گنگنا رہے تھے۔ انہوں نے اشعار ذکر کئے ہیں شعبہ کی روایت کی مثل، مگر انہوں نے آخری شعر اس طرح کہا ہے :

ان العدو قد بغوا علینا وان ارادوا فتنة ابینا

بے شک دشمن نے ہمارے اُوپر سرکشی کی ہے اور اگر وہ ہمیں فتنے میں ڈالنا چاہیں گے تو ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے (آپ اُونچی آواز کے ساتھ یہ پڑھتے تھے)۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مسدد سے۔ (کتاب الجہاد۔حدیث ۳۰۳۴۔فتح الباری ۶/۱۶۰)

(۹) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن فضل بلخی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن یوسف بلخی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی میتب بن شریک نے، اس نے زیاد بن زیاد سے، اس نے ابوعثمان سے، اس نے سلمان سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے خندق میں ضرب لگائی اور فرمایا :

بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّهٖ هُدِيْنَا ۔ وَلَوْعَبَدْنَا غَيْرَهٗ شَقِيْنَا فَاحِبَّ رَبًّا وَاحِبَّ دِيْنًا ۔

اللہ کے نام کے ساتھ کھدائی اور ضرب لگاتا ہوں اور اسی کے ذریعے ہم ہدایت وراہنمائی پاتے ہیں اور اگر ہم اس کے سوا کسی اور کو پکاریں گے تو ناکام و نامراد ہو جائیں گے۔ ہم رب سے محبت کرتے ہیں ہم دین سے محبت کرتے ہیں۔ (سیرۃ الشامیہ ۴/۵۱۷)

باب ٦٦

خندق کی کھدائی کے دوران

آثار صدق کا اور دلائل نبوت کا ظہور ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ خندق کی کھدائی کے بارے میں کئی احادیث تھیں جو مجھے پہنچی تھیں۔ ان میں عبرت تھی رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کے حوالے سے اور آپ کی نبوت کے تحقیق اور ثابت ہونے کے بارے میں۔ ان چیزوں کو مسلمانوں نے مشاہدہ کیا تھا رسول اللہ ﷺ سے ان کے ظہور کو۔

مجھے جو چیز پہنچی ہے اس میں سے یہ بات ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ خندق کی کھدائی کے دوران ایک عظیم اور سخت چٹان نکل آئی تھی۔ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں شکایت کی تھی۔ آپ نے پانی کا ایک برتن منگوایا اور اس میں اپنا

لعاب دہن ڈالا اور پھر دعا فرمائی، جس قدر اللہ نے چاہا پھر اس پانی کے اس چٹان پر چھینٹے دیئے گئے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے جو وہاں موجود تھے کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے وہ چٹان ریت کی طرح ہو کر بہنے لگی، حتیٰ کہ وہ ریت کے ٹیلے کی طرح بہہ گئی، نہ کلہاڑی مارنی پڑی نہ کدال چلانی پڑی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۱۔۱۷۲)

تھوڑا کھانا سارے مجمع کے لئے کافی ہونا .... (۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبد الجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے، اس نے عبد الواحد بن ایمن مخزومی سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ایمن المخزومی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ہے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ خندق والے دن ہم لوگ خندق کھود رہے تھے۔ چنانچہ اس میں ایک سخت چٹان نکل آئی، یہ گویا ایک پہاڑ تھا۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس میں ایک سخت چٹان آ گئی ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ اس پر پانی چھڑکو۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ خود اُٹھے، اس کے پاس آئے حالانکہ آپ کے پیٹ پر بھوک کی وجہ سے پتھر بندھا ہوا تھا۔ آپ نے کدال یا پھاوڑا لیا اور تین ضربیں لگائیں، تین بار بسم اللہ پڑھ کر۔ لہٰذا وہ بھُر بھُر ریت ہو کر گرنے لگی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے گھر جانے کی اجازت دیجئے، انہوں نے اجازت دے دی۔ میں نے گھر جا کر اپنی بیوی سے کہا کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے؟ اس نے بتایا کہ میرے پاس دو کلو کے قریب جَو رکھے ہیں اور بکری کی ایک بچی ہے (لے لی)۔ چنانچہ اس نے وہ جو پیس کر آٹا گوندھا اور میں نے بکری کا بچہ ذبح کر لیا اور اس کی کھال اُتاری۔ یہ میں اپنی بیوی کو دے کر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ گیا لحظہ بھر ان کے پاس بیٹھا رہا، اس کے بعد میں نے عرض کی مجھے اجازت دیجئے یا رسول اللہ۔ آپ نے اجازت دے دی۔ میں بیوی کے پاس آیا دیکھا کہ آٹا گوندھا جا چکا ہے اور گوشت بھی پک چکا ہے۔ میں واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور جا کر عرض کی میرے پاس تھوڑا سا کھانا ہے آپ اُٹھئے اور دو آپ کے اصحاب میں سے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ وہ کتنی ہے؟ میں نے بتایا کہ ایک صاع جَو تھے اور ایک بچہ بکری کا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے تمام مسلمانوں سے اجتماعی طور پر کہہ دیا سب لوگ جابر کے گھر چلو۔ لہٰذا سب لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ مجھے اس قدر شرم آئی جو بس اللہ ہی جانتا ہے۔

میں نے دل میں سوچا حضور ﷺ ایک خلق کثیر لے کر چل رہے ہیں ایک صاع جَو اور ایک بکری کے بچہ پر۔ میں جلدی سے اپنی بیوی کے پاس گیا اور میں نے اس کو بات بتائی کہ میں تو رسوا ہو گیا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ پورے لشکر کے ساتھ آ گئے ہیں۔ وہ کہنے لگی کیا انہوں نے آپ سے پوچھا تھا کہ تیرا کھانا کتنا ہے؟ میں نے بتایا جی ہاں، پوچھا تھا۔ وہ کہنے لگی اللہ کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ ہم نے ان کو بتا دیا تھا جو کچھ ہمارے پاس تھا۔ چنانچہ میری بیوی نے میرا شدید غم ہلکا کر دیا بلکہ دُور کر دیا۔

رسول اللہ تشریف لائے، اندر آئے اور فرمایا کہ تم روٹیاں لے لو اور گوشت میرے لئے چھوڑ دیجئے میں خود تقسیم کروں گا۔ رسول اللہ گوشت اور شوربا ملا کر دیتے رہے اور گوشت کے چمچے بھرتے تھے پھر اس کو بھی ڈھک دیتے تھے۔ وہ اس طرح مسلسل نکال کر لوگوں کو دیتے رہتے یہاں تک کہ سب لوگ شکم سیر ہو گئے جبکہ تنور اسی طرح روٹیوں سے بھرا ہوا تھا اور ہنڈیا سالن سے بھری ہوئی تھی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے زوجہ جابر سے کہا کہ آپ کھائیے اور ہدیہ بھی کیجئے۔ ہم لوگ مسلسل کھاتے رہے اور اللہ واسطے بھی دیتے رہے اس دن سارا دن۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے خلاد بن یحییٰ سے، اس نے عبد الواحد بن ایمن سے۔ (کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۳۹۵)

خندق کی کھدائی میں قیصر وکسریٰ کی فتح .... (۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد اللہ الجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی گئی سلمان سے، وہ کہتے ہیں کہ میں خندق کے ایک کونے میں کھدائی کر رہا تھا میرے سامنے ایک سخت چٹان آ گئی۔ حضور ﷺ میرے طرف متوجہ ہوئے، کیونکہ وہ قریب تھے۔

جب انہوں نے مجھے دیکھا کہ میں مار رہا ہوں اور انہوں نے جگہ کا مجھ پر سخت ہونا ملاحظہ کیا تو آپ نیچے اُترے اور میرے ہاتھ سے کدال لیا اور اس پر سخت ضرب لگائی، اس چمک سے ایک چمک نمودار ہوئی۔ اس کے بعد آپ نے دوسری ضرب لگائی پھر اس کے نیچے سے چمک نکلی، پھر تیسری بار ضرب لگائی پھر اس کے نیچے سے چمک نکلی۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ کے اُوپر قربان جائیں یہ کیسی چمک تھی جو آپ نے دیکھی کدال کے نیچے سے جب آپ مار رہے تھے؟ آپ نے فرمایا، کیا تم نے بھلا وہ دیکھی تھی؟ آپ نے فرمایا کہ پہلی چمک کے ساتھ اللہ نے میرے لئے یمن کو فتح کر دیا ہے اور دوسری چمک سے بے شک اللہ عزوجل نے میرے لئے ملک شام اور مغرب فتح کر دیا ہے، اور تیسری چمک سے اللہ نے میرے لئے مشرق فتح کر دیا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۳)

ابن اسحاق نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے جس کو میں جھوٹ کی تہمت نہیں لگا سکتا ابو ہریرہ سے کہ وہ حضرت عمر ؓ کے بعد میں فرمایا کرتے تھے اور اس کے بعد بھی تم لوگ فتوحات کرو جس قدر تمہارے لئے ممکن ہو سکے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں ابو ہریرہ کی جان ہے نہیں فتح کر کے دیا ان کو کوئی شہر، اور نہ ہی تم ان کو قیامت تک فتح کر سکتے ہو سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ تحقیق اللہ نے محمد ﷺ کو ان کی چابیاں عطا کر دی تھیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۳)

میں کہتا ہوں یہ وہ ہے جس کو ذکر کیا ہے محمد بن اسحاق بن یسار نے یسار سلمان کے قصے میں سے۔ ہم نے اس کا مفہوم ذکر کر دیا ہے جو منقول ہے معاذ بن ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے، اس نے موسیٰ بن عقبہ سے۔

مسلمان ہم میں سے اہل بیت سے .... (۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن علوی مقری نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد یونس قرشی نے، ان کو محمد بن خالد بن عثمہ نے، ان کو کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف مزنی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خندق کھودنے کے لئے لکیر کھینچ کے دی تھی جنگ احزاب والے سال ببول کے درختوں کے پاس سے بنی حارثہ کی جانب جب مدد تک پہنچے۔ اس کے بعد چالیس ہاتھ کاٹ کر تقسیم دیئے ہر دس افراد کے درمیان۔ لہٰذا مہاجرین وانصار نے اختلاف کیا سلمان فارسی کے بارے میں، وہ قوی آدمی تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سلمان ہم سے ہے گھر کا فرد ہے۔ (مستدرک حاکم ۳/۵۹۸)

عمرو بن عوف نے کہا کہ میں اور سلمان فارسی، حذیفہ بن یمان، نعمان بن مقرن اور چھے انصار صحابہ ہم دس افراد چالیس ہاتھ کمائی کی کھدائی میں متعین کئے گئے تھے، حتیٰ کہ جب ہم سینے کے برابر کھود چکے تو خندق کے پیٹ سے ایک چٹان نکالی جو سفید اور گول پتھر تھا، اس نے تو ہمارے لوہے کو توڑ دیا اور ہمارے اُوپر شدید مشکل کر دی، ہم نے کہا اے سلمان! آپ اُوپر چڑھ کر رسول اللہ کے پاس جایئے اور ان کو اس چٹان کے بارے میں بتایئے۔ اگر آپ کہیں تو اس سے ہٹ کر کھدائی کر لیں اور اس کو چھوڑ دیں تو یہ آسان ہے، اگر کہیں کہ نہیں اس کو صاف کرنا ہے تو ہم آپ کی لکیر اور نشان سے تجاوز نہیں کریں گے۔

سلمان اُوپر چڑھ کر نکل گیا رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ آپ ترکی خیمے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عرض کی یا رسول اللہ! ہمارے ماں باپ آپ کے اُوپر قربان جائیں خندق کے اندر ایک سفید چٹان نکل آئی ہے۔ اس سے ہمارے لوہے کے اوزار ٹوٹنے لگ گئے ہیں لیکن آپ کے بتائے ہوئے نشان سے بھی ہٹنا نہیں چاہتے۔ ہمارے اُوپر بہت مشکل ہوگئی ہے۔ آپ جو حکم فرمائیں ہم وہ کریں گے۔ لہٰذا حضور ﷺ سلمان کے ساتھ خندق کے اندر خود اُتر آئے اور ہم لوگ شگاف سے خندق کے اندر اُتر آئے۔ آپ نے کدال لیا سلمان کے ہاتھ سے اور چٹان کے اُوپر زور سے ایک سخت ضرب لگائی اور اسے پھاڑ دیا اور اس چٹان سے ایک چمک نکلی جس نے اس کے دونوں کنارے روشن ہو گئے یعنی اس قدر روشنی نکلی جیسے اندھیری رات میں چراغ کی روشنی۔ رسول اللہ ﷺ نے زور سے تکبیر کہی اس کامیاب ہونے پر۔ لہٰذا مسلمانوں نے بھی نعرہ تکبیر بلند کیا۔

اس کے بعد رسول اللہ نے دوسری ضرب لگائی اور مزید پھاڑ دیا اس کو، پھر اس سے چمک نکلی جس سے دونوں کنارے روشن ہو گئے اس قدر گویا کہ اندھیری رات میں چراغ ہے۔ حضور ﷺ نے کامیاب ہونے پر پھر نعرہ تکبیر بلند کیا اور اصحاب نے بھی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس پر تیسری ضرب لگائی اور اسے پورا توڑ ڈالا، پھر اس میں سے روشنی نکلی جس نے دونوں کنارے روشن کر دیئے جیسے کہ وہ اندھیری رات میں چراغ ہے۔ رسول اللہ نے تیسری بار بھی نعرہ بلند کیا اس کامیابی پر اور مسلمانوں نے بھی نعرہ بلند کیا۔ اس کے بعد آپ نے سلمان کا ہاتھ پکڑا اور اُوپر چڑھ کر باہر آ گئے۔

سلمان نے کہا، میرے ماں باپ قربان جائیں یا رسول اللہ ﷺ میں نے ایسی چیز دیکھی ہے جو اس سے پہلے کبھی بھی نہیں دیکھی۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے، کہ تم نے وہ چیز دیکھی تھی جو سلمان کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ ہمارے ماں باپ قربان ہم ایمان لائے ہیں، ہم دیکھ رہے تھے آپ نے ضرب لگائی تو پانی کی طرح موج کی مثل چمک نکلی اور آپ کو تکبیر کہتے سُنا اور اس کے سوا ہم نے کچھ نہیں دیکھا۔

آپ نے فرمایا، تم سچ کہتے ہو۔ میں نے جب اپنی پہلی ضرب لگائی تو وہ چمک جو تم لوگوں نے دیکھی تھی اس سے میرے لئے حیرہ کے محلات روشن ہو گئے تھے اور مدائن کسریٰ گویا کہ وہ کتوں کے دانت ہیں یعنی جیسے وہ سامنے ہوتے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے خبر دی کہ میری اُمت ان مقامات پر غالب آئے گی۔ پھر میں نے دوسری ضرب لگائی تو وہ چمک جو تم نے دیکھی اس نے میرے لئے قصور احمر ارض روم روشن کر دیئے کتوں کے دانتوں کی مثل۔ مجھے جبرائیل علیہ السلام نے خبر دی کہ میری اُمت اس مقام پر بھی غالب آئے گی۔ اس کے بعد پھر میں نے تیسری ضرب لگائی تو اس سے چمک نکلی جو تم نے دیکھی۔ اس نے میرے لئے صنعاء کے محلات روشن کر دیئے جیسے کتوں کے دانت سامنے ہوتے ہیں۔ مجھے جبرائیل علیہ السلام نے خبر دی کہ میری اُمت ان پر غالب آئے گی۔ لہٰذا تم خوش ہو جاؤ کہ اللہ کی نصرت ان مقامات تک پہنچے گی، خوش ہو جاؤ وہاں تک نصرت پہنچے گی۔ لہٰذا مسلمان خوش ہو گئے اور انہوں نے کہا، اللہ کا شکر ہے اس بات کا وعدہ دیتے ہوئے حضور ﷺ سچے ہیں، بایں طور پر کہ اللہ نے ہمیں نصرت کا وعدہ دیا ہے۔

محصور ہونے کے بعد احزاب اور گروہ چھٹ گئے۔ لہٰذا مسلمانوں نے کہا یہی ہے۔

هذا ما وعدنا الله ورسوله وصدق الله ورسوله وما زادهم الا ايمانا وتسليما ۔

(سورۃ الحزاب : آیت ۲۲)

وہ نصرت اللہ اور اس کے رسول نے جو ہم کو وعدہ دیا تھا۔ اللہ نے بھی سچ فرمایا تھا اور اس کے رسول نے بھی، اس بات نے ان کے ایمان کو اور تسلیم رضا کو اور زیادہ کر دیا تھا۔

اور منافقوں نے کہا، کیا تم حیران و پریشان نہیں ہوتے ہو کہ یہ نبی تم سے باتیں کرتا ہے تمہیں آرزوئیں دلاتا ہے اور تمہیں جھوٹے اور باطل وعدے دیتا ہے اور وہ تمہیں یہ خبریں دیتا ہے کہ اس نے یثرب سے ہی حیرہ کے محلات دیکھ لئے ہیں اور مدائن کسریٰ اور بے شک وہ تمہارے لئے فتح ہو جائیں گے حالانکہ خندق کھود رہے ہو اور تم مقابلہ کے لئے سامنے نہیں آ سکتے ہو۔

اللہ نے قرآن نازل کیا ہے :

واذ يقول المنافقون والذين فى قلوبهم مرض ما وعدنا الله ورسوله الا غرورا ۔

(سورۃ الاحزاب : آیت ۱۲)

یاد کرو جب منافق کہہ رہے تھے اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے اللہ اور اس کے رسول نے جو ہم کو وعدہ دیا ہے وہ دھوکہ ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو احمد بن غالب بن حرب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ھرزہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عوف نے میمون زہرانی سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے براء بن عازب انصاری نے، وہ کہتے ہیں کہ جب وہ وقت آیا جب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خندق کھودنے کے لئے کہا تو دوران کھدائی ایک عظیم چٹان ہمارے سامنے آ گئی تھی جو بہت سخت تھی، جو کہ کدالوں کو قبول نہیں کرتی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے اس بات کی شکایت کی تو آپ نے اسے دیکھا تو کدال ہاتھ میں لیا اور بسم اللہ کہہ کر زوردار ضرب لگائی اور اس کی ایک تہائی چٹان توڑ دی اور فرمایا، اللہ اکبر مجھے ملک شام کی چابیاں دے دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم البتہ بے شک میں اس کے سُرخ محلات دیکھ لوں گا انشاء اللہ۔ پھر آپ نے دوسری ضرب لگائی اور دوسری تہائی چٹان توڑ ڈالی اور کہا، اللہ اکبر۔ مجھے فارس کے ملک کی چابیاں دے دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم بے شک میں مدائن کے سفید محلات دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ نے تیسری ضرب لگائی ہے، آپ نے فرمایا، بسم اللہ جس سے آپ نے بقیہ چٹان بھی توڑ ڈالی۔ آپ نے فرمایا، اللہ اکبر۔ مجھے یمن کے ملک کی چابیاں دے دی گئیں ہیں۔ اللہ کی قسم میں اس وقت اس جگہ پر کھڑے کھڑے صنعاء شہر کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔ (السنن الکبریٰ۔ تحفۃ الاشراف ۲/ ۶۵)

باب ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ یَسِّرْ یَا کَرِیْمُ

ایام خندق میں دعوت کے کھانے میں جن برکات کا اور آثار نبوت کا ظہور ہوا تھا جس پر آپ بُلائے گئے تھے

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوالحسن محمد بن داؤد علوی نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن محمد بن حسن بن شرقی نے، ان کو عبداللہ بن ہاشم نے، ان کو وکیع عبدالواحد بن ایمن مکی نے اپنے والد سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کے اصحاب نے خندق کھودی تھی نبی کریم اور مسلمانوں کو شدید مشقت کرنا پڑی تھی تین دن، آپ اس طرح رہ گئے تھے کہ کھانا وغیرہ کچھ بھی موجود نہیں تھا جبکہ نبی کریم ﷺ نے بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیا تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۹۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعمرو بن عبداللہ ادیت نے، ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، ان کو خبر دی ابویعلی نے، ان کو ابوخثیمہ نے، ان کو وکیع نے، ان کو عبدالواحد بن ایمن نے (ح)۔ اسماعیل کہتے ہیں مجھے خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو محاربی نے عبدالرحمٰن بن محمد سے، اس نے عبدالواحد بن ایمن سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے رسول اللہ ﷺ سے، جس کو میں تم سے روایت کیا کروں۔ حضرت جابر نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خندق والے دن اس میں کھودائی کر رہے تھے۔ ہم تین دن تک یونہی ٹھہرے رہے تھے، ہم کچھ نہیں کھا رہے تھے اور نہ ہی کچھ کھانے پر قادر تھے۔ اچانک خندق میں ایک سخت زمین (یا چٹان) سامنے آ گئی۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آ کر عرض کی کہ یہ چٹان آ گئی ہے خندق کے اندر، ہم نے اس پر پانی چھڑکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اُٹھے حالانکہ اس وقت آپ کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا۔ آپ نے کدال یا پھاوڑا لیا پھر آپ نے تین بار بسم اللہ پڑھی پھر آپ نے چوٹ ماری، چنانچہ وہ بہتی ہوئی نرم ریت بن گئی۔ میں نے جب رسول اللہ کی حالت دیکھی تو میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے گھر جانے کی اجازت دیجئے کہتے ہیں کہ آپ نے مجھے اجازت دے دی۔

میں اپنی بیوی کے پاس آیا، میں نے کہا تیری امی تجھے گم پائے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک خاص حالت میں دیکھا ہے، لہٰذا میں صبر نہیں کر سکا (پیٹ پر پتھر بندھا ہوا ہے)۔ تیرے پاس کچھ ہے کھانے کو۔ وہ کہنے لگی کہ میرے پاس ایک صاع جَو ہیں اور بکری کا بچہ بھی ہے۔ جابر کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے وہ پیس لئے اور بکری کا بچہ ذبح کر لیا اور اس کو پکانے کے لئے ہنڈیا میں ڈال دیا، بیوی نے آٹا گوندھا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، تھوڑی دیر میں ٹھہرا پھر میں نے دوسری بار آپ سے اجازت لی۔ آپ نے مجھے اجازت دے دی۔ میں گھر آیا، آٹا تیار تھا میں نے ان کو روٹیاں بنانے کے لئے اور ہنڈیا کو میں نے پتھروں پر کر دیا۔

پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے ان سے کان میں بات کہی۔ میں نے کہا کہ ہمارے پاس تھوڑا سا کھانا ہے آپ اگر مناسب سمجھیں تو میرے ساتھ چلیں اور ایک یا دو آدمی اپنے ساتھ اور بھی لے لیں۔ آپ نے پوچھا کہ کھانے میں کیا ہے اور کتنا ہے؟ میں نے بتایا ایک صاع جَو تھے وہ پیس لئے ہیں اور بکری کی ایک بچہ تھا وہ ذبح کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ گھر جاؤ اور اہلیہ سے کہو کہ ہنڈیا کو نہ اُتارے، چولہے کے پتھروں اور تنور سے روٹیاں لگا کر نہ نکالے میرے آنے تک۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں سے کہا چلو جابر کے گھر پر۔ جابر کہتے ہیں کہ مجھے اس قدر شرم آئی میں شرمندہ ہو گیا کہ بس اللہ ہی جانتا ہے۔

میں نے اپنی بیوی سے کہا تیری ماں تجھے گم پائے تیرے پاس رسول اللہ ﷺ اور آپ کے سارے اصحاب آ رہے ہیں۔ وہ کہنے لگی کیا رسول اللہ ﷺ نے تم سے کھانے کے بارے میں پوچھا تھا؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں۔ وہ بولی کہ اللہ اور اس کا رسول جانے، آپ نے بتا دیا تھا جو کچھ تیرے پاس ہے، لہٰذا میری وہ پریشانی جاتی رہی جو مجھے لاحق تھی۔ میں نے کہا تم سچ کہتی ہو، بس۔

رسول اللہ تشریف لے آئے، پھر اپنے اصحاب سے کہا کہ تم لوگ بھیڑ اور رَش نہ لگاؤ۔ آپ نے تندور پر اور ہنڈیا پر برکت کی دعا فرمائی، اس کے بعد ہم لوگ تندور سے روٹیاں نکالتے رہے لیتے رہے اور ہنڈیا سے گوشت لیتے رہے ہم لوگ شوربا نکالتے ثرید بناتے گئے اور مہمانوں کے قریب کرتے گئے مسلسل یہی کرتے رہے۔ آپ نے فرمایا کہ دسترخوان پر سات یا آٹھ آدمی بیٹھتے جائیں۔ جب سب لوگ کھا چکے تو ہم نے ہنڈیا کو اندر سے ڈھکنا کھول کر دیکھا وہ اسی طرح بھری ہوئی تھی جیسے پہلے تھی۔ حتیٰ کہ سارے مسلمان شکم سیر ہو گئے اور کھانے کا ایک بڑا حصہ ابھی تک باقی تھا۔

رسول اللہ نے فرمایا کہ لوگوں کو شدید بھوک پہنچی ہوئی ہے تم لوگ خود بھی کھاؤ اور لوگوں کو بھی کھلاؤ۔ ہم سارا دن خود بھی کھاتے رہے اور لوگوں کو بھی کھلاتے رہے۔ کہتے ہیں کہ مجھے انہوں نے خبر دی کہ وہ لوگ تین سو تھے یا آٹھ سو تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں خلاد بن یحییٰ سے، اس نے عبدالواحد سے مگر اس نے اس کے آخر میں تعداد ذکر نہیں کی۔
(کتاب المغازی۔حدیث ۴۱۰۱۔فتح الباری ۳۹۵/۱۷)

حضرت جابر کی دعوت میں برکت کا ظہور .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکر نے ہشام بن سعد سے، اس نے ابوزبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی جابر بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تقریباً تین سو آدمی تھے، ہم لوگ خندق کھود رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک پتھر لیا اور اس کو اپنے پیٹ پر دھر لیا پیٹ کے تہہ بند کے درمیان۔ آپ اپنے پیٹ کو سیدھا رکھ رہے تھے پیٹ میں بھوک سے بل پڑنے کی وجہ سے۔ میں نے دیکھا تو کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے گھر میں میرا ذرا سا کام ہے۔

میں بیوی کے پاس آیا اور میں نے اس کو بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں دیکھا ہے کہ اس حالت نے مجھے غمگین کر دیا ہے۔ کیا تیرے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ اس نے کہا کہ یہ بکری کا بچہ ہے اس کو ذبح کر لو اور ایک صاع جَو ہیں اس کو پیس لیتے ہیں۔ وہ پیس لئے گئے

اور بکری کے بچہ کو ذبح کر دیا گیا۔ میں نے کہا تم یہ پکاؤ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ہو کر آتا ہوں۔ میں واپس گیا اور جا کر کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جَو تھے جو پیس لئے ہیں آپ کھانے کے لئے میرے ساتھ چلیں۔ حضور نے پورے لوگوں میں اعلان کر دیا کہ تم لوگ جابر بن عبداللہ کی بات نہیں مان رہے ہو؟

کہتے ہیں کہ میں بیوی کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ میں تو شرمندہ ہو گیا ہوں۔ حضور ﷺ خود بھی اور ان کے ساتھ جتنے لوگ تھے سب آ رہے ہیں۔ وہ کہنے لگی آپ نے حضور ﷺ کو پیغام دیا تھا اور وضاحت نہیں کی تھی؟ میں نے کہا کہ میں نے تو بتا دیا تھا۔ وہ کہنے لگی کہ تم دوبارہ جاؤ، ان کو بتا کر آؤ۔ میں نے کہا یا رسول اللہ یہ تو ایک چھوٹا سا بچہ تھا بکری کا اور ایک صاع جَو تھے۔ آپ نے فرمایا کہ آپ واپس جائیے اور تندور سے کچھ نہیں نکالنا اور نہ ہی ہنڈیا سے یہاں تک کہ میں آ جاؤں اور ہاں کچھ پیالے اُدھار لے لینا۔

بس رسول اللہ آئے اور ہنڈیا پر اور تندور پر آپ نے دعا کی، پھر فرمایا کہ نکالتی جاؤ اور روٹی کے ٹکڑے کر کے گوشت شوربا بناتے جاؤ یعنی ثرید بنا دو۔ اس کے بعد آپ نے ان لوگوں کو دس دس کر کے بٹھایا، انہیں اندر بلایا۔ ان سب نے کھایا وہ تین سو آدمی تھے۔ ہم نے خود بھی کھایا باہر پڑوسیوں کو بھی کھلایا۔ جب رسول اللہ ﷺ چلے گئے تو پھر وہ بھی ختم ہو گیا۔ (مستدرک ۳/۳۱۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۹۷)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو ابوعاصم نے (ح)۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوعمرو بن ابوجعفر نے اور یہ الفاظ اسی کے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن محمد عبدالرحمن نے، ان کو عمرو بن علی نے، ان کو ابوعاصم نے، ان کو حنظلہ بن ابوسفیان نے، ان کو سعید بن مینا نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے سُنا وہ کہتے تھے کہ جب خندق کھودی گئی میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کو سخت بھوک لگی ہوئی تھی۔ کہتے ہیں کہ میں اپنی بیوی کے پاس واپس لوٹ کر آیا اور کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو شدید بھوک لگی ہوئی ہے۔ اس نے ایک تھیلی نکالی اس میں ایک صاع کے قریب جَو تھے اور ہمارے پاس بکری کا ایک بچہ تھا۔

کہتے ہیں کہ میں نے اس کو ذبح کر لیا اور جَو پیس لئے جو ہمارے پاس موجود تھے۔ میں نے اسے کاٹ کر ہنڈیا میں ڈال دیا پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا (بیوی کہنے لگی کہ دیکھنا رسول اللہ کے آگے مجھے شرمندہ نہ کرا دینا اور ان کے اصحاب کے آگے)۔ میں گیا اور میں نے جا کر حضور ﷺ کے کان میں کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جَو پیسے ہیں جو ہمارے ہاں موجود تھے آپ آ جائیں اور چند افراد آپ کے ساتھ بھی۔

کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے چیخ کر اعلان کر دیا، اے خندق کھودنے والو جابر نے دعوت کا کھانا تیار کیا ہے بھاگ بھاگ کر آ جاؤ۔ اور رسول اللہ نے فرمایا کہ تم لوگ ہنڈیا نہ اُتارنا اور گوندھے ہوئے آٹے کو رکھ دینا روٹیاں نہ پکانا میرے آنے تک۔ کہتے ہیں کہ میں آیا اور لوگ بھی آ گئے۔ میں بیوی کے پاس آیا وہ کہنے لگی تم نے یہ کیا کیا (کہ سب لوگوں کو بلا لیا)۔ میں نے بتایا کہ میں نے تو وہی بات کہی تھی جو تم نے بتائی تھی۔ میں تھوڑا سا آٹا نکال کر لے آیا، آپ نے اس میں لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا کی اس کے بعد آپ ہماری ہنڈیا کی طرف آئے اور لعاب دہن لگایا اور برکت کی دعا کی۔ اس کے بعد فرمایا کہ پکانے والی کو بلا لو جو تمہارے ساتھ پکوا لے اور پیالے بھرتے رہو ہنڈیا میں سے مگر نیچے نہ اُتارو، وہ لوگ ایک ہزار تھے۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ انہوں نے کھایا اور چھوڑ کر بھی گئے۔ وہ لوگ واپس لوٹ گئے جبکہ ہماری ہنڈیا اسی طرح جوش مار رہی تھی جیسے پہلے تھی اور آٹا اسی طرح پک رہا تھا جیسے پہلے تھا یعنی کوئی چیز ختم نہیں ہوئی تھی۔ (مستدرک حاکم ۳/۳۱)

حدیث دوری مختصر ہے۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن علی سے، اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے حجاج بن شاعر سے، اس نے ابوعاصم سے۔ (بخاری۔ کتاب الجہاد۔ باب من تکلم الفارسیہ۔ مسلم کتاب الاثریۃ۔ حدیث ۱۴۱ ص ۱۶۱۰)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کوابوالعباس محمد بن یعقوب نے ،ان کواحمد بن عبدالجبار نے ،ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن میناء نے بشیر بن سعید کی بیٹی سے۔ وہ کہتی ہیں کہ میری امی نے کھجور بھیجی میرے کپڑے کے کنارے میں میرے باپ کے اور میرے ماموں کے پاس۔ وہ لوگ خندق کھودر ہے تھے۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا آپ نے مجھے آواز دی، میں آپ کے پاس گیا۔ آپ نے مجھ سے اپنی ہتھیلی پر مجھ سے کھجوریں لیں اور کپڑا پھیلا دیا، پھر آپ نے ان کواس پر بکھیر دیا وہ اس کے کناروں پر مسلسل گر رہی تھیں۔ اس کے بعد آپ نے اہل خندق کوحکم دیا کہ سارے جمع ہو جاؤ۔ سب نے اس میں سے کھایا حتیٰ کہ وہ وہاں سے کھا کر لوٹ گئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۲-۱۷۳۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۹۶)

باب ۶۸

احزاب اور تمام گروہوں کا مقابلے کے لئے آنا بنو قریظہ کے یہودیوں کا اس عہد ومیثاق کو توڑنا جو رسول اللہ ﷺ کے اور ان کے درمیان طے تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کواحمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق نے اپنی پہلی اسناد کے ساتھ اس سے ان کی مراد وہ اسناد ہے جو پیچھے باب تحزیب الاحزاب میں ذکر ہو چکی ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب مشرکین نے آ کر پڑاؤ ڈالا تو رسول اللہ ﷺ نکلے اور انہوں نے اپنے لشکر کو خندق کھودنے پر لگا دیا۔ تین ہزار کے لشکر میں اس کے حصے تقسیم کر دیئے اور مشرکین اپنے تمام گروہوں اور قبائل سمیت دس ہزار تھے اور ان سب کے ساتھ جو بنو کنانہ میں سے ان کے ساتھ آئے اور اہل تہامہ اور غطفان اور جوان کے تابع ہوا اہل نجد میں سے، حتیٰ کہ ان لوگوں نے اُحد کے دامن میں باب نعمان پر پڑاؤ ڈالا۔ حضور ﷺ نے اپنے لشکر سمیت سَلع کی طرف اپنی پیٹھ کر لی اس طرح خندق ان کے اور قوم کفار کے بیچ میں ہوگئی تھی۔ آپ نے بچوں اور عورتوں کے لئے ہدایت دی، ان کو ٹیلوں پر منتقل کر دیا گیا۔

یہود کا سردار حُیی بن اخطب نکلا اور وہ کعب بن اسد کے پاس آیا جو عقد بنوقریظہ کا اور ان کے عہد کا مالک اور سرپرست تھا۔ مگر کعب نے جب اس کے آنے کی خبر سُنی تو اس نے قلعے کا دروازہ بند کر لیا اس کے لئے۔ اس نے کہا کہ ہلاک ہو جائے تو اے کعب! کھلوا دو تم میرے لئے، حُیی کہ میں تیرے پاس اندر آسکوں۔ اس نے کہا کہ ہلاک ہو جائے اے حُیی! بے شک تو ایسا آدمی ہے جس کے آنے سے فال بد پکڑی جاتی ہے، بے شک مجھے کوئی حاجت نہیں ہے تیری اور نہ ہی تیرے آنے کے مقصد سے کوئی سروکار ہے۔ میں نے نہیں دیکھا محمد ﷺ سے مگر سچ بولنا اور عہد و پیمان کو پورا کرنا۔ (صدق ووفا) دیکھی ہے۔ اس نے مجھ سے صلح کر لی ہے اور میں نے اس سے صلح کر لی ہے۔ تم مجھے چھوڑ دو اور واپس چلے جاؤ۔ مجھے تیری ضرورت نہیں ہے۔ اس نے کہا، اللہ کی قسم تم نے مجھ سے دروازہ ایسے ہی بند نہیں کیا بلکہ دراصل آپ کے مخصوص کھانے کی وجہ سے کہ میں تمہارے ساتھ کھانا نہ کھاؤں تم اس کو محفوظ کر لو۔

لہٰذا اس کے لئے دروازہ کھولا گیا۔ جب وہ اس کے پاس اندر گیا تو کہنے لگا ہلاک ہو جائے اے کعب! میں زمانے بھر کی عزت، غلبہ اور طاقت کر لے کر آیا ہوں یعنی قریش کا ساتھ کر کے ان کے ساتھ ان کے سردار بھی ساتھ ہیں، میں نے ان کا پڑاؤ بیر رومہ پر ڈلوایا ہے۔ اور

میں تیرے پاس بنوغطفان کو بھی جمع کر کے لایا ہوں اور ان کے قائد اور سردار بھی ساتھ ہیں۔ میں نے ان کو اُحد کے دامن میں ٹھہرادیا ہے۔ اس طرح گویا تیرے پاس میں انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر لے کر آیا ہوں جس کو کوئی چیز رد نہیں کرسکتی نہ ہی پیچھے کرسکتی ہے۔

کعب نے کہا، اے حُیی! اللہ کی قسم تم میرے پاس ذلت کا پیغام لے کر آئے ہو اور ایسا بادل جس کے اندر بارش کے لئے پانی ہی نہیں ہے، جس کا پانی گرایا جاچکا ہے، کچھ بھی اس میں پانی نہیں ہے۔ ہلاک ہوجائے تو مجھے چھوڑ دے اس حالت پر جس پر میں ہوں۔ مجھے تیری کوئی حاجت نہیں ہے، نہ ہی مجھے اس چیز کی ضرورت ہے جس کی تم مجھے دعوت دیتے ہو۔

لیکن اس قدر انکار کے باوجود حُیی بن اخطب نے ہمیشہ اس کو فریب اور دھوکہ دیتے رہے جیسے بھاگنے والے اُونٹ کو دھوکے سے بلایا جاتا ہے، حتیٰ کہ اس نے اس کی بات مان لی۔ اور حُیی نے اس کو عہد و میثاق دیا، اس نے یہاں تک کہا کہ اگر قریش اور غطفان محمد (ﷺ) کو ختم کرنے سے قبل واپس لوٹ گئے اور ہمیں دھوکہ دے گئے تو میں اپنے آپ کو تیرے ساتھ قلعے میں بند کرلوں گا (کہیں فرار نہیں ہوں گا)۔ حتیٰ کہ جو کچھ پریشانی یا تکلیف تجھے پہنچے گی وہی مجھے بھی پہنچے گی اس کے بعد کعب نے محمد رسول اللہ ﷺ سے اور مسلمانوں سے کیا ہوا عہد توڑ دیا اور رسول اللہ ﷺ سے اظہار اعلان بیزاری کردیا اور اس شرائط براءۃ کا اعلان کردیا جو مسلمانوں کے اور ان کے درمیان میثاق تھا۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۳۔۱۷۵)

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی عاصم بن عمر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو کعب کی خبر پہنچی اور بنو قریظہ کی عہد شکنی کرنے کی، آپ نے سعد بن عبادہ کو جو کہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے اور سعد بن معاذ کو جو کہ قبیلہ اوس کے سردار تھے بھیجا اور ان کے ساتھ دیگر لوگ بھی تھے۔ اہل مغاذ کے ذکر کے مطابق وہ ان مذکور کے تابع تھے۔ مثلاً خوّرت بن جیر اور عبداللہ بن رواحہ۔ آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں کے پاس جاؤ جا کر دیکھو جائزہ لو اگر وہ اس معاہدے کی پاسداری اور وفا پر قائم ہوں جو ان کے اور ہمارے درمیان ہوا تھا تو اس کو ظاہر کردو اور اس کا اعلان کردو اور اگر وہ پھر گئے ہوں جیسے ہمارے پاس اطلاع ہے تو پھر میرے لئے بھی ان سے اعلان بیزارہ کردو اور مسلمانوں کی تائید میں دلیل اور ثبوت لے آؤ جو اس سے میں سمجھ جاؤں، ضعف اور کمزوری نہ آنے دو اور مسلمانوں کی قوت کو نہ توڑنا، تفرُّق اور انتشار کی کیفیت نہ بنانا۔

جب یہ لوگ پہنچے تو انہوں نے ان کو اس سے کہیں زیادہ خبیث پایا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بُرا بھلا کہا اور کہنے لگے کہ ان کے اور ہمارے درمیان کوئی عقد ہے نہ ہی کوعہد ہے۔ اس کے بعد حضرت سعد بن عبادہ نے ان کو آڑے ہاتھوں لیا کیونکہ وہ بات چیت گالم گلوچ کرنے میں تیز آدمی تھے۔ سعد بن معاذ نے کہا آپ چھوڑیئے ان کو ہمارے اور ان کے درمیان ایک دوسرے کو گالیاں دینے کے اور بُرا بھلا کہنے کے سوا کچھ بھی نہیں رہا۔ پھر وہ لوٹے اور رسول اللہ کے پاس آ گئے۔ انہوں نے کہا قبیلہ عُضل اور قارہ والا معاملہ ہے، ان کی مراد یہ تھی کہ عُضل اور قارہ نے حضرت خبیب اور اس کے اصحاب کے ساتھ کیا تھا وہی معاملہ ہے (یعنی دھوکہ ہے ظاہری معاہدہ تھا اندر سے دشمنی ہے)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ اکبر خوش ہوجاؤ اے مسلمانوں کی جماعتو! (یعنی خوش ہوجاؤ بروقت معشیت واضح ہوگئی کسی بڑے نقصان سے بچ گئے)۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۵۔۱۷۶)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عاصم بن عمر بن قتادہ نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے عیینہ بن حصن اور حارث بن عوف کے پاس آدمی بھیجا وہ دونوں بنوغطفان کے قائد تھے۔ حضور ﷺ نے مدینے سے کھجوروں کے ایک تہائی پھل ان سرداروں کو دینے کی تجویز اس شرط پر کہ وہ بنوغطفان اور ان کے ساتھ جتنے قبائل ساتھ دینے والے ہیں وہ حضور ﷺ اور آپ کے اصحاب کی مخالفت سے رجوع کرلیں۔ حضور ﷺ کے اور ان کے درمیان صلح کی بات جاری تھی، حتیٰ کہ انہوں نے تحریر لکھ لی تھی مگر اس پر گواہی لکھنا باقی تھا، صلح پکی نہیں ہوئی تھی صرف ایک دوسرے کو راضی کرنے تک بات ہوئی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۶۔۱۷۷)

جب حضور ﷺ نے اس پروگرام کو پکا کرنا چاہا تو آپ نے سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ کے پاس بندہ بھیجا اور ان سے اس بات کا ذکر کیا اور اس بارے میں ان سے مشورہ طلب کیا۔ان دونوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ کیا یہ ایسا معاملہ ہے جس کو آپ کرنا چاہتے ہیں اور ہم بھی اس کو کریں گے، یا یہ ایسی چیز ہے جس کا آپ کو اللہ نے حکم فرمایا ہے اور اس پر ہمیں ضرور عمل کرنا ہے، یا ایسی بات ہے جس کو ہم سے پوچھ کر کریں۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ ایسی بات ہے جس کے بارے میں تمہیں اختیار ہے۔اللہ کی قسم میں نہیں کررہا اس کام کو مگر اس لئے کہ دیکھا ہے تمہیں عرب ایک ہی کمان سے شکار کریں گے (یعنی سب متفق ہو گئے ہیں)۔اور وہ ہر طرف سے تمہارے اُوپر سخت چڑھائی کررہے ہیں۔ لہٰذا دریں صورت میں نے یہ چاہا ہے کہ میں تمہارے مقابلہ میں ان کی قوت کو توڑ دوں۔

حضرت سعد بن معاذ نے جواب دیا یارسول اللہ ﷺ دیکھیں ہم لوگ اور وہ لوگ اللہ کے ساتھ شرک کرنے کی حالت پر تھے اور بتوں کی عبادت کرتے تھے، نہ ہم اللہ کی عبادت کرتے تھے نہ ہی ہم اس کی معرفت رکھتے تھے۔وہ لوگ مدینے کے پھل تو ضیافت کے طور پر کھا جائیں گے یا خرید کی ہوئی چیز سمجھ کر۔جب اللہ نے ہمیں اسلام کے ساتھ عزت عطا کی ہے تو ہم اپنے مال ان کو دے دیں؟ ہمیں اس بات کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔اللہ کی قسم ہم ان کو کچھ بھی نہیں دیں گے سوائے تلوار کے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے گا ان کے اور ہمارے درمیان۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سعد تم سعد ہو اور تمہارا مشورہ بھی مشورہ ہے۔چنانچہ سعد نے وہ صحیفہ اور وہ تحریر جو واقعی لکھی جا چکی تھی ہاتھ میں لے لی اور اس کو مٹا ڈالا، پھر کہنے لگے کہ لگالیں وہ زور اپنا ہمارے خلاف۔لہٰذا رسول اللہ ﷺ اس موقف پر ڈٹ گئے حالانکہ ان کے دشمن محاصرہ کئے ہوئے تھے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۱۷۷۔تاریخ ابن کثیر ۱۰۴۔۱۰۵)

میرا حواری زبیر ہے .... (۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، ان کو محمد بن کثیر نے، ان کو سفیان ثوری نے، ان کو محمد منکدر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا جابر بن عبداللہ سے کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ احزاب والے دن فرمایا تھا کہ کون ہے جو ہمارے پاس قوم کی (مشرکین و کفار کی) خبر لائے؟ حضرت زبیر نے عرض کی میں لے آؤں گا یارسول اللہ۔دوبارہ آپ نے یہی سوال دہرایا تو زبیر نے بھی دوبارہ یہی جواب دیا۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کا ایک حواری (خاص مددگار و محافظ) ہوا کرتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن کثیر سے۔(بخاری کتاب المغازی۔فتح الباری ۷/ ۴۰۶)

باب ۶۹

۱۔ مشرکین کی طرف سے مسلمانوں کا محاصرہ کرنے سے ان کو جو سختی اور مصیبت پہنچی اس کا بیان۔

۲۔ حتیٰ کہ بعض منافقین نے اس شک اور خیانت کا برملا اظہار کردیا جو ان کے دلوں میں مخفی تھا۔

۳۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کی فرض نماز رہ گئی بوجہ مشغولیت جہاد کے۔